حیات نور الدین محمود

انار اللہ برہانہٗ

یعنی

الملک العادل سلطان نور الدین محمود زنگی نور اللہ تربتہ فاتح شام جزیرہ و مصر کی مفصل سوانح عمری

مؤلفہ

جناب مولوی حکیم احمد حسین صاحب الہ آبادی مؤلف سوانح عمری
سلطان صلاح الدین فاتح بیت المقدس و مترجم تاریخ علامہ ابن خلدون

رحمۃ اللہ علیہ

سنہ ۱۳۱۸ ہجری

سنہ ۱۹۰۰ء

قیصر ہند پریس الہ آباد میں باہتمام منشی محمد فصیح اللہ مالک و مینیجر چھپکر شایع ہوئی

الاسلام

یہہ ناول نہین ہے بلکہ ایک تاریخی رسالہ ہے جسنے اسلامی تاریخ کو اُردو زبان مین موجود کردینے کا بیڑہ اوٹھایا ہے آجتک ہندوستان مین کوئی ایسا رسالہ ہمارے نظروں سے نہین گزرا۔ جو مسلمانون کو اپنی گزشتہ تاریخ کے یاد دلانے اور اُس سے دلچسپی پیدا کرنیکا باعث ہو عربی مین ایسی تاریخین کثرت سے موجود ہین لیکن اوس زبان کی لاعلمی کیوجہ سے وہ عام طور ہمکو فایدہ نہین پہونچا سکتین حالانکہ زمانہ حال کے لحاظ سے اُردو زبان مین ایسے ذخیرونکا ہونا ضروریات سے ہے۔ ہمنے اسی خیال سے عربی کی معتبر و مشہور تاریخ ابن خلدون کا ترجمہ سلیس اُردو زبان مین آغاز ماہ جنوری ۱۸۹۷ء سے کتابی صورت مین سلسلہ وار شایع کرنا شروع کیا ہے چنانچہ اسوقت تک اسکے ترجمہ کی تین جلدین شایع ہو چکی ہین۔ اس تاریخ (یعنی ابن خلدون) مین حضرت نوح علیہ السلام کے عہد سے آٹھوین صدی ہجری تک کے حالات کمال تحقیق و تدقیق سے لکھے گئے ہین جنکو انبیاء کرام اور اسلامی سلاطین عظام عرب۔ فارس۔ مصر۔ بغداد۔ اسپین۔ افریقہ۔ رُوم۔ وغیرہ وغیرہ کی عظمت و جلال دیکھنی ہو وہ ہمارا رسالہ الاسلام الہ آباد کو خرید فرمائین۔ اسمین اونکی بولتی چالتی چلتی پھرتی تصویرین دکھلائی جاتی ہین اسکے علاوہ الاسلام مین دو رسالہ اور (۱) مسمی بہ تبئین الکلام فی احکام احکام الاسلام (۲) مشاہیر عالم کی سوانح عمری بصفحہ بندی جداگانہ شایع ہوتے ہین اور بنظر دلچسپی اسلامی دنیا کی چیدہ چیدہ سچی سچی خبرین بھی ہوتی ہین باینہمہ قیمت سالانہ صرف عہ/ ۲ سہ محصولڈاک مقرر ہے۔

المشتہر حامد حسین سنبر منڈی الہ آباد

دیباچہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

اللہ اکبر! مین نے اکتوبر ۱۸۹۸ء مین حیات نورالدین محمود زنگی (انار اللہ برہانہ) کے چھپنے کا اشتہار دیا تھا لیکن اتفاقاً کچھہ ایسے پیش آتے گئے کہ چھپکر تیار ہونیکی نوبت کسیطرح نہ آئی تھی اس اثنا مین بارہا اسکے ارادہ اشاعت کو مین نے ملتوی کر دینے کا بھی قصد کیا مگر شائقین قدردانان فن تاریخ کے ہجوم شوق نے مجھے آرام سے بیٹھنے نہ دیا۔ آخر الامر خدا خدا کرکے اب سنہ ۱۹۰۰ء مین چھپکر ناظرین کیخدمت مین پیش کیے جانیکی عزت حاصل کر رہی ہے۔

سلطان نورالدین محمود (نور اللہ تربتہ) کی سوانح اور اسکے غزوات دیکھنے سے پہلے مین آپ لوگونکو اُسکے اِس ذریعہ سے متعارف کیا چاہتا ہون ور اُردو کی دنیاء اسلام مین اُس نورانی نام کو اِس طریقہ سے روشن کیا چاہتا ہون کہ یہہ اُسی دولت و حکومت کا شہنشاہ ہے جسکے سایہ عاطفت مین سلطان صلاح الدین فاتح بیت المقدس نے پرورش پائی تھی اور اُسکے شروع کیئے ہوئے کام کو اِس نے انجام دیا تھا عیسائیونکو کمزور و مضمحل اُس نے کیا تھا اور اُنپر فتحیابی اِس نے حاصل کیا ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء دونون دولتون (یعنی دولت نوریہ و دولت صلاحیہ) کے تعلقات یا دونون بادشاہون (یعنی نورالدین و صلاح الدین) کے ارتباط سے مناسب تو یہی تھا کہ انکے سوانح عمریان ایک ساتھہ

شائع کیجاتین جیساکہ عربی کے بعض مورخین نے کیا ہے کیونکہ یہہ دونون ایک ہی راستہ چلنے والے اور ایک ہی خیال کے پابند تہے لیکن میرا یہہ خیال میرے ہی دماغ مین پہر پہر اکر ظہور کی نوبت نہ آئی اسوجہ سے کہ سلطان صلاح الدین کی سوانح عمری مین پہلے لکہہ چکا تہا۔

مجہے اسکی سوانح لکہنے مین بڑی بڑی دقتونکا سامنا کرنا پڑا عربی کی تواریخ کے مختلف مقامات سے واقعات لینے پڑے پہر اونپر محققانہ نظر کرکے ترتیب دینے کی ضرورت ہوئی۔ عربی مین زیادہ تر مجہے ایسی ہی کتابین ملی ہین کہ جسمین اسکی سوانح اور اسکے غزوات ایک مقام پر بالکلیہ نہین لکہے تہے تاہم مجہے اپنے سلف کا شکریہ ادا کرنا چاہیئے کہ انکے حسن سعی سے گو بہ کوشش سہی اللہ تعالی نے یہہ دن دکہایا کہ نورالدین محمود کا نام اور ہندوستان کے ظلمت کدہ مین آفتاب کیطرح آسمان اسلام پر روشن دکہلائی دیتاہے۔ میرے اس ناچیز تالیف کی ماخذ عربی تواریخ ابن اثیر، ابن خلدون، ابو الفدا، حسن المحاضرہ فی احوال المصر و القاہرہ، نوادر سلطانیہ، تاریخ حلب، تاریخ دمشق، کتاب الروضتین، تاریخ دول الاسلام، تاریخ ایام اتابکہ، کتاب برق الشامی وغیرہا ہین علاوہ انکے مین نے بعض بعض مقامات پر انگریزی تواریخ سے بہی کچہہ واقعات اخذ کرلئے ہین۔ عربی مین اس نامور سلطان کی سوانح حافظ ابو القاسم علی بن حسن دمشقی اور رئیس ابو یعلی حمزہ بن اسد التیمی اور عماد کاتب اور ابن ابی طے وغیرہم نے مستقل طور سے بہی لکہی ہے لیکن اردو کی یہہ پہلی کتاب ہے جسمین اسکی سوانح مرتب ہوکر ہدیہ ناظرین ہوتی ہے وما توفیقی الا باللہ وھو حسبی و نعم الوکیل۔

احمد حسین غفر اللہ ذنوبہ۔ الہ آباد

۵۔ شعبان المعظم ۱۳۱۸ھ مطابق ۲۸ نومبر ۱۹۰۰ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پھلا حصہ

آقسنقر اور شہید اتابک کا زمانۂ حکومت

تمہید الملک العادل سلطان نور الدین محمود (نور اللہ مرقدہ) ایشیا مین ایک جلیل القدر مشہور فرمانروا گزرا ہے جو اپنے نمایان کارنامون سے دنیاء اسلام مین قدرت الٰہی کا ایک کرشمہ مانا گیا ہے یہہ اوس پُر آشوب زمانہ مین تہا جس وقت تمام ممالک شام پر عیسائی مسلّط ہو رہے تہے صرف حلب۔ حمص۔ حماۃ۔ دمشق۔ باقی رہ گئے تہے اور خلافت عباسیہ بغداد مین اندرونی اور بیرونی حادثات سے کمزور ہو رہی تہی اور دولت علویہ یا فاطمیہ کا آفتاب اقبال مصر مین لب بام آ گیا تہا۔ اس کے خاندان حکومت کو بعضے مورخ دولت زنگیہ یا بنی زنگی سے تعبیر کرتے ہین کیونکہ قسیم الدولہ آقسنقر زنگی اس خاندان کا جد اعلیٰ ہے اور کوئی اُسکو دولتِ اتابکیہ بہی کہا کرتا ہے اِسوجہ سے کہ اس خاندان کی ابتدا شہید اتابک سے

ہوئی ہے لیکن ہم اس نامی خاندان کو دولت نوریہ کے نہایت موزون نام سے
یاد کرینگے۔ اس لحاظ سے کہ اسلامی دنیا مین اسکی شہرت سلطان نورالدین محمود
کے کارنامون سے ہوئی ہے۔ اسمین کچھہ شک نہین ہے کہ اسکے خاندان حکومت نے
اپنی نمایان ترقیات سے نہایت کم دنون مین اسقدر شہرت وعزت حاصل کرلی ہے
کہ کسی خاندانی سلطنت کو کم حاصل ہوئی ہوگی۔ اس نے ترقی اسلام اور توسیع
ممالک اسلامیہ مین کوئی دقیقہ فروگزاشت نہین کیا۔ ابتداً اسی نے سرزمین شام سے
عیسائیون کو نکالنا شروع کیا تہا اسی نے امراء اسلام کی خانہ جنگیون۔ باہمی نزاعات کا
خاتمہ کرکے اتفاق پیدا کرنے اور ایک پرشوکت اسلامی طاقت بنانیکی کوشش
کی تہی۔ اسی نے مسلمانون کی گئی ہوئی قوت کو از سرنو سنبہالا تہا اور اوسکی یہہ
سب کوششین صرف بیت المقدس کی فتح کرنے کی غرض سے تہین لیکن یہہ روز
ازل سے سلطان صلاح الدین یوسف (رحمۃ اللہ علیہ) کی قسمت مین لکھا جاچکا تہا
تاہم ایک فراموش شدہ اور کہنہ رسم مذہبی کے تازہ کرنے کی فضیلت بہ لحاظ
در و۲ الفضل للمتقدم" اسکو حاصل ہے۔

سلطان نورالدین کا نسب

مشہور بات یہہ ہے کہ سلطان نورالدین محمود کا
دادا ابوسعید آقسنقر الملقب بہ قسیم الدولہ سلطان ملکشاہ[1] بانی دولت سلجوقیہ کا

---

[1] سلطان ملکشاہ بن الپ ارسلان محمد بن داؤد جعفری بک بن میکائیل بن سلجوق سنہ ۴۴۷ھ مین پیدا ہوا
اور سنہ ۴۶۵ھ مین بعد قتل الپ ارسلان محمد تخت حکومت پر بیٹھا اور پندرہوین شوال سنہ ۴۸۵ہجری
شب جمعہ کو بعارضہ تپ محرقہ انتقال کرگیا۔ نظام الملک اسکا وزیر تہا۔ سلطان ملکشاہ حسن صورت
کے ساتہہ حسن سیرت مین بہی مشہور تہا۔ حدود چین سے سرزمین شام تک شرقاً وغرباً اور شمال مین یمن تک کے
منابر پر اسی کے نام کا خطبہ پڑہا جاتا تہا۔ سخی۔ خلیق۔ عادل۔ نیک مزاج تہا۔ اسکی نیک طینتی اور اسلام
کی بہی خواہی کی اس سے زیادہ اور کیا دلیل ہوسکتی ہے کہ سنہ ۴۶۷ھ مین جسوقت ۲۰ (باقی صفحہ ۳ مین)

مملوک (غلام) تہا اور اس نے آقسنقر کو حلب کی حکومت دی تہی اور آیو فتت اس ہونہار دولت کی بنا پڑی تہی یہہ سچ ہے لیکن شق اول کو ہم کسی طرح تسلیم نہین کرسکتے کیونکہ سے کہ ہمارا حافظہ اور ہمارا خیال یہہ شہادت دے رہا ہے کہ آقسنقر نہ تو زنگی تہا اور نہ وہ ملکشاہ کا مملوک تہا کیونکہ اولاً اسلام مین حُریت اور مملوکیت کوئی قابل لحاظ نہین ہے اسلام نے اس کے فرق کو ایسا نیست و نابود کردیاہے کہ آج اوسکا وجود تک نہین پایا جاتا مسلمان ایک دوسرے کا مالک و مملوک نہین ہوسکتا۔ اسلام کے وسیع دائرہ مین بحیثیت اسلام نہ کوئی کسی کا رقیق ہے اور نہ کوئی کسی کا مالک ہے۔ آپسمین سب ایک ہین" انما المؤمنون اخوۃ (کل مسلمان آپسمین ایکدوسرے کے بہائی ہین) کلام مجید کے آیت کا ایک ٹکڑا ہے جسپر سلف سے آجتک ہر باایمان مسلمان کا عملدرآمد ہے۔

آقسنقر ترکی تہا ثانیاً علامہ شہاب الدین[۱] ابو محمد عبد الرحمن کتاب الروضتین

[۱] کہ اسکا بہائی تکش اس سے باغی ہوکر برسر مقابلہ خراسان مین آیا تہا اور سلطان ملکشاہ مع اپنے وزیر نظام الملک کے جناب امام علی بن موسی رضا علیہم السلام کے روضہ کے زیارت کو گیا تہا اوسنے بعد زیارت نظام الملک سے کہا "باہی شئ دعوت" (کس چیز کی تونے دعا مانگی) نظام الملک نے عرض کیا "دعوت اللہ ان ینصرک" (مین نے اللہ سے تیری فتحیابی کی دعا مانگی) سلطان نے یہہ سُنکر کہا کہ یہہ دعا تو اچہی نہ تہی۔ مین نے جناب باری مین یہہ عرض کیاہے "اللھم انصر اصلحنا للمسلمین وانفعنا للرعیۃ" (الٰہی ہم مین سے تو اوسکی مدد کر جو کہ مسلمانون کے حق مین اچہا اور رعیت کے لئے نافع تر ہو) یہہ سلاطین سلجوقیہ مین نہایت نامی بادشاہ گزرا ہے اسکو اسلام اور اسلامیون سے کمال محبت تہی۔

[۵] علامہ شہاب الدین کی کنیت ابو محمد اور نام عبد الرحمن تہا اسماعیل بن عثمان مقدسی شافعی کے لڑکے تہے ۵۹۶ھ مقام دمشق مین پیدا ہوئے تہے اور ۱۹۔ رمضان ۶۶۵ھ مین انتقال کیا شیخ علم الدین سخاوی سے ۶۱۶ھ مین قرآن شریف بقرات سبعہ پڑہا اور اسکندریہ مین شیخ ابو القاسم عیسی ابن عبد العزیز کو حدیثین

(باقی صفحہ ۴ مین)

فی اخبار الدولتین مین تحریر کرتا ہے۔

"کان آقسنقر ترکیا من اصحاب السلطان رکن الدین ملکشاہ بن الپ ارسلان"

آقسنقر ترکی تہا سلطان رکن الدین ملکشاہ بن الپ ارسلان کے مصاحبین سے تہا۔

اس فقرہ سے ظاہر ہو رہا ہے کہ آقسنقر۔ زنگی غلام نہ تہا بلکہ ترکی الاصل اور ملکشاہ کا مصاحب تہا۔ صاحب کا لفظ۔ عربی مین مصاحب ہمنشین۔ ساتہی کے معنی مین استعمال کیا جاتا ہے۔ اگر آقسنقر اوسکا مملوک ہوتا تو اوس کے واسطے اصحاب کا لفظ مستعمل نہوتا۔ وہ آپکی ہمنشینی اور مصاحبت ہی کیوجہ سے اس سے ایسا مانوس اور اسکو اسقدر عزیز رکہتا تہا کہ اسکی جدائی اوسکو شاق تہی۔ وہ ہمیشہ ہر کام مین اس سے مشورہ کرتا تہا۔ یہی امر اُمراء اور ارکین دربار کو ناگوار گزر رہا تہا۔ اسیوجہ سے نظام الملک[۵] وزیر نے اسکی علحدگی کی یہہ تدبیر نکالی تہی کہ آقسنقر کو ملکشاہ سے

---

[۵] ۵۷۱ ہجری مین ۔ علامہ موصوف نے تاریخ دمشق کو دو مرتبہ مختصر کیا پہلی بار بتیس جلدونمین اور دوسری بار دس جلدون مین تحریر کیا۔ اسکی مشہور تصانیف سے کتاب الروضتین فی اخبار الدولتین شرح الحدیث المقتفی فی مبعث المصطفےٰ۔ ضوء القمر الساری الی معرفۃ الباری۔ المحقق فی علم الاصول فیما یتعلق بافعال الرسول وغیرہ وغیرہ ہین۔ علاوہ ان کتابون کے اور کتب بہی انکی تصانیف سے ہین جنکو ہم نے بنظر اختصار درج نہین کیا۔

[۵] اسکی کنیت ابو علی اور لقب نظام الملک قوام الدین اور نام حسن تہا علی بن اسحاق بن عباس کا لڑکا تہا۔ بعضون نے اسکو روستا زادہ اور علامہ سمعانی نے کتاب الانساب مین اسکو نادہ (طوس کے اطراف مین ایک چہوٹا سا شہر ہے) کا رہنے والا تحریر کیا ہے۔ گیارہوین ذیقعدہ یوم جمعہ ۴۰۸ھ مین پیدا ہوا۔ اور علوم حدیث و فقہ کی تکمیل تحصیل کرکے علی بن شادان معتمد بلخ کی خدمت مین حاضر ہوا۔ تہوڑے دنون کے بعد اس سے علیحدگی اختیار کرکے داؤد بن میکائیل سلجوقی کے پاس چلا گیا اوس نے اسکو اپنے لڑکے الپ ارسلان کی تعلیم و تربیت و اتالیقی پر مقرر کر لیا۔ داؤد کے مرنے کے بعد جب الپ ارسلان حکومت کی کرسی پر بیٹہا تو اوس نے اپنے لایق اوستاد اور م

(باقی صفحہ ۵ مین)

کہہ سُنکر حلب کا حاکم مقرر کرا کے اسکو اوس کے نظرون سے علیحدہ کر دیا تہا - کوئی ان تعلقات کے دیکہنے اور سُننے سے یہہ نہین کہہ سکتا ہے کہ آقسنقر - ملکشاہ کا مملوک تہا مملوک اور مالک کے یہہ برتاؤ نہین ہوتے - ہمارے اِس دعوی کی اس سے معتبر اور کیا شہادت ہو سکتی ہے کہ علامہ موصوف چند فقرات کے بعد یون تحریر کرتا ہے -

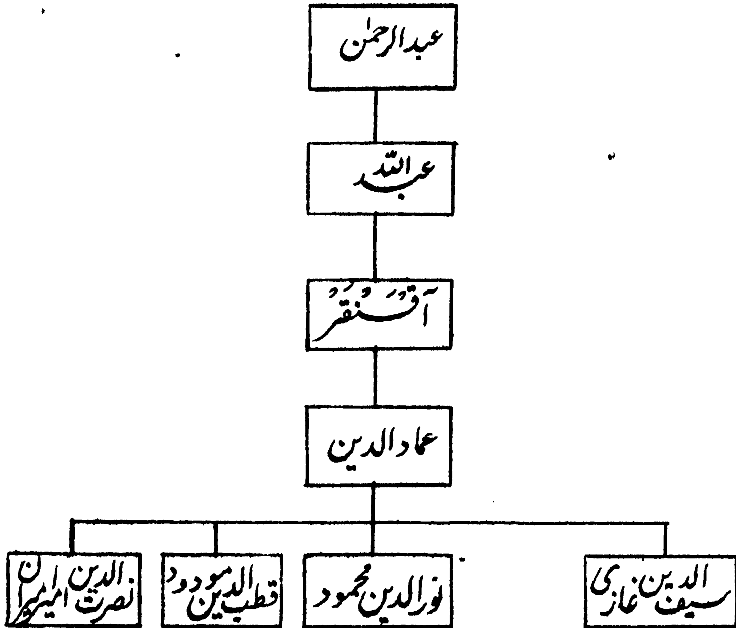
"فکان قسیم الدولہ من اصحابہ وممن ربی معہ فی صغرہ واستمر فی صحبتہ الی حین کبرہ فلما افضت السلطنۃ بعد ابیہ الیہ جعلہ من اعیان امرائہ واخص اولیائہ واعتمد علیہ فی مہماتہ وزاد قدرہ علوا الی ان صار نتیقیہ مثل نظام الملک الوزیر مع تحکمہ علی السلطان وتمکنہ من المملکۃ فاشار نظام الملک علی السلطان ان یولی آقسنقر مدینۃ حلب وارادبذلک ان یبعدہ عن خدمۃ السلطان و یتخذ عندہ ید ابذلک"-

قابل قدر اتالیق کو اپنا وزیر بنا لیا - دس برس کے بعد جب الپ رسلان کا انتقال ہو گیا اور نظام الملک کی حسن سعی سے ملکشاہ تخت حکومت پر بیٹہا یا گیا - تو یہہ اسقدر اسپر حاوی ہو گیا کہ سلطان سوائے تخت اور شکارگاہ کے کسی دوسری چیز کا مالک نہ رہا تہا سلطنت کا کُل انتظام اسی کے قبضہ مین تہا سکہ پر تو سلطان ملکشاہ کا نام تہا لیکن قلوب پر اسکا سکہ بیٹہا تہا - یہہ علماء و فقراء کی بہت عزت کرتا تہا - شریعت کا اسقدر پابند تہا کہ جبوقت اذان سُنتا کل کاروبار کو وہ کیساہی اہم کیون نہ ہوتے اونکو چہوڑ دیتا تہا - اس نے سنہ ۵۷ھ مین ایک بہت بڑے دار العلم کی بغداد مین بنا ڈالی اور دو برس کے عرصہ مین اوسکو تعمیر کرا کے سنہ ۵۹ھ مین اوسکی رسم افتتاح کر کے دُور و دراز ملکون سے تعلیم و تدریس کے لئے بیش قرار مشاہرہ پر علماء کو بُلوایا - اس کے زمانہ وزارت مین علمی ترقیان بہت ہوئین کوئی شہر اور قصبہ ایسا نہ تہا جہان اِسکے متعدد مدرسے - سرائین - نہ بنوائی ہون - قصبہ نہاوند کے قریب ایک کمسن دیلمی لڑکے نے جو کہ حسن بن صباح موجد فرقہ حشاشہ کے فدائیون مین تہا اوسنے چہری کے ایک ضرب سے اسکو شہید کر ڈالا - یہہ واقعہ شب شنبہ ۱۰ رمضان سنہ ۸۵ھ مین ہوا -

ترجمہ قسیم الدولہ ملکشاہ کے مصاحبون مین اور اون مین سے تہا جو اس کے ہمراہ لڑکپن مین پرورش کیئے گئے تہے وہ ہمیشہ اوسیکے صحبت مین رہا۔ تا آنکہ بڑا ہوا۔ پس جبکہ اسکے باپ کے بعد اسکو سلطنت ملی تو اوس نے اسکو اپنے سربرآوردہ امرا اور خاص دوستون مین شامل کرلیا۔ اور اپنے کُل کامون مین اسپر بہروسہ کرلیا اور اسقدر اسکا مرتبہ بڑہا دیا کہ نظام الملک وزیر بہی اِس سے دبتا تہا باوجودیکہ وہ سلطان پر حاوی تہا اور سلطنت پر متمکن تہا اسیوجہ سے نظام الملک نے سلطان سے تحریک کی کہ آقسنقر کو وہ شہر حلب کا حاکم کردے۔ اور اس حیلہ سے یہہ ارادہ کیا کہ اوسکو سلطان کی خدمت سے دور کردے اور اس دوری سے وہ سلطان کے نزدیک قوی دست ہو جائے۔

اِس عبارت مین کوئی ایسا فقرہ معلوم نہین ہوتا کہ جس سے آقسنقر کی غلامیت ثابت ہوتی ہو۔ سوائے اس کے کہ وممن ربی معه في صغره سے استدلال کیا جائے لیکن ہمارے نزدیک وہ محض ناکافی اور غیر مثبت مدعا ہے اسوجہ سے کہ سلاطین عظام کے لڑکے اون کے امرا کے ہم سن و ہم عمر بچون کے ساتہہ پرورش کیئے جاتے ہین اور تعلیم و تربیت سیر و شکار مین ساتہہ رہتے ہین۔ اس سے تو آقسنقر کی خاندانی وقعت اور بڑہ گئی اور یہہ ثابت ہوگیا کہ آقسنقر کا یہہ رسوخ دربارشاہی مین ذاتی نہ تہا بلکہ خاندانی تہا۔ اور اس نے سلطان ملکشاہ کے ساتہہ اور اُمرا کے لڑکون کیطرح تعلیم و تربیت و پرورش پائی تہی۔ باقی رہا اسکا نسبی سلسلہ۔ اوسکو اوس زمانہ کے مورخین نے ایسی تاریکی مین ڈالدیا ہے کہ جسکا دو پشتون کے آگے کچہہ پتہ نہین چلتا لیکن کتب تواریخ سے جہانتک ہمکو معلوم ہوسکا ہے اوسکو ہم بجنسہ ذیل مین درج کیئے دیتے ہین۔

سلطان نورالدین محمود زنگی کا شجرۂ نسب



آقسنقر کے علو مرتبت پر ابن اثیر کی شہادت

اس کے عالی مرتبہ اور جلیل القدر ہونے پر علامہ ابن اثیر[1] تاریخ ایام اتابکہ مین ان لفظون سے شہادت دیتا ہے۔ ومن الدلیل علی علو مرتبتہ تلقبہ قسیم الدولہ وکانت الالقاب حنئذ مصونۃ لاتعطی الا لمستحقیہا ترجمہ (اور منجملہ اون

[1] ابن اثیر ایک ہی صدی مین تین گزرے ہین اور لطف یہہ ہے کہ یہہ تینون بہائی تہے اور ہر ایک انہین سے فاضل اجل تہا۔ پہلے ابن اثیر کا ابو السعادت مبارک نام ہے اور مجد الدین لقب ہے علم حدیث مین انکو ید طولی حاصل تہا۔ نہایہ اور جامع الاصول انکے تصنیفات سے ہین۔ دوسرے ابن اثیر ابو الحسن علی ملقب بہ عز الدین ہین تاریخ کامل کے یہی مؤلف ہین انکو تاریخ اور انساب عرب مین بہت بڑا دخل تہا اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ اور تاریخ ایام اتابکہ جسمین خاندان نوریہ کے مفصل واقعات درج ہین انہین کے تالیفات سے ہین ان دونون ابن اثیر کا سنہ ۶۰۶ھ مقام موصل مین انتقال ہوا تیسرے ابن اثیر ابو الفتح نصر اللہ کے نام اور ضیاء الدین کے لقب سے مشہور ہین۔ انکا انتقال سنہ ۶۳۶ھ مقام بغداد مین ہوا۔

دلایل کے جوکہ اس کے عالی مرتبہ ہونے پر دلالت کرتے ہین یہہ ہے کہ اوسکو قسیم الدولہ کا لقب دیا گیا اور القاب اسوقت محفوظ تہے اوس کے مستحقین کے سوا اور کسیکو نہین دیئے جاتے تہے" علاوہ اس کے غلام کیسا ہی اپنے آقا کے نظر و ہمین عزیز کیون نہ ہو لیکن اوسکو کوئی مورخ عالی مرتبہ نہ تحریر کرے گا خواہ اوسکا مالک اوسکو اعلی سا اعلی خطاب کیون نہ دیدے ہمارے نزدیک آقسنقر عالی خاندان۔ شریف۔ ملکشاہ کا ایک معزز مصاحب تھا معہذا ہمکو اس امر کے تسلیم کر لینے مین کچہہ عذر نہین ہو سکتا کہ سلطان ملک شاہ نے آقسنقر کو حکومت کی کرسی پر بیٹھا یا تہا اور اوسی نے ابتداً اسکے چہرہ کو حکومت کے آبدار فانوس مین رکہہ کر عالم کو دکہا یا تہا لیکن اس خیال سے آقسنقر کو ملکشاہ کا غلام کہنا نہایت ناانصافی اور ناموزون ہے کیونکہ اسلامی دنیا مین ایسی صدہا سلطنتین دیکھی جاتی ہین کہ جس کے مورث اعلی خاندان حکومت و سلطنت سے نہ تھے بلکہ بحیثیت معاشرت متوسطانہ زندگی بسر کر رہے تھے لیکن بعد چندے زمانہ کے رفتار اور اونکی آیندہ اور جودہ نسلون کے اقبال نے اونکے بانیون کو حکومت و ملکداری کے رتبہ پر پہونچا کر شاہی خاندان مین شمار کرا دیا جیسا کہ دنیا و تاریخ کے سیر کرنے سے یہہ امر بخوبی ثابت و ظاہر ہو سکتا ہے۔

آقسنقر کی گورنری الحاصل آقسنقر کی بیدار مغزی اور سیاست و ملکداری کے آئین اور نظام الملک وزیر کے تحریک نے ملکشاہ کو اس امر پر اوبہار دیا کہ اوس نے ۴۷۷ھ مین آق سنقر کو حلب و حماۃ کی گورنری دیدی اور اس کے دو برس بعد اوایل ۴۷۹ھ مین آقسنقر عراق مین سلطان ملکشاہ سے ملنے کو آیا تہا سلطان اسکی لشکر کی آراستگی اور زرق و برق وردیان اور چمکتے ہوئے ہتہیارون اور مرتب فوج دیکہہ کر بیحد محظوظ ہوا تہا اور جسوقت اس نے حلب کی سالانہ رپورٹ پیش کی اوسوقت ملکشاہ نے اوٹھکر آقسنقر کی پیشانی پر

بوسہ دیکر گلے لگالیا اور بوقت مراجعت قسیم الدولہ کا معزز خطاب اور ایک بیش قیمت خلعت دیکر صوبہ جات منبج اور لاذقیہ کو بہی اُسکی گورنری مین شامل کردیا۔

آقسنقر کی فتوحات

اس کے عالی دماغ مین جسطرح سیاست اور ملکداری کی ہوا سمائی ہوئی تہی اوسی طرح ملک گیری اور ناموری کا بہی خیال جما ہوا تہا۔ چنانچہ ۸۱ھ مین اس نے شیزر پر حملہ کیا اور چہہ مہینے کامل محاصرہ کے بعد اوس کے سرسبز میدانون کو اپنے تیز گہوڑون سے روندتا ہوا حلب کو واپس آیا تہا اور اخیر ۸۳ھ مین باہمی نزاعات کے وجہ سے حمص کیطرف بڑہا تہا اور نہایت قلیل مدت مین بلا جدال و قتال بہ امن امان اوس پر قبضہ حاصل کرکے شروع ۸۴ھ مین قلعہ فامیہ اور رحبہ پر جا اوترا تہا اگرچہ بظاہر یہہ دونون قلعے فتح ہونے والے نہ تہے لیکن آقسنقر کی کوششون نے فامیہ اور رحبہ کو فتح کرادیا ان بلاد کے فتح ہونے سے آقسنقر کی گورنری کی مالی اور ملکی حالت پچاس فیصدی ترقی کرگئی۔ اس کے بعد نہ تو پہر اسکو ترقی کرنے کا موقع ملا اور نہ گورنری کی کرسی پر بیٹہنا نصیب ہوا کیونکہ اس کے محسن ملکشاہ سلجوقی کا اڑتیس برس چند مہینون کی عمر مین پندرہوین شوال ۸۵ھ مین انتقال ہوگیا۔

ملکشاہ کے بعد آقسنقر کی حق شناسی

سلطان ملکشاہ کے مرنے پر اس کے دونون لڑکے تکیارق[۱] اور محمد مین نزاع پیدا ہوگئی اور اس نزاع کے پیدا ہونے سے تاج الدولہ تتش[۲] (ملکشاہ کا بہائی) ملک گیری کے خیال سے اوٹہہ کہڑا ہوا اور اپنے اس مقصد کے حاصل کرنیکے

---

[۱] رکن الدین تکیارق (یا برکیاروق) سلطان ملکشاہ کا بڑا لڑکا تہا اور یہہ اصفہان مین رہتا تہا اور محمد (یا محمود) اوس سے چہوٹا تہا یہہ وقت انتقال سلطان ملکشاہ چار برس ۲
(باقی صفحہ ۱۰)

غرض سے حلب کیطرف بڑھا۔ حلب۔ آقسنقر کی گورنری مین تھا ابتدًا بنظر
مصلحت اِس نے تاج الدولہ کی اطاعت قبول کرلی اور اس کے ساتھہ ساتھہ
بلاد شام مین پھر تار ہا کبھی تو رحبہ اور نصیبین کے میدانون مین خیمہ زن نظر آتا تھا
اور کبھی ابراہیم بن قریش بن بدران والی موصل سے لڑتا دِکھائی دیتا تھا اور
گاہے گاہے میا فارقین اور دیار بکر کیطرف بڑھتا ہوا سُنا جاتا تھا غرضکہ ہر طرح
سے اپنے نئے تاجدار تاج الدولہ کی اطاعت مین سرگرمی ظاہر کر رہا تھا۔ اِسی
اثناء مین اتفاق وقت سے آذربائیجان مین تاج الدولہ اور تکیاروق کا باہم
مقابلہ ہوگیا۔ زمانہ کی حالت اور مصلحت بآواز بلند یہہ کہہ رہی تہی کہ "آیندہ
دنیا جو چاہے کہے لیکن موقع یہی ہے کہ تاج الدولہ کا ساتھہ نہ چھوٹے۔ ملکی
معاملات کی پیچیدگیون کا بھی یہی اشارہ تھا" اور مرحوم ملکشاہ کے احسانات
اور انعامات دبی ہوئی دھیمی آواز سے یہہ سمجھا رہے تھے کہ "تکیاروق کوئی غیر شخص
نہین ہے! ترے محسن قدیم (ملک شاہ) کا لڑکا ہے جسنے تجھے حکومت کی کرسی پر

(بقیہ نوٹ صفحہ ۹) کئی مہینہ کا تھا ان دونون بھائیون مین ترکان خاتون (محمد کے مان) کیوجہ سے لڑائی
ہوئی کیونکہ اس نے سلطان ملکشاہ کے موت کا اخفا کیا اور خلیفہ المقتدی بامر اللہ عباسی سے کہہ سنکر
محمد کو تخت حکومت پر بیٹھا دیا اور چند آدمیون کو تکیاروق کے قید کر لینے کی غرض سے اصفہان کو
روانہ کیا لیکن جب سلطان ملکشاہ کے مرنے کی خبر فورًا مشہور ہوگئی اور نظام الملک کے جانبازون
نے تکیاروق کو تخت نشین کرکے اوس کے نام کا خطبہ اصفہان کے مساجد مین پڑھا اوسیوقت سے
بناء مخاصمت ان دونون مین ایسی مستحکم قایم ہوگئی کہ تقریبًا بارہ برس تک دونون بھائیون مین
لڑائی ہوتی رہی تا آنکہ تکیاروق کا انتقال ہوگیا۔

۲ے تاج الدولہ ابوسعید تتش بن الپ ارسلان بن داؤد بن میکائیل بن سلجوق بن دقاق
سلجوقی سلطان ملک شاہ کا بھائی تھا ماہ رمضان ۴۵۸ھ مین پیدا ہوا اور ماہ صفر ۴۸۸ھ
مین عین لڑائی کے میدان مین قریب شہر رَے مارا گیا۔

بیٹھا یاہے! اوس کے احسانات سے ترے سبکدوش ہونیکا بہی موقع ہے! حکومت باقی رہے یا نرہے مصلحت وقت چاہے جو کچہہ ہو لیکن احسان فراموشی اچھی نہین! خداکو بہی حق فراموشی ناگوار ہے! حلب کی حکومت تجہے نصیب ہو یا نہو! بلخ اور لاذقیہ کے اُمرا ترے نام کو عزت و توقیر سے یاد کرین یا نہ کرین۔ انکے اطراف وجوانب کے رہنے والے ترے رعب و داب سے ڈرین یا نہ ڈرین! لیکن دیکہنا اس موقع پر دانائی سے کام لینا! ملکداری کے نشہ مین حواس باختہ نہو جانا! ایسا نہو کہ دنیا، اسلام مین کیا بلکہ تمام عالم مین تجہکو احسان فراموش محسن کش کا ناپسندہ لقب دیا جاے! تکیا روق وہی ہے جسکو کندہے پر چڑہاے پہرتا تہا اور جو ترے مخدوم ومحسن کا نور نظر اور اوسکا یادگار ہے! کیا تو اوس کے مقابلہ مین تاج الدولہ تتش کا ساتہہ دیگا، حکومت کی طمع مین حق وناحق نہین سوجہہ پڑتا، اس سے تجہکو کچہہ بحث نہین ہے کہ کون حق پر ہے اور کون ناحق پر ہے تیرا فرض یہہ ہے کہ تو تکیاروق کا ساتہہ دے نہ کہ تاج الدولہ تتش کا ــــــ"

آقسنقر تن تنہا اپنے خیمہ مین بیٹہا ہوا انہین خیالات مین ڈوبا ہوا تہا کہ ناگاہ اس کے آنکہون کے روبرو تکیاروق کا نقشہ آگیا اور اوس نے اپنی مقناطیسی قوت سے اسکو اپنی طرف کہیچ لیا یہہ بہی بے تامل اپنے محسن زادہ کی خیالی تصویر کے ہمراہ معہ اپنے ہمراہیون کے تاج الدولہ کے لشکر گاہ سے اوٹہہ کر تکیاروق کے پاس پہونچ گیا آقسنقر کی علیحدگی سے تاج الدولہ کی قوت گہٹ گئی جسکے وجہ سے وہ بلا کسی مقابلہ کے ہزیمت اوٹہا کر واپس ہوا۔

تاج الدولہ کا حملہ اور آقسنقر کی شہادت

تاج الدولہ چونکہ ایک باغیرت آدمی تہا اور ساتہہ ہی اوس کے ملک گیری کا بہی خیال اوسکے دماغ مین

سمایا ہوا تہا اسوجہ سے وہ دمشق پہونچکر ایک مدت تک لشکر کی فراہمی کی کوشش کرتا رہا اور اوسی اثنا مین اپنی مالی حالت بہی دُرست کرتا جاتا تہا لشکریون کو جدید آلات حرب سے مسلح کرتا رہا جب تہوڑے دلون مین اوسکی مالی اور فوجی حالت دُرست ہو گئی اور اوسکو اپنی قوت پر پورا بہروسا ہو گیا تو شروع ماہ جمادی الاول ۴۸۷ھ مین دمشق سے ایک کثیر التعداد فوج لئے ہوئے نکلا اور حلب کیطرف آقسنقر سے بدلہ لینے اور ملک گیری کے غرض سے بڑہا آقسنقر اور امیر بزان والی حرّان اسکے مقابلہ کی تیاری کرنے لگے سلطان رکن الدین تکیاروق نے بہی امیر کربوقا کو انکی حمایت کیغرض سے بہیجا جسوقت تہہ جمعیت کامل ہو گئی تو آقسنقر اور امیر بزان معہ امیر کربوقا کے حلب سے نکل کہڑے ہوئے تل سلطان کے قریب نہر سبعین پر تاج الدولہ تتش سے مقابلہ ہو گیا تاج الدولہ کو اس مقابلہ مین کامیابی ہوئی اور آقسنقر کا لشکر بہاگ نکلا لیکن وہ برابر لڑتا رہا تاآنکہ گرفتار کر کے قتل[له] کر دیا گیا باقی رہے امیر بزان اور کربوقا وہ بہاگ کر حلب مین جا چہپے مگر اونکو حلب نے بہی پناہ نہ دی یہہ دونون بہائی تاج الدولہ کے پنجۂ غضب مین گرفتار ہو گئے تاج الدولہ نے امیر بزان کو حرّان اور الرہا کیطرف اپنے خاص حراست مین روانہ کیا اس غرض سے کہ وہ حران اور الرہا کو اوس کے سپرد کر دے لیکن اہل حران اور باشندگان حران نے امیر بزان کے کہنے پر التفات نہ کیا اسوجہ سے تاج الدولہ کے حکم سے اوس کا

له آقسنقر کے قتل کا واقعہ اسطرح بیان کیا جاتا ہے کہ جسوقت یہہ گرفتار ہو کر تاج الدولہ کے روبرو پیش کیا گیا تاج الدولہ نے آقسنقر سے دریافت کیا کہ اگر تو مجہپر فتحیاب ہوتا تو میرے ساتہہ کیا کرتا اوس نے کہا کہ مین تیرے قتل کا حکم دیتا تاج الدولہ یہہ سنکر بول اوٹہا کہ اب مین تیرے لئے یہی حکم دیتا ہون۔ ابن اثیر۔

سر کاٹ کر اہل حران کے پاس بہیجدیا گیا اہل حران یہہ واقعہ دیکہکر تہرا گئے اور شہر کو مجبوراً اوس کے سپرد کر دیا۔ امیر کربوقا کو ان واقعات مین کچہہ حصہ نہین ملا اور اوسکو کسی قسم کا جانی صدمہ نہین پہونچایا گیا بلکہ وہ حمص مین نظر بند کر دیا گیا

بغداد مصر اور عیسائی دنیا کی حالت

یہہ وہ زمانہ تہا کہ اس سے پہلے اسی ۴۸۷ھ مین پندرہوین محرم یوم شنبہ کو خلیفۃ المقتدی بامر اللہ کا انتقال ہو چکا تہا۔ اور بغداد کے تخت خلافت پر خلیفہ المستظہر باللہ بیٹہا ہوا تہا سلطان برکیاروق کا نام خطبہ مین داخل کر کے رکن الدین کا مبارک لقب مل چکا تہا اور عز الملک اپنے باپ نظام الملک کی قایم مقامی کر رہا تہا مصر مین اس دولت کا رقیب خلیفہ المستنصر باللہ برائے نام حکومت کر رہا تہا اسلامی سلاطین اور خلفاء آپس کی نزاع اور شبانہ روز کے جہگڑون سے کمزور ہو رہے تہے کسی مین ایسی تاب نہین باقی رہی تہی کہ وہ کسی آنے والے حریف کا مقابلہ کرتا یا اپنے ممالک محروسہ کی بخوبی حفاظت کرتا یروشلیم اسوقت تک مسلمانون ہی کے قبضہ مین تہا اور اسی مصری خلیفہ کی وہان حکومت تہی اسکی متعصبانہ کاروائیون اور بیجا حکومتون اور زیادتیون کی عیسائی عام طور سے شاکی تہے اور وہ اوسکے فتح کرنے کی فکر کر رہے تہے۔ پیٹر دی ہرمٹ[۱] ایک خچر پر سوار صلیب لیے ہوئے

---

[۱] پیٹر دی ہرمٹ ایک گمنام اور غیر معروف عیسائی ہے ۱۰۹۲ع مطابق ۴۸۴ھ مین یروشلیم کا حج کرنے کو گیا تہا وہان مسلمانون کی حکومت دیکہکر از حد برافروختہ ہوا اور یروشلیم کے بطریق سے ملکر کروسیڈ کی تحریک کی بطریق نے کہا کہ "جب تک یورپ کے عیسائی سلاطین کمرہمت نہ باندہین گے اوسوقت تک یروشلیم ان دشمنان مسیح (مسلمانون) کے قبضہ سے نہ چہوٹ سکیگا اور نہ عیسائی دنیا کو ان کے ہاتہون سے آسایش نصیب ہو گی" پیٹر یہہ سنکر اوٹہہ کہڑا ہوا اور اوسکے طرف سے خطوط لیکر پوپ سے ملنے کو اٹلی پہونچا اوس نے پیٹر کی اس ہمت پر آفرین کی اور گلے لگا یا اور اوسکو یروشلیم کے چہڑانے کی ت (باقی صفحہ ۱۴ مین)

یورپ کے شہرون مین پہر رہا تہا۔ یروشلیم اور عیسائیون کی مصیبتون کو دل شگاف صدرلسے بیان کر رہا تہا تمام یورپ مین اوس کے وعظ کی شہرت تہی یروشلیم کے چہڑانے والون کا ایک گروہ اِس کے ہمراہ تہا اس کے جہنڈے کے نیچے تقریبا اسّی ہزار یا ایک لاکہہ کروسیڈر (صلیب کے لئے لڑنے والے) جمع تہے روز بروز عیسائیون کا جوش اور اتفاق بڑہتا جاتا تہا اور اور مسلمانون کی قوت۔ نااتفاقی اور طوایف الملوکی کیوجہ سے لحظہ بلحظہ گہٹتی جاتی تہی اسلامی دنیا کو ایک نئی طاقت کی سخت ضرورت تہی جو انکی اس بڑہتی ہوئی طاقت کا مقابلہ کرتا اور اون کو اِس خونخوار ارادون سے باز رکہتا اور اسلامیون کو پہر ایکجا کرکے ایک مجموعی اسلامی قوت بنا دیتا لیکن جس نئی طاقت کی بنیا دپڑ چکی تہی اور جس سے یہہ امید کیجا سکتی تہی کہ یہہ ایک نہ ایک دن عیسائیون کی قوت کو بہت کچہہ نقصان پہونچائے گا اور اسلام اور اسلامیون کی گئی ہوئی قوت کو پہر سنبہالیگا افسوس ہے کہ اوسیکا سورث اعلیٰ (اقسنقر) ابہی آپ لوگون کے روبرو تاج الدولہ کے ہاتہون سے شہید کیا گیا ہے۔ آقسنقر کی سوائے عماد الدین کے اور کوئی آل واولاد نہ تہی اسکی عمر اسوقت دس برس سے زیادہ نہ تہی اِس کے خون سے بہی تتش کے جلاد سپاہی اپنی تلوار کو رنگنے والے تہے لیکن ایک سپاہی کے طمع سے یہہ صاف بچگیا اور یہہ اوسکو کچہہ دیکر بہاگ نکلا اور سلطان برکیارق کے پاس پہونچکر اس نے اپنی جان بچائی۔

تاج الدولہ اور برکیاروق کے واقعات

تاج الدولہ تتش حران اور الرہا پر قبضہ حاصل کرکے دیار جزیرہ کیطرف بڑہا اور دیار بکر و خلاط کو

ہ (بقیہ نوٹ صفحہ ۱۳)۔ سنادی کرنیکی اجازت دی۔ یہی پیٹر جنگ ہائے صلیبی کا بانی ہے یہہ اپنے خونریز ارادون مین پوپ اربن ثانی کے حمایت سے بہت اچہی طرح کامیاب اور ایک عام خونریزی کا باعث ہوا۔

اپنے مقبوضات مین شامل کر کے آذربائیجان کیطرف چلا۔ سلطان برکیاروق
ان دنون نصیبین مین تہا وہ تتش کی روانگی سے مطلع ہو کر نصیبین سے نکلا۔ اور
دجلہ کو عبور کرتا ہوا اربل کیطرف گیا اور وہان سے سرخاب بن بدر کے
شہرون سے گزر کر اپنے چچا تتش کے فوج کے مقابلہ پر نو کوس کے فاصلہ سے جا ٹہیرا۔
اس کے ہمراہ صرف ایکہزار سپاہی تہے اور تتش کی فوج مین پانچہزار منتخب آدمی تہے
تتش کے مقدمہ نے جسکا افسر امیر یعقوب بن آبق تہا سلطان برکیاروق کے
قلب پر حملہ کیا فریقین مین شام تک برابر کی لڑائی ہوتی رہی شام کے آجانے
سے دونون گروہونکو آرام کرنے کا موقع ملگیا دوسرے دن سلطان برکیاروق
نے خود حملہ کر دیا۔ لیکن ہزیمت اس کے نام لکہی جا چکی ہتی ابتدا ہی سے کچھہ
ایسا رنگ بگڑ گیا کہ اسکا لشکر بے قابو ہو گیا شام ہونے کی نوبت نہ آئی تہی
کہ اس کے کل سپاہی میدان جنگ مین کام آگئے اور لڑائی کا کہیت فریق ثانی
کے ہاتہہ رہا بدرجہ مجبوری برکیاروق معہ امیر ابرسق اور کمشتکین جاندار اور
بارق کے لڑائی کے میدان سے پسپا ہو کر بہاگا اور اصفہان کیطرف نہایت
تیزی سے قدم بڑہائے ہوئے چلا۔ تہوڑی دور تک تتش کے سپاہیون نے
اسکا تعاقب کیا مگر رات کیوجہ سے واپس آئے تتش نے کامیابی کے بعد
آذربائیجان اور اوس کے کل بلاد پر قبضہ حاصل کر لیا بعد ازان ہمدان
کیطرف بڑہا۔ ان دنون فخر الملک بن نظام الملک وزیر یہین موجود تہا
اسکے قافلہ کو جسوقت یہہ خراسان سے نکلکر سلطان برکیاروق کے پاس جا رہا تہا
امیر قماج نے لوٹ لیا تہا یہہ تن تنہا بہزار خرابی جان بچا کر ہمدان چلا آیا تہا۔
تتش نے پہلے اسکو قتل کرنے کے ارادہ سے گرفتار کر لیا لیکن امیر باغیسیان
کی سفارش سے اپنے اس خیال سے باز آیا اور اپنے دربار مین عہدۂ وزارت سے

اسکو ممتاز کرکے چند بیش بہا تحائف دیگر بغداد کیطرف روانہ کیا اس غرض سے کہ اسکا نام خطبہ مین داخل کرلیا جائے خلیفہ المُستظہر باللہ نے یہہ واقعات سُنکر تتش کی درخواست کو منظور کرلیا اور خطبہ مین تتش کا نام داخل کئے جانے کا حکم صادر فرمایا۔

برکیاروق کا عروج اور تاج الدولہ کا ادبار وقتل

سلطان برکیاروق بہزار دقت اپنے مخالفین سے بچتا ہوا اصفہان کے قریب پہونچا۔ اسکے پہونچنے سے پہلے ترکان خاتون (محمود کی حقیقی اور اسکی سوتیلی مان) انتقال کرچکی تھی۔ اہل اصفہان نے اسکی آمد کی خبر سُنکر شہر پناہ کے دروازہ بند کرلئے ایک ہفتہ تک یہہ اوسی پریشانی کے حالت مین اصفہان کے باہر پڑا رہا۔ بعدازان اہل اصفہان نے اسکو گرفتار کرلینے کی غرض سے شہر پناہ کا دروازہ کہولدیا۔ اور اسکا بہائی ملک محمود بظاہر استقبال کے لئے اور درحقیقت گرفتار کرلینے کے غرض سے اصفہان سے باہر آیا اور سلطان برکیاروق کو اپنے ہمراہ لیگیا۔ اتفاق وقت سے ملک محمود بعارضہ تپ مبتلا ہوگیا اور تپ کے تیسرے روز چیچک نکل آئی۔ اہل اصفہان سلطان برکیاروق کے قتل کی فکر مین کرنے لگے اور اپنے اس خیال کے پورا کرنے کو سلطان برکیاروق کی ہفت اندام[۱] کی فصد لینے پر آمادہ ہوگئے مگر امین الدولہ ابن التلمیذ طبیب نے انکو اس فعل سے باز رکھا۔ اور یہہ کہا کہ" ملک محمود چیچک مین مبتلا ہے اوسکے صحت کی بظاہر کوئی امید نہین پائی جاتی برکیاروق کے قتل مین عجلت نہ کرو وہ تمہارے ہی قبضہ واختیار مین ہے اگر ملک محمود صحیح وتندرست ہوگیا تو تم برکیاروق کو پہر بہی قتل کرسکتے ہو

[۱] ہفت اندام ایک شریان ہے جسکو نہر البدن بہی کہتے ہین اس رگ کے فصد لینے سے اگر خون بند نہ کیا جاے تو فرط استفراغ سے آدمی ہلاک ہوجاتا ہے۔

اور اگر وہ خدانخواستہ انتقال کر گیا تو برکیاروق کے قتل کے بعد کسکو اپنا حاکم بناؤ گے

کیا تم یہ پسند کرسکتے ہو کہ محمود کے جگہہ پر برکیاروق اوسکا سوتیلا بھائی نہ بیٹھے بلکہ

تاج الدولہ جو تمہارے خون کا پیاسا ہے وہ تمپر اور تمہارے ملک پر قبضہ حاصل

کرلے" اہل اصفہان یہہ سنکر دم بخود ہو گئے اور اس کے دوسرے یا تیسرے روز

۳۰ شوال ۴۸۷ھ کو ملک محمود کا انتقال ہو گیا۔ اصفہان والون نے برکیاروق کو

بجاے محمود کے سریر خلافت پر بیٹھا یا۔ بعد چندے یہہ خود علیل ہو گیا۔ اس کے

علالت کی خبر پا کر تاج الدولہ اصفہان کیطرف بڑھا۔ لیکن والی جرباذقان نے

اسکو دعوت کے بہانے سے روک لیا اور خود شب کیوقت چھپکر اصفہان مین آیا

تتش کو اس حال کی خبر ہو گئی اوس نے اوسیوقت جرباذقان کو لوٹ لیا اور وہان

سے روانہ ہو کر رے پہونچا اہل اصفہان سلطان برکیاروق کی علالت کیوجہ سے

تاج الدولہ کو بلطائف الحیل ٹالتے رہے اور وہ ان کو کبھی دہمکی دیتا تھا اور کبھی اپنے

انعام و اکرام کا امیدوار بناتا تھا تا آنکہ برکیاروق کو صحت ہو گئی اور اس اثنا مین

اس کے وزیر سوید الملک نے خط و کتابت کرکے اُمراء عراقین اور خراسان کو اپنا

ہمدرد بنا لیا اوسوقت اُمراء خراسان نے تتش کے آخری خط کے جواب مین صرف

لیس بیننا غیر السیف (ہم مین سوائے تلوار کے اور کوئی چیز نہین ہے) لکھہ بھیجا اور

سلطان برکیاروق کے ہمراہ نکلکر جسوقت جرباذقان کے قریب پہونچے ہر چہار طرف

سے اُمراء و نوابین نے فوجین بھیجنی شروع کردین۔ رے کے قریب پہونچتے پہونچتے

برکیاروق کے پاس تیس ہزار کی جمعیت ہو گئی۔ تتش یہہ سنکر طیش مین آگیا

اور اوس نے رے سے نکلکر برکیاروق کا مقابلہ کیا۔ اس لڑائی مین کچہہ ایسا اتفاق

ہوا کہ تتش کا لشکر معرکہ جنگ سے بھاگ نکلا اور تتش اکیلا گرفتار کر لیا گیا اور

اوسی مقام پر آقسنقر کے کسی مصاحب نے اِسکو مار کر اپنے آقا کے خون کا بدلہ لیلیا۔

اِس کے بعد سلطان برکیاروق بلا مزاحمت غیرے حکومت کرنے لگا نہ اِسکو بہر
بچپاکے حملوں کا کہٹکا رہا اور نہ سوتیلے مان اور بہائی کا اندیشہ رہا۔

امیر کربوقا کی آزادی اور شہید اتابک کی پہلی کامیابی

تاج الدولہ تتش کے مارے جانے کے بعد اسکا لڑکا ملک رضوان
حلب کا حاکم ہوا اور سلطان برکیاروق کی سفارش سے
امیر کربوقا اور اوسکا بہائی التونتاش قید سے رہا کردیا گیا۔
امیر کربوقا قید سے آزاد ہوکر اپنے محسن سلطان برکیاروق کی
ماتحتی مین مُلک گیری اور اتفاق پیدا کرنے کے خیال سے حران کیطرف بڑہا۔
پہلے اسنے کو لیا بعد اس کے موصل پر جا پہونچا اور علی بن شرف الدولہ عقیلی کو
موصل سے نکال کرکے خود اسپر قابض ہوگیا۔ اسی زمانہ مین ماردین کو بہی اس نے
فتح کرلیا۔ اور جب اسکو ان بلاد پر قبضہ ملگیا اور ایک گونہ اطمینان کی صورت دکہائی دی
تو اس نے سلطان برکیاروق سے اجازت لیکر ابوالجود عمادالدین اتابک شہید زنگی کو
اپنے پاس بُلا لیا اور اوسکی تعلیم و تربیت کا معقول انتظام کرکے اوسکو جاگیر دی مین
اِسیوقت سے شہید اتابک کی ترقیات اور نمایان کارنامون کا زمانہ شروع
ہوتا ہے۔

جنگ آمد مین شہید اتابک کی جرأت

سب سے پہلے شہید اتابک جس لڑائی مین شریک ہوا وہ آمد
کی لڑائی تہی اس لڑائی مین پورے لشکر کا افسر اعلی
قوام الدولہ امیر کربوقا تہا اور شہید اتابک اوسکی ماتحتی مین لشکر کے ایک حصہ
(میمنہ) کا کمان کررہا تہا۔ امیر کربوقا نے فریق مخالف پر حملہ کیا وہ پیچھے ہٹے
تو یہہ اون کے تعاقب مین اِسقدر بڑہ گیا کہ اپنے بقیہ لشکر سے بالکل جُدا ہوگیا۔
مخالفین نے اسکو اپنے محاصرہ مین لیلیا۔ اور اون کے نیزون اور تلوارون نے چارون
طرف سے گہیر لیا۔ شہید اتابک نے فوراً حملہ کردیا۔ یہہ اسیکا کام تہا کہ اس نے

قلعہ آمد کی فصیلون کو اپنے آہنی اور پُر زور پنجون سے توڑپھوڑ ڈالا اور امیر کربوقا کو محاصرہ سے نکال لایا۔ اس واقعہ سے شہید اتابک کی عزت امیر کربوقا کی آنکھون مین دوچند سہ چند بڑہ گئی سلطان برکیاروق بہی اسکو توقیر و محبت کی نظرون سے دیکھنے لگا۔

امیر کربوقا کا انتقال سنقرجہ اور موسی کے واقعات

سنہ ۴۹۴ھ مین امیر کربوقا۔ شہید اتابک کو سلطان برکیاروق کے پاس چھوڑکر باجازت سلطان۔ آذربائیجان کیطرف چلا گیا اور اوس کے اکثر بلاد پر قبضہ حاصل کرکے جسوقت ماہ ذیقعدہ سنہ ۴۹۵ھ مین واپس آرہا تہا مقام خوئے آئین پہونچکر علیل ہوگیا تیرہ روز بیمار رہ کر چودہوین روز سنقرجہ کے حق مین وصیت کرکے انتقال کرگیا سنقرجہ اوسکا لشکر لئے ہوئے موصل مین پہونچا۔ اس کے موصل مین پہونچنے کے چوتہے روز موسی ترکمانی کی آمد کی خبر مشہور ہوئی۔ سنقرجہ اس کے استقبال کو موصل سے باہر آیا دونون نے ایک دوسرے سے معانقہ کیا۔ اور امیر کربوقا کے انتقال پر افسوس کرتے رہے اثناء کلام مین خدا جانے کیا اتفاق پیش آیا کہ سنقرجہ نے موسی پر تلوار چلائی۔ موسی زخمی ہوکر زمین پر گرا اور منصور ابن مروان (موسی کا مصاحب) نے سنقرجہ کو ایک ایسی چھری ماری کہ وہ اوسی مقام پر ٹھنڈا ہوگیا۔ موسی ترکمانی اوسی حالت مین موصل اوٹھا لایا گیا جب دوسرے روز اسکو ہوش ہوا تو وہ سنقرجہ کے آدمیون کو موصل سے نکلوا کر خود اوسپر قابض ہوگیا۔ شمس الدولہ چکرمش والی جزیرہ ابن عمر یہہ خبر پاکر نصیبین پر چڑہ آیا۔ اہل نصیبین نے بے یارو یاور ہونے کی وجہ سے بصلح و امان شہر چکرمش کے سپرد کردیا۔ چکرمش نصیبین پر قبضہ حاصل کرلینے کے بعد جزیرہ کیطرف بڑہا موسی ترکمانی نے اوسکا آگے بڑہ کر نیزہ و تلوار سے

استقبال کیا اثناء جنگ مین موسیٰ کی فوج جکرمش سے ملگئی۔ اسوجہ سے موسیٰ ہزیمت پاکر موصل کو واپس آیا جکرمش نے اوسکا تعاقب کیا اور ایک مدت تک اوسکا محاصرہ کئے رہا۔ موسیٰ نے طول حصار سے تنگ آکر امیر سقمان بن ارتق سے امداد چاہی اور اوسکو اس امداد کے بدلے حصن کیفا اور دس ہزار دینار دینے کا وعدہ کیا مگر سقمان کے آنے سے پہلے جکرمش محاصرہ چھوڑ کر چلا گیا تھا۔ موسیٰ۔ امیر سقمان کو آتے ہوئے سُنکر موصل سے نکلا جسوقت مقام کرانا مین پہونچا چند غلامون نے اسکی زندگی کا خاتمہ کر دیا۔ موسیٰ اوسی مقام مین ایک ٹیلہ پر دفن کر دیا گیا اسکے ہمراہی موصل مین واپس آئے اور امیر سقمان نے موصل سے اعراض کرکے حصن کیفا پر قبضہ کر لیا۔ امیر سقمان کے چلے جانے کے بعد جکرمش نے پہر موصل پر حملہ کیا اور اس حملہ مین چند دلون کے محاصرہ کے بعد اوس نے موصل پر قبضہ حاصل کر لیا۔

تاریخی حادثات انہین واقعات کے اثناء مین دنیاوی اسٹیج پر بہت سی تبدیلیان واقعہ ہوگئین تہین علوی مصری دار الخلافت مین خلیفہ المستعلی باللہ ابو القاسم احمد بن محمد المستنصر باللہ سات برس دو مہینے خلافت کرکے سترہوین صفر ۴۹۵ھ کو انتقال کر چکا تہا اور اوس کے جگہہ پر ابو علی المنصور ملقب بہ آمر باحکام اللہ سریر خلافت پر حکومت کر رہا تہا۔ یہہ اسدرجہ کم عمر تہا کہ تنہا گہوڑے پر نہین بیٹھہ سکتا تہا مصری خلافت بجے ضعیف ہوگئی تہی اسکے قوے کی قوت تقریباً بالکل مسلوب ہوگئی تہی تاہم ساحل پر اپنی کہوئی طاقت کے سبنہالنے کے مین مصروف تہی۔ مسلمانون مین ایسی طاقت موجود نہ تہی جو اسلامی حکمرانون کا مرکز بن سکتی۔ عیسائیون کو اسیوجہ سے اپنی ترقی کرنے کا بہت اچہا موقع ملگیا تہا۔ یروشلیم[۱] کو اس سے

[۱] یروشلیم۔ بیت المقدس کو کہتے ہین اس کے فتح کیوقت عیسائیون نے باتفاق مورخین مشرقی اور لاطینی ستر ہزار مسلمانون کو شہید کیا تہا یہہ تعداد تو اون مقتولون کی ہے۔ (باقی صفحہ ۲۱ مین)

تقریباً تین برس پہلے فتح کرکے مسلمانون کے خونریزی سے اپنے دل کے پہپہولے توڑ چکے تہے اس مقدس شہر مین بالڈون سابق بادشاہ یروشلیم گاڈفری کا چہوٹا بہائی حکومت کر رہا تہا۔ یونانیون نے اوانا۔ممترا۔طرسوس پر قبضہ کرلیا تہا اور ٹنکرڈ ایڈیسہ (اعزاز) اور انطاکیہ دونون کا مالک تہا۔ اکثر ممالک اسلامیہ پر عیسائیونکا قبضہ تہا۔ بظاہر اون کے دماغ سے کروسیڈ کا جنون کم ہوگیا تہا لیکن درحقیقت ملک گیری کی ہوس اوس مین سمائی ہوئی تہی۔ سلطان برکیاروق اور سلطان محمد مین لڑائیون کا سلسلہ منقطع ہوکر آپسمین صلح ہوگئی تہی اور ان دونون نے اپنی بپناہ و برباد شدہ وراثت کو تقسیم کرلیا تہا۔ ملک رضوان حلب مین اور اوسکا بہتیجا تغتکین دمشق مین حکومت کر رہا تہا۔ جامع بغداد مین خلیفہ المستظہر باللہ کے نام کا خطبہ پڑہا جارہا تہا۔ عیسائیون کی یوماً فیوماً ترقی اور ملک گیری نے امیر سقمان اور چکرمش مین اتفاق پیدا کردیا تہا۔ اسی زمانہ مین ان دونون امیرون نے باتفاق۔ حران کے باہر عیسائیون سے مقابلہ کیا۔ اس واقعہ مین امیر سقمان کے ساتہہ سات ہزار ترکمان اور چکرمش کے ہمراہ تین ہزار سوار جنمین کچہہ عربی اور ترکی او رباقی کُردی تہے۔ ان کے فریق مخالف (عیسائی لشکر) کی تعداد چالیس ہزار بیان کیجاتی ہے بالڈون دوم (جو آیندہ یروشلیم کا بادشاہ ہوگا) اور جوسلن حاکم طبریاس اور بوہمنڈ نامی امرائے ملت مسیحیہ اس لشکر کی افسری کر رہے تہے۔ یہہ لڑائی نہایت سخت اور خوفناک تہی تین روز تک برابر جنگ کا بازار گرم رہا۔ چوتہے روز عیسائی لشکر کو ہزیمت ہوئی۔ بالڈون اور جوسلن گرفتار کرلئے گئے۔ اور بوہمنڈ اور اوسکا بہتیجا بہاگ کر ایڈیسہ پہونچے جہان پر

(بقیہ نوٹ صفحہ ۲۰) جو روز واقعہ شہید ہوئے تہے علاوہ انکے ایک ہفتہ تک برابر عام ہوتا رہا تہا مسجد اور اوسکے صحن مین مسلمان مقتولونکا خون گہوڑونکے گہٹنون تک پہونچ گیا تہا۔

عیسائیون نے ٹنکرڈ کو اپنا امیر بنا رکھا تھا۔

سلطان محمدؒ موصل مین

اس کامیابی کے بعد چکرمش اور سلطان محمدؒ سے چلگئی اور خوب چلی اس لڑائی کا سبب یہہ بیان کیا جاتا ہے کہ مصالحت کے بعد سلطان برکیاروق اصفہان کیطرف چلا گیا اور سلطان محمدؒ چند دلون تبریز مین ٹھہرا رہا جسوقت اس کے اُمرا روار اکین دولت اصفہان سے آگے اس نے مراغہ کیطرف کوچ کیا پھر وہان سے بارادہ موصل۔ اربل کیطرف بڑہا۔ چکرمش کو جب اس نقل وحرکت کی اطلاع ہوئی تو اوسے موصل کی فصیلون کو ازسر نو درست کر کے شہر پناہ کا بخوبی انتظام کرلیا۔ اور سلطان محمدؒ کو موصل مین داخل نہونے دیا۔ سلطان محمدؒ نے صلحنامہ دکھلا کر موصل اور بلاد جزیرہ پر قبضہ حاصل کرنے کی کوشش کی اور آخر مین یہہ بہی کہلا بہیجا کہ اگر چکرمش میری حکومت تسلیم کرلے گا تو مین اوسکو اپنی طرف سے موصل کی گورنری پر قایم رکہون گا۔ چکرمش نے اسکا یہہ جواب دیا کہ میرے پاس بعد مصالحت سلطان برکیاروق کا کوئی فرمان نہین آیا جسکے رُو سے مین آپ کو موصل پر قبضہ دیدون اسوجہ سے مین طول محاصرہ یا لڑائی سے ڈر کر شہر کو بے اوس کے محافظون اور مددگارون کے نہین چہوڑ سکتا۔ سلطان محمدؒ یہہ سُنکر سخت برہم ہوا اور اوسیوقت اوس نے موصل کا پورے طور سے محاصرہ کر کے حملے کرنے شروع کردیے اور چکرمش شہر پناہ کے فصیلون سے برابر جواب دینے پر آمادہ ہوگیا۔ ایک مدت تک تو اسی طرح کی لڑائی ہوتی رہی کہ چکرمش اندر سے اور سلطان محمدؒ باہر سے ایکدوسرے پر حملہ کرتے رہے لیکن بعد چندے چکرمش شہر پناہ کا دروازہ کہولکر نکل آیا اور کہلے میدان لڑائی لڑنے لگا بیسوین ربیع الثانی سے دسوین جمادی الاول تک یہہ لڑائی بڑے زور وشور سے

جاری رہی۔ اسی اثناء مین سلطان برکیاروق کے مرنے کی خبر مشہور ہوئی جس سے چکرمش کے ہاتھہ پاؤن پہول گئے اور اوسکی رہی سہی قوت جاتی رہی۔ اوس نے اہل شہر اور اراکین دولت کو ایک جلسہ خاص مین جمع کرکے پہلے سلطان برکیاروق کے انتقال پر افسوس ظاہر کیا بعد ازان سلطان محمد سے لڑائی کے بارے مین مشورہ طلب کیا اہل شہر نے نہایت سچائی سے ایکزبان ہوکر کہدیا "اموالنا وارواحنا بین یدیک وانت اعرف بشانک" (ہمارے مال اور ہماری جانین تیرے روبرو ہین اور تو اپنے حالت کو خوب سمجہہ سکتا ہے) چکرمش یہہ سنکر تہوڑی دیر تک خاموش رہا بعدہ امراء لشکر کیطرف مخاطب ہوا افسران لشکر نے یہہ راے ظاہر کی کہ جب تک سلطان برکیاروق زندہ تہا اسوقت تک ہمکو نہ کسی سے کچہہ خوف تہا اور نہ کسی سے ہمکو مغلوب ہونیکا اندیشہ تہا اب چونکہ سلطان کا انتقال ہوگیا ہے سواے سلطان محمد کے اب ہمارا اور کون بادشاہ ہوسکتا ہے قرین مصلحت یہی ہے کہ اسکی اطاعت قبول کرلیجاے" چکرمش نے اس رائے سے اتفاق کرلیا اور دوسرے روز وزیر سعد الملک کے ہمراہ سلطان محمد کے پاس گیا اور اپنی گستاخیون کی معافی چاہی سلطان محمد نے چکرمش کو گلے سے لگالیا اور حکومت موصل پر بحال رکہا۔

شہید اتابک کی خانہ آبادی

سلطان برکیاروق کے انتقال کے بعد شہید اتابک کی حالت کسیقدر سقیم ہوتی نظر آتی تہی کیونکہ اس کے نامور پدر آقسنقر کے اہل مراسم تقریباً کل مرچکے تہے اور جو باقی تہے اونکو آئے دن کے جہگڑون سے دم بہر کو فرصت نہ ملتی تہی صرف ایک چکرمش ایسا تہا کہ جسکو بظاہر ان دنون لڑائی جہگڑے سے فراغت

ملگئی ہتی۔ اوس نے بعد مصالحت شہید اتابک کو اپنے پاس بلا لیا اور اپنے لڑکے ناصر الدین کی لڑکی سے اسکا نکاح کر دیا۔ اور تہوڑی ہی سی جاگیر بہی دیدی

جاولی موصل مین

۵۰۰ہجری مین سلطان محمدؒ اور چکرمش سے پہر ناصافی[۵۱] ہوگئی اور اوس نے اسی وجہ سے چکرمش کی سرکوبی کے لئے موصل پر جاولی سقاوا کو امیر کرکے بہیجا۔ پہلے اس نے بوازیج پر حملہ کرکے اوسکو تخت و تاراج کیا بعد اس کے اربل کیطرف بڑہا۔ چکرمش اس واقعہ سے مطلع ہوکر دو ہزار سوار لیکر دجلہ کے شرقی جانب سے عبور کرکے جاولی کے مقابلہ پر آگیا۔ جاولی نے چکرمش کے قلب پر حملہ کیا چکرمش کا لشکر بہاگ نکلا اور وہ خود گرفتار کر لیا گیا اس کے منہزم لشکر نے موصل مین پہونچکر دم لیا اور بمشورہ اون فوجون کے جنکو چکرمش نے اطراف و جوانب سے لڑائی کے لئے طلب کیا تہا اس کے گیارہ سالہ لڑکے کو تخت حکومت پر بیٹہا دیا اور قلیچ ارسلان سے امداد طلب کی۔ وہ انکے امداد کو آیا لیکن جاولی سے شکست کہا کر اولٹے پاؤن واپس چلا گیا اور جاولی مستقل طور سے موصل کی حکومت کرنے لگا۔ شہید اتابک ان کل واقعات مین شریک نہین رہا اور نہ وہ ان دنون موصل مین موجود تہا وہ پہلے ہی سے سلطان محمدؒ کی مخالفت کا مخالف تہا۔

جاولی شکست کہاکر عیسائیون سے ملگیا

جاولی نے حکومت موصل کی پاتے ہی کچھہ ایسی چالین اختیار کر لین کہ جس سے سلطان محمدؒ کو اس سے

---

۵۱ اس ناصافی کی وجہ بعض مورخین یہہ بتلاتے ہین کہ چکرمش نے سلطان محمدؒ کو کسیقدر رسالانہ بطور خراج کے دینے کہا تہا اور بعد چند دلون کے نہ دیا اور بعضے یہہ بیان کرتے ہین کہ جب اسکو ضعیفی نے لڑائی کے لایق نہ رکہا اور ملک ضوان نے اسکی کمزوری سے فائدہ اوٹہانے کے واسطے سازش شروع کی تو سلطان محمدؒ نے جاولی سقاوا کو موصل کا امیر کرکے بہیجا۔

بدظنی کا موقع ملگیا اور اس نے اپنی کامیابی کے نشہ مین اسکا کچھہ خیال نہ کیا سلطان محمد نے دوسرے سال ماہ صفر ۵۰۲ھ مین اپنے بہائی مودود کو ایک لشکر جرار کے ہمراہ موصل کیطرف بڑہنے کا حکم دیا اس مہم مین خود جاولی کا بہتیجا مسعود اور شہید اتابک زنگی بہی تہا مودود نے موصل مین پہونچکر جاولی کو شکست دی یہہ بہاگ کر امیر ایلغاری بن ارتق والی ماردین کے پاس چلا گیا اسکی بیوی اس کے روانگی کے آٹہوین روز باجازت مودود اپنے بہائی برسق ابن برسق کے یہان چلی گئی امیر ایلغاری ظاہراً جاولی سے ملا رہا اور اوس کے ساتہہ سنجار کیطرف گیا اور پہر وہان سے الرحبہ مین جا پہونچا جب یہان بہی اوس نے امن کی صورت نہ دیکہی تو عراقان کو چلا گیا امیر ایلغاری آنکہین بچا کر اسی مقام سے لوٹ کہڑا ہوا۔ جاولی نے عیسائیون سے سازش کرکے بالڈون اور جوسلن کو جو اس کے قید مین تہے اون سے اعانت و مدد کا وعدہ لیکر چہوڑ دیا ان دونون دشمنان اسلام کے چہوٹتے ہی پہر اونہین لڑائیون کا سامنا ہو گیا اور دفعتہً کروسیڈ کی آگ جو درحقیقت ملک گیری کی ہوس تہی بہڑک اوٹہی ادہر سے مودود اسلامی لشکر لئے ہوئے اسلامی ممالک سے نکلکر آگے بڑہا اور اودہر سے عیسائی فوجین خم ٹہونک کر میدان مین آجمین۔ زنگی کو ان لڑائیون نے ناموری پیدا کرنے کا اچہا موقع دے رکہا تہا اوس نے خوب خوب مردانگی و شجاعت ظاہر کی۔ طبریاس کی لڑائی مین بہی شامل تہا اور ہا کو بہی اسی کے قوی اور پُرزور پنجون نے دہمکی دی تہی۔ بلاد شمستان مین عیسائیون نے اسکو گہیر لیا تہا لیکن یہہ اپنی خداداد شجاعت کے بدولت اوس معرکہ سے صاف نکل آیا۔

حکومت موصل اِس کے بعد امیر مودود جامع دمشق مین ایک حسنا شہ کے

ہاتھہ شہید کیا گیا اور بعضے یہہ تحریر کرتے ہین کہ امیر طغتکین نے اسکو قتل کرایا تھا
بہر کیف اس کے قتل سے شہید اتابک کے ناموری پیدا کرنے کا میدان تنگ ہوگیا
اور یہہ کل مواقع اس کے ہاتھہ سے نکل گئے کیونکہ سلطان محمدؒ نے بعد قتل
امیر مودود اس کے لڑکے ملک مسعود کو موصل کی حکومت دی اور امیر جیوش
بک کو اوسکا اتالیق مقرر کیا اور زنگی کو اس کے ماتحتی مین روانہ کیا بعد چندے
۵۱۴ھ مین ملک مسعود باشارہ وتحریک امیر جیوش بک سلطان محمود[۱] سے باغی
ہوگیا گو شہید اتابک اس رائے کا بالکل مخالف تھا لیکن اوسکی مخالفت امیر جیوش
بک کے مقابلہ مین کیا اثر پیدا کرسکتی تھی۔ ملک مسعود اور سلطان محمود مین لڑائی
شروع ہوگئی جسکا آخری نتیجہ یہہ ہوا کہ ملک مسعود کو ہزیمت ہوئی اور وہ امن کا
خواستگار رہا۔ سلطان محمود نے اوسکی التجا قبول کرلی لیکن اوسکو حکومت موصل
سے علیحدہ کرکے آقسنقر برسقی کو اوسکا گورنر مقرر کیا اور شہید اتابک کو اوس کی
ماتحتی مین کام کرنے کو کہا۔ شہید اتابک کی یہہ خوش قسمتی تھی کہ اوسکو آقسنقر برسقی
کی ہمراہی مین دوبارہ ناموری پیدا کرنے کے مواقع حاصل ہوئے چنانچہ اوس
زمانہ مین سمیساط کو اسی نے ویران وبرباد کیا۔ بلاد سروج مین ارمن اور
فرانسیسی اسی کی تیز تلوار کے نذر ہوئے۔ امیر دبیس بن صدقہ اور برسقی مین
جن دلون چل رہی تھی اوس مین بھی یہہ باوجودیکہ برسقی کے ہمراہیون مین تھا
خلیفہ اور سلطان کے نظرون مین محبوب اور مقبول رہا۔

شہید اتابک کا زمانۂ حکومت

اوسکی انھین شائستگی اور پسندیدہ چالون سے ۵۱۶ھ
مین شہر وسط اسکو جاگیر مین دیا گیا اور بصرہ کی شحنگیہ
(نیابت) اسکے سپرد کی گئی تھوڑے دلون کے بعد برسقی نے سلطان محمود سے

[۱] سلطان محمود سلطان محمد بن ملکشاہ کا لڑکا ہے اور اوس کے انتقال کے بعد ۵۱۱ھ مین تخت حکومت پر بیٹھا

شہید اتابک کو موصل لیجانے کی درخواست کی مگر شہید اتابک کو یہہ امر منظور نہوا کہ
کبھی وہ امیر موصل کی ماتحتی مین کام کرے اور کبھی جزیرہ اور عراق کے حاکم کے
زیر نگرانی انتظام مین مصروف ہوا اسوجہ سے وہ موصل جانے سے انکار کرکے بجائے
اپنے مرحوم باپ کے سلطان کے تخت کے دائین جانب کھڑا ہونے لگا۔ بعدازان
۵۲۱ھ مین اسکو ہمراہی سلطان محمود بغداد جانا پڑا۔ یاوری بخت سے مراجعت
کیوقت اسکو بغداد اور عراق کی نیابت دیگئی۔ ایک برس تک وہ اس عہدہ کا
کمال حسن وخوبی سے کام انجام دیتا رہا۔ ۵۲۲ھ مطابق ۱۱۲۷ء مین اسکو موصل
کی گورنری مرحمت ہوئی جبکہ عزالدین برسقی انتقال کرچکا تہا اور بجائے اوس کے
اوسکا کم عمر لڑکا زیر نگرانی جاولی برسقی حاکم موصل مقرر ہوا تہا۔ چونکہ قاضی
بہاء الدین ابوالحسن علی شہرزوری اور صلاح الدین محمد جاولی کی تولیت سے
رضامند نہ تہے اسوجہ سے اونہون نے سلطان محمود کے دربار مین حاضر ہوکر
یہہ ظاہر کیا کہ جب تک برسقی زندہ تہا اسوقت تک موصل کو عیسائیو نکے
حملون کا کچہہ اندیشہ نہ تہا لیکن اب اوس کے انتقال کے بعد اوسکا لڑکا امیر
موصل ہوا ہے۔ اوس کے کم سنی کیوجہ سے عیسائی بڑہتے دکہائی دیتے ہین سلطان
نے اعیان دربار سے امارت موصل کے لئے امیر منتخب کرنے کو کہا۔ اون سبہون
نے باتفاق رائے ابوالجود عمادالدین زنگی ہی کو امارت موصل کیلئے منتخب کیا۔
شہید اتابک کے ملک گیری کے حوصلے بہت بڑہے ہوئے نظر آرہے تہے
ملک شام اور بلاد ساحل پر عیسائیون کا استیلا انکے آنکہون مین کانٹا سا کہٹک
رہا تہا مگر اسلامی حکومتون کی قوت بالکل فنا ہوچکی تہی۔ خانہ جنگیون نے اونکی
طاقت کو منتشر کر رکہا تہا آئے دن ایک دوسرے سے دست وگریبان ہوکر ضعیف
ہوگئے تہے اور عیسائی حکومت ہر طرف وسیع اور مضبوط ہوتی دکہائی دیتی تہی۔

ماردین اور سجستان سے عریش مصر تک انکی سلطنت پہیلی ہوئی ہتی۔ صرف حلب۔ حمص۔ حماۃ۔ دمشق چار اسلامی صوبے چار نقطون کی طرح درمیان مین باقی رہ گئے تہے جو ایک نہ ایکدن انکے تمناؤن لئو رخونخوار ارادونکے شکارگاہ بنے والے تہے۔

دیار بکر سے آمد تک اور جزیرہ سے نصیبین و راس العین تک انکی ظالمانہ حملون سے اثر پذیر ہو رہا تہا اہل رقہ اور حران ان کے نابرداشتنی ظلم کے ہاتہون نزع کی حالت مین تہے۔ دمشق کی سڑکین۔ ویران ہو رہی تہین تجارت کا دروازہ بند ہوگیا تہا انکا جور و تعدّی اسدرجہ بڑہ گیا تہا کہ یہہ اکثر اون اسلامی شہرون سے خراج لیتے تہے جو ان کے ممالک مقبوضہ سے ملے ہوئے تہے۔ تاکہ وہ انکی اذیت کے ہاتہون سے محفوظ رہین۔ دمشق پر بہی انکی ابس بیجا کارروائیون کا اثر پڑنیوالا تہا اہل حلب سے نصف اعمال حلب لیلیا تہا۔ شہر سے بیس قدم ہٹ کر اہنین کی کامیابی کا سکہ چل رہا تہا۔ غرضکہ اسلامی امراء کی نااتفاقی اور باہمی نزاعات نے عیسائیون کو یورپ سے ایشیا مین بُلالیا تہا اور اونکی ہوسون اور تمناؤن کا اپنے کو جولانگاہ بنارکہا تہا وہ ہر وقت و ہر لحظہ اسلامی دنیاء کے مخالفت پر کمربستہ رہتے تہے اور مسلمانون کا خون بہانا اپنا ایک اہم اور مذہبی فرض سمجہہ رہے تہے۔ یہی نازک زمانہ تہا جبکہ نامور شہید اتابک موصل کی عنان حکومت اپنے ہاتہون مین لیکر اسلامی پہریرہ کامیابی کے ہوا مین اُوڑاتا ہوا نظر آیا اور ایک عالم نے اسکے معدلت نشان حکومت کو خدا کی رحمت اور احسان خیال کیا جیسا کہ عیسائیون کے خونریز زمانہ حکومت کو خدا کی لعنت اور قہر سمجہہ کہا تہا۔

شہید اتابک کی فتوحات

شہید اتابک نے سب سے پہلے جو کام حکومت کی کرسی پر بیٹہنے کے بعد کیا یہہ تہا کہ وہ مسلمان امیرون سے نبٹنے اور اونکی پریشان اور منقسم طاقتون کو فراہم کرکے ایک پُرشوکت اور قوی

اسلامی حکومت قایم کرنے کو اپنا فرض منصبی سمجھکر اپنے اقتدار کے بڑہانے مین
مصروف ہوا۔ موصل مین اوس نے نصیر الدین درداز (قلعہ دار) کو موصل کا
قلعہ سپرد کیا۔ اور صلاح الدین محمد کو امیر حاجب مقرر کیا اور قاضی بہاء الدین
علی ابو الحسن علی کو اپنے کل مقبوضات کی قضا دیدی بعد۔
مشرقی علاقہ کی فکر کی اور جزیرہ ابن عمر۔ اربل کو سنہ ۵۲۲ھ مین فتح کرکے سنہ ۵۲۳ھ
مین سنجار اور خابور پر قبضہ حاصل کرکے الرحبہ کے طرف بڑہا۔ اور نصیبین پر قبضہ
حاصل کرکے اہل حران کو بہی عیسائیون کے بیجا حکومت سے بچالیا اور اون کو
عیش اور آرام کی دوبارہ زندگی مرحمت کی۔ اسی سنہ مین اس نے حلب پر بہی
اپنا اقتدار جمالیا اور فرات سے عبور کرکے منبج اور قلعہ بزاعہ کے بلند مینارون پر
اپنی کامیابی کا پہریرہ اوڑا دیا اور دوسرے سال اس نے حمص وحماۃ کو
اپنی حمایت مین لیا۔ جب ان بلاد پر اوسکا پورا پورا قبضہ ہوگیا اور یہان پر
اوسکا کامل تسلط ہوگیا تب وہ اپنے بیتاب دلکو ٹہنڈک پہونچانے اور مسلمانون
کے خون کا بدلہ لینے کے غرض سے عیسائیون سے لڑنے پر مایل ہوا۔

فتح قلعہ اثارب سنہ ۵۲۴ھ مطابق سنہ ۱۱۳۰ع مین شہید اتابک نے قلعہ اثارب پر
حملہ کیا یہہ قلعہ حلب سے چار میل کے فاصلہ پر انطاکیہ کے درمیان واقع تہا اور
اسوقت تک عیسائی اس قلعہ کے حاکم تہے۔ علامہ ابن اثیر لکہتا ہے کہ عیسائیون
نے اس قلعہ کے قبضہ سے مسلمانون کا گویا گلا پکڑ رکہا تہا۔ حلب کو ہر وقت ایک
نئی مصیبت کا سامنا تہا اور وہ ہر لحظہ ایک خطرناک حالت مین رہتا تہا۔
شہید اتابک کے ہمراہیون نے اس قلعہ کے محاصرہ سے اوسکو روکنا چاہا مگر
اس مرد میدان نے اون کے کہنے پر مطلقاً خیال نہ کیا اور فوراً قلعہ پر پہونچکر
اوسکا محاصرہ کرلیا۔ عیسائی مورخ آرچر بیان کرتا ہے کہ جب بالڈون ثانی دشاہ

یروشلیم کو اس محاصرہ کی اطلاع ہوئی تو اوس نے ارباب شوریٰ کو ایک خاص کونسل مین طلب کیا سبھون نے اس خطرہ کو ایک ناقابل التفات اور خفیف خیال کیا مگر ایک بوڑہے شخص نے جو کسیقدر فاصلہ پر بیٹہا تہا یہہ بول اوٹہا کہ دیکہو کیا یہہ نوجوان لڑنے والا (زنگی) وہ نہین ہے جس نے طبریاس کا دروازہ ہلا دیا تہا

بالڈون اس فقرہ سے چوکنا ہو گیا اور اوس نے زنگی کے مقابلہ پر اور قلعہ کے بچانے کے غرض سے حسب ضرورت فوج بہیجنے کا فیصلہ کر کے اونکو کوچ کر جانیکا حکم دیدیا۔ شہید اتابک نے ان فوجون کے پہونچنے پر قلعہ سے رُخ پہیر لیا اور اللہ کا نام پاک لیکر پہلے ان کے مقابلہ پر آگیا عیسائیون کو اس لڑائی مین سخت ہزیمت ہوئی اون کے نامی نامی امراء اور افسر اکثر مارے گئے اور بعضے قید کر لیئے گئے۔ سپاہیون کے مارے جانے کا کوئی صحیح اندازہ نہین کیا جا سکتا

شہید اتابک نے انکے شکست دینے کے بعد قلعہ پر حملہ کر کے اوسکے مضبوط فصیلونکو اپنے آہنی پنجون سے توڑ ڈالا۔ اور اسکے دلیر سپاہیون نے دم بہر مین قلعہ کو مسمار کر کے صفحۂ ہستی سے معدوم کر دیا۔ علامہ ابن خلدون تحریر کرتا ہے کہ عیسائی مقتولون کی ہڈیان اس واقعہ کے بعد ساٹہہ برس سے زاید اس میدان مین پڑی رہی تہین۔

قلعہ حارم کی کامیابی

اس کامیابی کے بعد شہید اتابک قلعہ حارم کیطرف متوجہ ہوا اور اوسکو عیسائیون کے پنجے سے نکالنے کے غرض سے اوسکا محاصرہ کر لیا۔ چند دنون تک یہہ محاصرہ بلا کسی جدال و قتال کے قایم رکہا گیا لیکن اندرونی نزاعات نے بغیر کامل کامیابی کے اپنے طرف بلانا چاہا چنانچہ شہید اتابک حسب خواہش و درخواست اہل حارم نصف محاصل حارم سالانہ خراج مین لیکر بمصالحت واپس آیا۔

آپس کے جہگڑے

اِس کے بعد شہید اتابک کو ایک مدت تک باہمی مناقشات اور خانہ جنگیون مین مبتلا رہنا پڑا اسلاطین سلجوقیہ کے جہگڑون اور لڑائیون مین بہی اوسکو حصہ لینا پڑا شعبان ۵۲۷ھ مطابق ۱۱۳۳ء مین خلیفہ المسترشد باللہ نے بنفس نفیس بیس ہزار سوارون سے اسکا موصل مین محاصرہ کرلیا۔ظاہری سبب اسکا یہہ تہا کہ جسوقت سلاطین سلجوقیہ مین باہم نزاع واقع ہوگئی تو اکثر امراء بخوف فتنہ بغداد مین جاکر پناہ گزین ہوئے تہے خلیفہ نے ابو الفتوح اسفرائنی کو شہید اتابک کے پاس صلح کرانے کی غرض سے بہیجا شہید اتابک کو ابو الفتوح کی باتون سے کچہہ شبہہ پیدا ہوا اسوجہ سے اوس نے ابو الفتوح کو قید کرلیا۔جب خلیفہ کو اسکی اطلاع ہوئی تو وہ بیس ہزار سوارون کو لیکر موصل پر چڑہ آیا۔شہید اتابک۔موصل چہوڑکر سنجار کیطرف چلاگیا خلیفہ نے موصل کا محاصرہ کرلیا اور شہید اتابک نے صرف یہہ کارروائی کی کہ خلیفہ کے لشکر کا رسد بند کردیا۔تین مہینون کے محاصرہ کے بعد مجبوری خلیفہ المسترشد باللہ بغداد کو واپس چلا آیا اور شہید اتابک نے سلطان مسعود (سلطان محمود کے بہائی) سے صلح کرکے ان جہگڑون سے اپنا پیچہا چہوڑالیا جسکے ہاتہون وہ ان مخمصون مین گرفتار ہوگیا تہا۔انہین واقعات کے اثناء مین جب کبہی اوسکو موقع ملجاتا تہا وہ اپنے مملکت کو وسیع کرتا جاتا تہا اکثر فسادی امراء سے اونکی حکومتین اور قلعات چہین لئے۔اور دمشق کو بہی اپنا ایک ماتحت صوبہ بنالیا۔

عیسائی سلاطین کی ہزیمت

اِن خانہ جنگیون اور باہمی نزاعات کے تصفیہ کے بعد اوسکو پہر عیسائیون کے برخلاف ہتہیار اوٹہانے کی ضرورت پڑی۔کیونکہ شروع ۵۳۲ھ مین پہر کروسیڈ کا وعظ شروع ہوگیا تہا اور اسکا جنون اسقدر ترقی پذیر ہورہا تہا کہ بادشاہ قسطنطنیہ اور شاہ فرانس بذاتہ لڑائیون مین

شریک ہونے کو آئے تہے۔ اور پہلے اونہون نے شہر بزاعہ کو ماہ شعبان مین فتح کیا اور بعد اوس کے پندرہوین ماہ مذکور میں شیرز پر حملہ کیا۔ ابوالعساکر سلطان ابن منقذ نے شیر دل شہید اتابک کو اس واقعہ سے مطلع کر کے اپنی امداد کو بلایا اگرچہ وہ ان دنون اپنی منتشر قوت کے جمع کرنے اور فراہمی آلات حرب اور درستی لشکر مین مصروف تہا لیکن وہ اس خبر کو پاتے ہی عیسائی فوجون کے سر پر پیام اجل ہوکر جا پہونچا اور اپنے پُرزور حملون اور روزانہ شبخون مارنے سے انکو اسقدر مجبور کر دیا کہ وہ چار ناچار چوبیس یوم کے محاصرہ کے بعد اپنی منجنیقین اور آلات حصار چہوڑ کر ماہ رمضان مین شیرز سے شب کو بہاگ نکلے۔ شہید اتابک نے اونکے ساقہ کا تعاقب کیا اور اون مین سے ہزارون کو قتل کر ڈالا۔ اور سیکڑون کو گرفتار کر لیا۔ اِس لڑائی مین مال غنیمت بہی اوسکو اچہا ملا۔ شعرا نے اِس کامیابی پر تہنیت کے قصائد لکہے۔ ازانجملہ ابوالمجد مسلم بن خضر حموی کا قصیدہ میمیہ نہایت مشہور اور فصیح ہے۔

فتح قلعہ عرقہ و بعرین

اس لڑائی سے فارغ ہوکر شہید اتابک اپنے جوش مردانگی مین قلعہ عرقہ کے طرف بڑہا اور نہایت دلاوری وجوانمردی سے اوسکو فتح کر کے سنہ ۵۳۲ھ مین قلعہ بارین (بعرین) کے باہر عیسائیون سے لڑا۔ جب شاہ فرانس اور بادشاہ یروشلیم میدانِ جنگ سے بہاگے تو اوس نے قلعہ کے طرف رُخ کیا اور نہایت تیزی سے اونکا ایسا کامل محاصرہ کر لیا کہ عیسائیونکی ڈاک بند ہوگئی۔ یہہ محاصرہ چار ہفتون تک برابر جاری رہا وقتاً فوقتاً لڑائی بہی ہوجاتی تہی۔ اہل قلعہ جب بیرون امداد سے ناامید ہوگئے تو اونہون نے قلعہ شہید اتابک کے سپرد کر دیا اور خود نکل کہڑے ہوئے اثنا راہ مین جرمنی اور قسطنطنیہ کی عیسائی فوجین ملین جو ان کے امداد کو آرہی تہین لیکن پہر

اونکی ہمت نے قلعہ کے طرف لَوٹنے نہ دیا۔ علامہ ابن اثیر کا یہہ بیان ہے کہ یہہ قلعہ بہی مسلمانون کو بیحد نقصان پہونچا رہا تہا حماۃ سے حلب تک کی سڑکین اسوجہ سے خراب اور ویران ہو رہی تہین۔ رہزنی اور لُوٹ مار کا بازار ایسا گرم تہا کہ دنکو بہی راہ چلتا کوئی نظر نہین آتا تہا۔

قلعہ معرہ اور کفرطاب پر قبضہ

شہید اتابک اِس کامیابی کے بعد تہوڑے دلون تک اِسی قلعہ مین ٹہرا رہا لیکن اسکا لشکر ظفر پیکر برابر توسیع ممالک اور قلعون کے سر کرنے مین مشغول رہا۔ معرہ اور کفرطاب وغیرہ پر اہنین دلون اس کے لشکر نے قبضہ حاصل کرلیا تہا اور اوس کے عیسائی باشندے بہ امن و آمان مع اپنے اسلحہ اور اسباب کے چہوڑ دیئے گئے تہے۔

عیسائی فوجین اور حلب

ہزیمت یافتہ عیسائی سلاطین قلعہ بعرین کو اپنے ہاتہون سے کہوکر اپنی حالت کی درستی مین مصروف ہوگئے اور وہ اپنی منتشر اور پریشان قوت کو نہایت عجلت سے مجتمع کرکے حلب پر آپہونچے اور اوسکا چارون طرف سے محاصرہ کرلیا۔ لیکن شہید اتابک کے نائب نے اونکو حلب سے مار بہگایا شہید اتابک کو انکے دفع کرنے کی کوشش نہ کرنی پڑی۔

فتح اعزاز

ماہ جمادی الثانی ۵۳۹ھ مین شہید اتابک نے اپنے جری لشکر کو از سرِ نو مرتب کیا اور جدید آلات حرب سے مسلح کرکے ایڈیسہ (اعزاز) کے طرف بڑہنے کا حکم دیا اور خود اونکی افسری کرتا ہوا روانہ ہوا۔ صوبۂ ایڈیسہ انطاکیہ کی طرح ایک مستقل صوبہ تسلیم کیا جاتا تہا جو ہمیشہ بادشاہ یروشلیم کے زیر حمایت و نگرانی رہا کرتا تہا۔ جوسلن ثانی ایک عیسائی بادشاہ اس صوبہ کی حکومت کررہا تہا۔ عیسائی مجاہدین کی سب سے پہلے فتوحات کا یہہ ثمرہ تہا۔ سلطنت و حکومت و اعزاز کے اعتبار سے عیسائی دنیا مین یہہ چوتہے درجہ کا تہا

شہید اتابک کے پُر زور حملون نے اسکو اٹھائیس دن کے محاصرہ کے بعد فتح کر لیا یہہ ایک ایسی کامیابی تھی کہ جس کے بعد خلافت پناہ خلیفہ بغداد کے حکم سے اس کا نام خطبون مین داخل کر دیا گیا۔ نامی نامی شعرا نے اس فتح کی تہنیت مین قصائد لکھے۔ علما اور مشائخ نے اسکے فتح کے بعد طرح طرح کے آثار عجیبہ دیکھے تھے اکثر لوگون نے اوسکو اون سے روایت کیا ہے۔ اور مورخین نے بھی اپنی اپنی تاریخون مین اونکا ذکر کیا ہے لیکن ہم بخیال طالت مقال اوس کا ذکر نہین کیا چاہتے۔

فرات کے شرقی حصّہ پر قبضہ

شہید اتابک اس مہم مین خاطر خواہ کامیابی حاصل کر کے فرات کے شرقی بلاد کیطرف بڑھا اور اوسپر نہایت تیزی اور مردانگی سے قبضہ حاصل کرتا گیا اون مین سے کسی کو بامن صلح اور کسی کو بزور تیغ فتح کرتا گیا سوا ے ایک قلعہ بیرہ کے۔ کہ وہ اسکے نائب کے مارے جانے سے باقی رہ گیا اور آیندہ اوسکی موت نے اوسکو ایسا موقع نہ دیا کہ وہ اس سے بھی اپنی کامیابی کا پھریرہ اوڑاتا۔

محاصرہ جعبر اور شہید اتابک کی شہادت

اس کے ممالک مقبوضہ مین کوئی ایسا قلعہ اور شہر نہ تھا جو اسکے مطالب دلی (توسیع دائرہ اسلام) کے حاصل کرنے مین مخل ہوتا۔ ہر چہار طرف کے زمام حکومت ایک شہید اتابک کے ہاتھہ مین تھی۔ فرات کے شرقی بلاد مین قلعہ بیرہ اور اوس کے ساحلی مقامات مین سے قلعہ جعبر دوسرے کے قبضہ مین تھا جسکا اس نے ۵۴۱ھ مین محاصرہ کیا اور اثنار محاصرہ مین والی قلعہ کے سازش سے خود اوس کے غلامون نے اسکو سوتے مین شہید کر ڈالا اور اس نامی و دلیر شخص کی فاتحانہ زندگی کا خاتمہ اس بزدلانہ حملہ سے کر دیا۔ انگریزی مورخ تحریر کرتے ہین کہ اسکے قتل کی خبر نے عیسائیون کو زندہ کر دیا

اور اوہنون نے اس درجہ اُس کے قتل کی خوشی منائی کہ گویا اوہنون نے تمام اسلامی قوت کو دفعتہً تنزلی کے حالت مین دیکھہ لیا۔ افسوس ایسا نامور فرمانروا اسلامی دنیا کا حامی زنگی ایسا شخص ایسی غیر متوقع اور نامراد موت۔

لاقی الحمام ولم اکن مستیقناً ترجمہ موت آگئی اور مین اسکا یقین نہین کرتا تھا

ان الحمام سیبتلی بحمام کہ ہوشیار کبوتر بھی پنجہ موت مین گرفتار ہو جائیگا۔

شہید اتابک کے خصایل شہید اتابک نہایت حسین اور اوسکا رنگ گندمی مائل بہ سُرخی تھا آنکھین بڑی بڑی اور ملیح تہین۔ کشیدہ قامت پُر گوشت بدن تھا۔ ساٹھہ برس سے زیادہ عمر پائی جس طرح وہ صورت و شکل مین فرد سمجھا جاتا تھا ویساہی رُعب و داب مین یکتا تھا۔ اوسکے چہرہ پر ہیبت کا نور نمایان تھا علامہ شہاب الدین اپنے والد سے روایت کرتا ہے کہ ایک روز شہید اتابک قلعہ جزیرہ کے باب سر خلوہ سے نکلا۔ اتفاق سے پہرہ کا ملاح سو گیا تھا اوس کے کسی ہمراہی نے شہید اتابک کو آتے ہوئے دیکھہ کر جگا دیا جون ہی اوسکی آنکھہ کہلی اور اوس نے شہید اتابک کو اپنے سرہانے کہڑا پایا بیہوش ہو کر گر پڑا لوگون نے جب اوسکو اوٹھایا تو وہ مُردہ تہا۔

عدل و ہیبت علامہ ابن اثیر اپنے بزرگ باپ سے روایت کرتا ہے کہ شہید اتابک ایکمرتبہ ایام سرما مین جزیرہ ابن عمر مین داخل ہوا اس کے ہمنشینون مین سے ایک شخص امیر عز الدین دلیسی نامی تھا جو اس کے آنکھون مین نہایت محبوب اور با اعزاز سمجھا جاتا تھا وہ بجبر و تعدّی ایک یہودی کے مکان مین فروکش ہو گیا۔ یہودی نے امیر عز الدین کی بہت خوشامد کی لیکن جب امیر موصوف اوس کے مکان سے نہ اوٹھا تو وہ یہودی واویلا کا شور مچاتا ہوا شہید اتابک کے دار العدل مین حاضر ہوا اور امیر عز الدین کی جبر و تعدّی کی شکایت پیش کی

شہید اتابک - امیر عزالدین کیطرف تیز نگاہون سے دیکھکر خاموش ہو رہا امیر عزالدین اوسیوقت دربار اتابکہ سے اوٹھکر یہودی کے مکانپر آیا اور اپنے اسباب کے اوٹھانے مین مصروف ہوگیا - مین نے خود اپنی آنکھون سے دیکھا، کہ اوس کے ملازمین ایک کہلے میدان مین جہان پر کیچر و پانی مجتمع تہا اوسکا خیمہ کر رہے تہے -

آبادی و زراعت موصل کی نسبت عام طور سے مورخین کا یہہ بیان ہے کہ پہلے موصل اس درجہ ویران تہا کہ محلہ طیاطلین سے جامع عتیق اور شاہی محل اور دارالعدل دکہائی دیتا تہا بدامنی کی یہہ کیفیت تہی کہ کوئی شخص بغیر کسی ہمراہی کے اس محلہ سے جامع عتیق تک نہ جاسکتا تہا بمشکل تمام فیصدی پچیس[۲۵] ایکڑ زمین کاشت کیجاتی تہی - اہل موصل اپنی ہر ضرورت مین دوسرے شہر کے محتاج تہے لیکن شہید اتابک کے زمانۂ حکومت کے تہوڑے دلون بعد آبادی کی یہہ کیفیت ہوئی کہ جامع عتیق وسط شہر مین ہوگئی اور زراعت و پیداواری مین یہہ شہر ممالک شام کے شہرون مین تیسرے درجہ مین شمار کیا جانے لگا -

مردانگی و شجاعت اسکی مردانگی و شجاعت کی کوئی حد نہ تہی ایسا زمانہ بہی گزرا ہے کہ ایک ہی وقت مین خلیفہ المسترشد باللہ کے حملون کا جواب دیتا تہا - سلطان محمود سے بہی ہم نبرد ہو رہا تہا - اور وقتاً فوقتاً اسلامی امراء کے جہگڑون مین بہی حصّہ لیتا جاتا تہا باین ہمہ عیسائیون سے غافل نہ تہا موقع محل دیکہکر اون کے شہرون کو تخت و تاراج کرتا جاتا تہا -

دستور العمل دنیا کی خبرون اور عالم کے وقایع سننے کا اسکو بیحد شوق تہا ممالک بعیدہ او رقریبہ مین اسکے وقایع نگار مقرر تہے جو روزانہ خبرین لکہا کرتے تہے اسکے عمّال اور اُمراء اپنے ممالک مُفوّضہ کو بلا کسی شدید ضرورت کے چہوڑ نہ سکتے تہے -

شہید اتابک اکثر کہا کرتا تہا کہ ملک مثل باغ کے ہے جب تک اوسکی نگاہبانی اور آبپاشی کیجائے گی سرسبز وشاداب اور غیرون کے ہاتھون سے محفوظ رہیگا اور جہان باغبان نے غفلت کی فوراً بادخزان کے جہونکون نے اوسکو پامال کردیا۔

سیاست علامہ ابن اثیر تحریر کرتا ہے کہ قلعہ جزیرہ کا درواز (قلعہ دار) نورالدین حسن بربطی کے نسبت شہید اتابک کے کانون تک یہہ خبر پہونچی کہ یہہ اپنے لشکریون کے متعلقات پر دست درازی کرتا ہے جب وہ کسی مہم پر چلے جاتے ہین۔ شہید اتابک نے پہلے اسکو اپنے وقایع نگارون سے دریافت کیا اور جب اوسکو اسکی تصدیق ہوگئی تو اوس نے امیر حاجب صلاح الدین غیسیانی کو بہیجکر نورالدین حسن بربطی کو پکڑ بلوایا اور بعد ثبوت جرم اوسکا عضو تناسل کٹوالیا اور آنکہین نکلواکر سولی دیدی۔

سخاوت ہر جایز صدقات اور انعامات مین شہید اتابک نہایت فراخ دست تہا روزانہ دونون وقت اس کے دسترخوان پر علما۔ صلحا۔ فضلا۔ قضاۃ کی ایک بہت بڑی جماعت ہوتی تہی ہر جمعہ کو قبل نماز ایک سو دینار سرخ غربا اور مساکین کو دیتا تہا جب کبہی کسی صدمہ ناگہانی مبتلا ہوکر اوس سے بچ جاتا تہا تو فوراً صدقہ غربا و مساکین مین تقسیم کرتا تہا۔ ایکمرتبہ کا ذکر ہے کہ شہید اتابک سیر کرنے کو جارہا تہا اثنا راہ مین اوسکا گہوڑا پہسل پڑا جس سے یہہ زمین پر گرتے گرتے بچگیا اوسیوقت ایک امیر کو جو اوس وقت اوس کے ہمراہ رکاب تہا قریب بُلاکر ایسا آہستہ سے کہا کہ جسکو یہہ امیر نہ سمجہہ سکا اور یہہ دریافت کرنیکی اوسکو جرأت نہوئی جب یہہ امیر اپنے گہر پر واپس آیا تو اپنے اہل و عیال سے رخصت ہونے لگا اوسکی بی بی نے بمنت وسماجت اسکا سبب یافت کیا اوس نے کل ماجرا بیان کردیا اوسکی بی بی نے کہا کہ تم اس قصہ کو نصیرالدین سے جاکر کہو وہ اتابک زنگی کا معزز امیر ہے اوس نے کہا کہ نصیرالدین سے کہکر کیا فایدہ اوٹہاؤنگا اوسکی بیوی نے

مجبور کر کے نصیر الدین کے پاس اسکو بہیجا نصیر الدین نے اوسکا ماجرا سُنا اور راوس کے ارادے پر وہ ہنسا اور یہہ کہا کہ ان دینارونکو لیکر اتابک زنگی کے پاس چلے جاؤ۔ امیر نے کہا یہہ تم کیا کہتے ہو مجہکو تمہاری رائے پر ہنسی آتی ہے نصیر الدین نے کہا کہ تم کچہہ خیال نہ کرو بے خوف ان اشرفیونکو لئے ہوئے دربار خاص مین چلے جاؤ۔ امیر نے مجبورًا نصیر الدین کی رائے پر عمل کیا اور اشرفیونکو لئے ہوئے زنگی کیخدمت مین حاضر ہوگیا۔ زنگی اسکا منتظر ہی تہا دیکہتے ہی بول اوٹہا "معاش شئی (کیا تیرے ساتہہ کچہہ ہے) اسنے عرض کیا کہ اکہزار دینار ہین زنگی نے کہا کہ اسکو جا کر اسکے مستحقین کو دیدو۔ امیر دربار زنگی سے خوش خوش باہر آیا اور نصیر الدین کے پاس پہونچکر کل ماجرا بیان کردیا نصیر الدین نے کہا کہ عادل زنگی ایسے موقعونپر ایسا ہی کرتا ہے وہ تمہارے دینار آج ہی شب کو تمہارے پاس بہیجدیگا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

صوم وصلوات کی پابندی

شہید اتابک صوم وصلوۃ کے ادا کرنے اور فرایض مذہبی کے پورا کرنے مین بیحد مستعد رہتا تہا۔ اسکی یہہ کل لڑائیان کسی خاص بنیادی غرض سے نہ تہین اور نہ ملک گیری کے خیال سے وہ ان خونریزیونکو پسند کرتا تہا۔ اسکے خیالات محدود نہ تہے اوسمین ہمدردی کا جوہر کوٹ کوٹ کر بہر گیا تہا وہ آپسکی نا اتفاقی دور کرنے کی کوشش کرتا تہا اور اسلامیونکو بہائم سیرت درندہ خصلت اقوام غیر کے پنجۂ ظلم سے چہڑانا چاہتا تہا۔ وہی نور الدین اور صلاح الدین کی کامیابی کی راہین کہول گیا ہے اور اون کے لئے ایک وسیع سلطنت چہوڑ کر شہید ہوا ہے۔

حصہ دوسرا

الملک العادل نورالدین محمود انار اللہ برہانہ

ولادت وطفولیت۔ تعلیم وتربیت۔ ترقی وحکومت

شہید اتابک کی اولاد

شہید زنگی کے چار بیٹے تھے۔ ایک سیف الدین غازی[1] دوسرا نورالدین محمود تیسرا قطب الدین مودود چوتھا نصرت الدین امیر امیران۔ سیف الدین سب سے بڑا اور نصرت الدین امیر امیران اونمین چھوٹا تھا۔ مگر نیکنامی ناموری کا خوشنما تمغہ نورالدین محمود ہی کو ملنے والا اور وہی اس جدید دولت کا بانی ہونیوالا تھا۔

نورالدین محمود کی ولادت تعلیم وتربیت

نورالدین محمود تیرہوین شوال سنہ ۵۱۱ھ یوم یکشنبہ وقت طلوع آفتاب زمانہ خلافت خلیفہ المستظہر باللہ ابوالعباس احمد بن المقتدی بامر اللہ مین پیدا ہوا اور اپنے نامور شہید باپ کے سایۂ عاطفت مین

[1] سیف الدین غازی سنہ ۵۰۰ھ مین پیدا ہوا اور اخیر ماہ جمادی الثانی سنہ ۵۴۴ھ مین انتقال کیا اور مدرسہ موصل مین جسکو اس نے خود تعمیر کرایا تھا دفن کیا گیا۔ حنفی المذہب نہایت عاقل۔ شجاع کریم تھا۔ لشکریون کے ساتھ بیحد مدارات کرتا تھا۔ تین برس ایک مہینہ بیس دن اسنے حکومت کی اسکے بعد قطب الدین مودود اسکا چھوٹا بھائی بجائے اسکے تخت نشین ہوا اور اسکے لڑکے کی پرورش سلطان نورالدین محمود کے سایہ عاطفت مین ہوئی اور قطب الدین مودود کی لڑکی کے ساتھ اسکا عقد کردیا گیا لیکن عنفوان شباب مین لاولد مرگیا اسوجہ سے سیف الدین غازی کے اعقاب مین کوئی باقی نہ رہا۔

پرورش پانے لگا جب چار برس چار مہینے کا ہوا تو اوسکی مکتب نشینی کی رسم ادا کی گئی۔
اس کے شہید باپ نے اپنے ہونہار لڑکے کی تعلیم مین بڑی جانفشانی اور عرقریزی
سے کام لیا۔ فقہ۔ اصول۔ معانی۔ ادب۔ مناظرہ وغیرہ کی تعلیم دلائی۔ بڑے
بڑے مشایخین حدیث سے حدیثین سنوائی۔ سولہ ۱۶ برس کی عمر مین ان علوم کی اکتساب
وتحصیل سے جب اسکو فراغت حاصل ہوگئی اور ایک اعلی درجہ کا متبحر عالم ہو گیا تو فنون
سپہ گری کے تعلیم کیطرف مایل گیا گیا۔ پہلے اسکو سواری نیزہ بازی تیراندازی کی
تعلیم دیگئی بعدازان ترتیب لشکر۔ مورچہ بندی۔ حصار کی تدابیر عملاً وعلماً سکہائی
گیئن چوگان کہیلنے کا اسکو دلی شوق تہا۔ بعد تکمیل تعلیم وتربیت یہہ اپنے شہید باپ کے
ہمراہ اکثر معرکون مین شریک ہوتا رہا تا آنکہ قلعہ جعبر کے محاصرہ مین شہید زنگی کی
فاتحانہ زندگی کا ایک بزدل غلام کے ہاتہہ سے خاتمہ ہوگیا۔ اور اس نے اسدالدین
شیرکوہ کے اشارہ سے اوس کے ہاتہہ سے خاتم لیلی اور حلب کیطرف چلا گیا۔

نورالدین کی تخت نشینی

ابن ابی طے حلبی لکھتا ہے کہ جب اسدالدین شیرکوہ کو
اتابک زنگی کے شہید ہونے کی خبر معلوم ہوئی تو اوسیوقت
سوار ہو کر نورالدین محمود کے خیمہ کیطرف آیا اور اوس سے کہنے لگا کہ جمال الدین نے
لشکر موصل کو اپنے قبضہ مین کرلیا ہے وہ سیف الدین غازی کو شہید اتابک
کے قایم مقام کیا چاہتا ہے مین اوس سے علیحدہ ہو کر آپ کے پاس آیا ہون میرا
ارادہ یہہ ہے کہ مین حلب کو آپ کا دارالحکومت بناؤن اور عساکر شام کو وہین
مجتمع کر کے آپ کی سرداری کی لوگون سے بیعت لون میرا خیال یہہ ہے کہ آخرالامر
حکومت اور سرداری کا خوشنما تمغہ آپ ہی کو دیا جائیگا۔ کیونکہ ملک شام کی
حکومت بغیر قبضہ حلب حاصل نہین ہوسکتی۔ اور جب حلب پر تسلط ہو جائیگا
تو اوسوقت بلاد شرقیہ پر حکمرانی کرنی آسان ہو جائیگی۔ اسدالدین نے اسقدر

نورالدین محمود کو سمجہایا اور لشکر شام کو کوچ کرنے کا حکم دیکر اوسی شب کو معہ نورالدین محمود کے حلب کیطرف روانہ ہوگیا۔ ساتوین ربیع الثانی ۵۴۱ھ کو یہہ سب حلب مین داخل ہوئے نورالدین محمود تو قلعہ مین داخل ہوگیا اور اسدالدین شیرکوہ قلعہ معلے کے نیچے کہڑے ہوکر لشکریون سے نورالدین محمود کیطرف سے بیعت لینے لگا اور بعد عقد بیعت خاص خاص قواعد مقرر کئے اور از سر نو شہر کا انتظام کردیا۔ یہی وجہ تہی کہ نورالدین محمود۔ اسدالدین شیرکوہ کو تا عمر عزت کی آنکہون سے دیکہتا تہا اور جو کچہہ وہ دیکہتا یا سُنتا تہا وہ سب شیرکوہ ہی کے آنکہہ و کان سے دیکہتا سُنتا تہا۔

علامہ ابن اثیر تاریخ ایام اتابکہ مین تحریر کرتا ہے کہ بعد شہادت اتابک زنگی ملک الپ ارسلان بن سلطان محمود (جو شہید اتابک کے ہمراہ تہا) اپنے خیمہ سے نکل کر میدان مین آیا زنگی کی فوج نے اوسکی سلامی دی اور اوس کے ہمراہ ہوگئی۔ جمال الدین محمد بن علی وزیر یہہ رنگ دیکہکر گہبرا گیا اور اوس کے آنکہون مین دولت اتابکہ کی تباہی کا نقشہ پہر گیا اوسکو ملک الپ ارسلان کے خیالات سے پوری آگاہی تہی اوس نے اسیوقت صلاح الدین محمد الباغیسانی امیر حاجب کے پاس ایک معتبر آدمی کے ذریعہ سے کہلا بہیجا کہ بنظر مصلحت وقت مناسب یہہ ہے کہ جو کچہہ فیمابین ہمارے قصے قضایا ہون اونپر ہملوگ خاک ڈالین اور سمجہکر ایسا عنوان اختیار کرین کہ جس سے یہہ دولت و حکومت ہمارے آقائے مرحوم (زنگی) کے خاندان مین باقی رہجائے مجہکو ملک الپ ارسلان کے خیالات سے پوری پوری اطلاع ہے اوس نے شہید اتابک کے مقبوضات پر دست دراز کرنے کا قصد کرلیا ہے اور لشکری بہی اوسکے ہمراہ ہوگئے ہین اگر اسوقت مین اس امر کا انتظام نہ کیا جائیگا تو آیندہ سوا ے کف افسوس ملنے کے اور کچہہ حاصل نہوگا" صلاح الدین محمد الباغیسانی کو یہہ

راے پسند آئی وہ اپنے مکان سے اوٹھہ کر وزیر کے پاس آیا۔ دونون نے قسمین کہائین
بعدہ ملک الپرسلان کی خدمت مین حاضر ہوے اور اوسپر ایسا روغن قاز ملا اور
ایسے معقول فقرے دیئے کہ اوس نے زنگی کی بے ریا اطاعت کیوجہ سے سیف الدین
غازی کی امارت کو منظور کرلیا۔ یہہ دونون اوسکے دربار سے اوٹھکر اپنے خیمہ مین آئے
اور بمشورہ وصلاح سیف الدین غازی کو شہرروز سے موصل مین بلا بہیجا ۔
نورالدین محمود اس سے پہلے اپنے باپ کے شہید ہونے کے بعد ہی باشارہ اسد الدین
شیرکوہ حلب کے طرف چلا گیا تہا اور اوسپر اوس نے قبضہ حاصل کرلیا تہا۔ جمال الدین محمد
نے ملک الپرسلان سے سفارش کرکے صلاح الدین محمد کو حلب مین نورالدین محمود کے
پاس بہیجدیا اور حماۃ کو اوس کے جاگیر مین دیا۔ اور خود ملک الپرسلان کے ہمراہ
رکاب رقہ مین جاپہونچا۔ ملک الپرسلان کو اس نے حکمت عملی سے عیش و عشرت
مین مصروف کردیا اور خود اپنی کارروائی مین مشغول ہوکر برابر اُمراء لشکر اور لشکریون
سے سیف الدین غازی کیطرف سے بعیت لیکر موصل کو روانہ کرنے لگا۔ بعد چندے
ملک الپرسلان کو کسی نے یہہ سوجہا دیا یایہہ کہ خود وہ خواب خرگوش سے چونکا اور
اپنے لشکریون کو اوس تعداد پر نہ پایا جس تعداد سے وہ رقہ مین داخل ہوا تہا
اسوجہ سے وہ رقہ سے روانہ ہوکر سنجار مین پہونچا اور اوس کے قلعہ دار سے قلعہ
کی کُنجیان طلب کین۔ قلعہ دار نے وزیر جمال الدین محمد کی تعلیم سے یہہ کہلا بہیجا
کہ مین تو والی موصل کا مطیع ہون آپ موصل پر قبضہ حاصل کیجئے جسوقت آپ کو
موصل پر قبضہ ملجائیگا مین آپ کا مطیع ہوجاؤنگا اور اس قلعہ کو آپکے سپرد کردونگا"
ملک الپرسلان یہہ جواب سُنکر سخت برہم ہوا اور اوس نے قلعہ پر حملہ کرنے کی تیاری کا
حکم دیا جمال الدین محمد یہہ خبر پاکر اوسکے پاس گیا اور نہایت ادب سے کہنے لگا کہ چہوٹے
چہوٹے قلعہ دارون سے نہ بہڑنا چاہئے اور نہ اونکو مُنہہ لگانا چاہئے قرین مصلحت یہہ ہے

کہ آپ موصل کیطرف چلیئے اگر سیف الدین غازی مین کچہہ اس بغاوت کا اثر پایا جائے
تو اوسکو گرفتار کر لیجیئے گا ورنہ وہ خود دیہہ جواب سُنکر اسکو معقول سزا دیگا۔ ملک ایرسلان
یہہ سُنکر خاموش ہوگیا۔ دوسرے روز صبح ہوتے ہی بقصد موصل بقیہ لشکر کو ہمراہ لیئے
ہوئے سنجار سے نکلکر دجلہ کو عبور کیا۔ جمال الدین محمد اس کی آنکھین بچا کر نکل کہڑا ہوا
اور اسکے پہونچنے سے پہلے موصل مین داخل ہوگیا۔ اسی کے اشارہ سے امیر عزالدین
ابوبکر دبیسی ملک ایرسلان کے استقبال کو آیا اور ایسی ظاہرداری کی کہ جس سے
ملک ایرسلان مطمین ہوکر تن تنہا موصل مین داخل ہونے پر آمادہ ہوگیا جسوقت
ملک ایرسلان اپنے بقیہ لشکر سے جدا ہوکر موصل مین پہونچا اوسیوقت نظربند کرلیا گیا
اور سیف الدین غازی کے اراکین دولت نے بلحاظ رسم و آئینِ قدیم سلطان مسعود سے
اوس کے تخت نشینی کی اجازت لیکر اتابک شہید کی جگہہ اوسکو بٹھا دیا۔

نورالدین محمود اور سیف الدین غازی

اس کے بعد سیف الدین غازی کو ممالک شام کا خیال پیدا ہوا کیونکہ اسوقت تک نورالدین محمود اس کے خدمت
مین نہین حاضر ہوا تہا اور نہ اوس کے تخت نشینی کی دعوت مین یہہ شریک تہا۔
دونون بہائیون مین خطوط کی ظاہر آمد و رفت جاری ہتی لیکن قلبی صفائی نہ ہتی
نورالدین محمود بتقاضاے سِن کیوجہ سے سیف الدین غازی سے ڈر رہا تہا اور
سیف الدین غازی اوسکی کمسنی سے یہہ خیال کر رہا تہا کہ مبادا خود غرض اُمراء اور
عیسائی سلاطین اسکی ناتجربہ کاری۔ کمسنی سے فائدہ نہ اوٹہالین۔ اسی خیال سے
سیف الدین غازی موصل سے روانہ ہوکر جسوقت حلب کے حدود کے قریب پہونچا
نورالدین محمود بہی ڈرتا ڈرتا حلب سے باہر آیا۔ دونون بہائیون مین ملاقات کی
صورت یون قرار پائی کہ اپنے اپنے لشکرگاہ کے باہر ہر ایک پانچ پانچ سو سوارونکی
جمعیت سے ملین۔ نورالدین محمود اور سیف الدین غازی ہر ایک پانچ پانچ سو

سواروں کی جمعیت لیکر نکلے لیکن جسوقت نورالدین محمود کی نظر اپنے بڑے بہائی پر پڑی فوڑا گھوڑے سے اوتر پڑا اور کل سوارونکو رخصت کرکے تن تنہا اپنے بہائی کے قدمونپر جا گرا سیف الدین غازی نے اوسکا سر اوٹھا کر گلے سے لگا لیا اور نہایت ملاطفت و نرمی سے کہنے لگا "عزیز نورالدین محمود تم میرے پاس کیون نہین آتے تہے - میرا دل تمہارے دیکہنے کا بیحد مشتاق تہا - کیا تم مجہہ سے ڈرتے تہے؟ خدا کی قسم میرے دل مین تمہاری طرف سے کسی قسم کا خیال نہ تہا - یہہ تو تم خود خیال کرسکتے ہو کہ اگر مین تمہارے ساتہہ برائی یا بداندیشی سے پیش آونگا تو پہر کس کے ساتہہ مین سلوک کرونگا اور کس کے ساتہہ میری زندگی بسر ہوگی - تم مجہہ سے چہوٹے ہو تم سے میرے بازو مضبوط اور میری قوت توانا ہے"

نورالدین (کمال ادب سے آنکہین نیچے کرکے) "میرے مکرم بہائی - مین اپنی غیرحاضری کی معافی چاہنا زیادہ عزیز سمجہتا ہون اس سے کہ مین اپنی غیبوبت کی کوئی وجہ ظاہر کرون - واقعی مجہہ سے غلطی ہوئی مین نے آپ کے شفقت آموز خطوط کا منشا نہین سمجہا تہا"

سیف الدین - مین تمہارے اس جواب سے بیحد خوش ہوا - مجہکو جیسی تمہاری ذات سے توقع تہی ویسا ہی تم نے جواب دیا - مجہکو تمسے ملنے کی زیادہ تر اسوجہ سے خواہش تہی کہ لوگونپر اور علی الخصوص عیسائیونپر یہہ ظاہر ہوجائے کہ اگر ایک اتابک شہید ہوا ہے تو اپنی جگہہ پر وہ اپنے دو لعل چہوڑ گیا ہے اور اون دونون مین باہم اتفاق ہے - کوئی کور باطن ہمکو نظر بد سے نہین دیکہہ سکیگا تم میرے معاون اور مین تمہارا خبرگیران رہونگا -

نورالدین - آپ کا فرمانا بجا اور بالکل صحیح ہے آپ ایسے مربی کو مین چہوڑنا پسند نہ کرونگا - حکومت و سلطنت آپ کے مقابلہ مین ہیچ ہے -

سیف الدین۔ نہین نہین! مین تمہاری ترقی کا سدّراہ نہین ہو سکتا۔ مجھکو کب گوارا ہوگا کہ تم دنیاء اسلام مین ترقی نہ کرو۔ دیکھو تمہارے بزرگ باپ نے کیا کیا نمایان کام کئے ہین افسوس کا مقام ہوگا کہ تم اوسکے اخلاف کہلاؤ اور اوسکا ایسا کام نہ کرو۔ مین تمہارا ہر کام مین معین اور تمہاری بہتری کا خواہان رہونگا۔

نورالدین۔ مجھکو آپکے اِن کلمات سے ایسی تشفی ہوگئی ہے کہ میرے دلمین کسی حالتمین کسی قسم کی بے اطمینانی خادمان والا کیطرف سے نہین سما سکتی مین چاہتا ہون کہ مین آپ کی خدمت مین اوسیطرح حاضر رہون جیسا کہ مرحوم پدر کی خدمت کرتا تہا۔

سیف الدین۔ ضرور تمہاری سعادتمندی اسی امر کی مقتضی ہوگی لیکن زمانہ موجودہ کی روش اسکو منع کرتی ہے عیسائی امراء آرام سے بیفکر، نہ بیٹھنے دینگے دیکھو جب کوئی کام تمہارے سمجھہ مین نہ آئے تو مجھہ سے دریافت کرنا مین ہر وقت تمہاری مدد کو موجود ہون سیف الدین نے اسقدر سمجھا کر نورالدین کے پیشانی پر بوسہ دیکر اوسکو حلب کیطرف واپس جانے کو کہا اور خود موصل کیطرف چل کھڑا ہوا۔

عیسائیونکی پیشقدمی اور سلطان نورالدین محمود کی حمیت اسلامی

دنیاء تاریخ کے سیر کرنے والون مین ایسے لوگونکی تعداد کم نظر آئیگی جو اس امر کو تسلیم کرتے ہون کہ مسلمانون نے خونریزی کی ابتدا نہین کی بلکہ عیسائیون ہی نے اون کے برخلاف ہتہیار اوٹہا کر کبہی اوسکو کروسیڈ (جنگ صلیبی) کے مشہور کیا ہے اور کبہی اوسکو انسانی ہمدردی سے تعبیر کرکے ایک عام خونریزی کے سلسلہ جنبانی کی ہے لیکن خدا جانے کیون ناکردہ گناہ مسلمانون پر تلوار اوٹہانے کا الزام عاید کیا جاتا ہے اور ہر شخص بے سمجھے بوجھے بندگان خدا کے قتل عام کا بدنما دہبہ

نہایت موزونیت سے اون کے دامن پر لگا دیتا ہے حالانکہ اسکی کچہہ بہی اصلیت نہین ہے۔ انگریزی۔ فرانسیسی۔عربی تاریخین اگر بغور دیکہی جائین تو اون سے یہہ امر بخوبی ثابت ہوسکتا ہے۔ہمارے اس دعوی کے ثبوت کے لئے نظیرون اور دلایل کی جستجو لاحاصل ہے۔صرف اتابک زنگی کے شہادت کے بعد کے واقعات ملاحظہ فرمائے جسکو ہم اسوقت بغرض معائنہ پیش کیا چاہتے ہین۔

محاربہ اعزاز عربی مورخین تحریر کرتے ہین کہ جسوقت شہید اتابک قلعہ جعبر کے محاصرہ مین شہید ہوا تہا اسوقت صوبہ اعزاز (ایڈیسہ) کا سابق عیسائی حاکم جوسلن ثانی تل باشر (غرب فرات) مین مقیم تہا وہ زنگی کی شہادت کا حال سُنکر جامہ سے باہر ہوگیا اور اوس نے ایسی حالت مین اعزاز ایسے صوبہ کو بغیر جد و جہد کئے خاموشی سے مسلمانون کو دیدینا پسند نہ کرکے اپنی کامیابی کی یہہ تدبیر سوچی کہ پہلے اوس نے وہان کے عیسائی باشندون کو ملایا بعدازان بیخبری کی حالت مین شب کے وقت ماہ جمادی الثانی ۵۴۱ھ مین اعزاز کے مسلمان محافظون پر شب خون مارا اور اونمین سے اکثر کو قتل اور باقی ماندہ سپاہیون کو پریشان و منتشر کردیا اور کسیقدر خفیف لڑائی لڑکر شہر پر قابض ہوگیا لیکن قلعہ مسلمانون ہی کے قبضہ مین رہا اور اوس مین شہر کے مسلمان بہی محصور ہوگئے۔جب اس واقعہ کی خبر سلطان نورالدین محمود کو ہوئی تو وہ دس ہزار فوج لیکر حلب سے اعزاز کے جہت مشکو پہونچ گیا اور شہر کا ہر چہار طرف سے محاصرہ کرلیا اس طرحسے کہ عیسائی فوجین اسکی فوج اور قلعہ کے محصور مسلمانون کے درمیان آگئین۔صبح ہوتے ہی لڑائی کا بازار گرم ہوگیا سلطان نورالدین محمود کے اشارہ سے قلعہ والے بہی حملے کرنے لگے اور سلطان کا لشکر تو پہلے ہی سے لڑرہا تہا عیسائیون کو دوطرفہ جنگ نے اسدرجہ تنگ کردیا کہ اون کو بہاگتے رستہ نہ ملتا تہا شام تک اونکو ہزیمت پر ہزیمت

شکست پر شکست ملتی جاتی تھی مگر رات کے اجالے نسے اونکی جان بچگئی۔ تاریکی نے
فتحمند اور حملہ آور گروہ کے ہاتھ حملہ کرنے سے روک دیئے نصف شب گذر چکی تھی کہ
عیسائی فوجین شہر کا دروازہ کھولکر بھاگنے کے قصد سے نکلین قلعہ والون کو ان کی
روانگی کا حال معلوم ہو گیا اونہون نے فوراً حملہ کر دیا اور سامنے سے سلطان نور الدین محمود
کا لشکر بیدار ہو کر اونپر ٹوٹ پڑا۔ عیسائیون کو اون کے ہتھیارون اور تازہ کوششون
نے کچھ بھی مدد نہ دی اور نہ رات کی تاریکی نے اونکو چھپ کر بھاگ جانے دیا۔ اون کے
نامی نامی سردار اس واقعہ مین کام آئے۔ جوسلن ثانی مبیس سردار ونکو لیکر جان
بچانے کی غرض سے ایک برج مین چھپ گیا لیکن یہہ برج بھی اس زندگی کے مایوسون
زیادہ عرصہ تک پناہ نہ دیسکا کیونکہ مسلمانون کو اس حال سے آگاہی ہو گئی تھی وہ
نے فوراً اس برج کو سرنگ سے اوڑا دیا۔ جوسلن ثانی تو مسلمانون کو دہوکھا دیکر
بھاگ گیا اور وہ بیس سردار جو اسکے ہمراہ اس برج مین چھپے تھے شمشیر اجل کے
نذر ہو گئے۔ نور الدین محمود۔ جوسلن کے بھاگنے کے بعد مظفر و منصور شہر مین داخل ہوا
لشکریون نے شہر کو خوب جی کھولکر لوٹا اور غارت کیا بعضے مورخین کا یہہ خیال ہے
کہ اعزاز اس سے پہلے شہید اتابک کے فتح کیوقت لوٹا گیا تھا مگر یہہ صحیح نہین ہے صحیح یہی
ہے کہ اعزاز نور الدین محمود کے زمانہ فتح مین لوٹا گیا ہے سلطان نور الدین محمود
نے کامیابی کے تیسرے روز مال غنیمت اور قیدیون کا جایزہ لیکر اوس مین سے
اکثر اسلامی امراء اور نوابین کو تحائف روانہ کئے شعراء نے اس فتح اور خدادادکامیابی
کے مبارکباد مین قصاید لکھے۔ ابن منیر اور قیسرانی کا قصیدہ زیادہ مشہور اور نہایت
فصیح ہے۔ علامہ ابن اثیر نے لکھا ہے کہ اعزاز کی بغاوت کی خبر پا کر سیف الدین غازی
بھی موصل سے آرہا تھا اور یہہ اعزاز کے قریب اسوقت پہونچا تھا جسوقت کہ اس کا
بھائی نور الدین محمود کامیاب ہو چکا تھا اسوجہ سے وہ بلا تعرض واپس گیا اور

موصل پہونچکر اپنے ایک خاص امیر کو تبریک وتہنیت کے غرض سے نورالدین محمود کے پاس روانہ کیا۔

دوسرے کروسیڈ کی تیاری

عزاز کی فتح اور کامیابی سے جسقدر مسلمانون کو خوشی ہوئی اوسیقدر ایشیاء کے عیسائیون کو رنج والم ہوا اور وہ رنج والم انہین پر ختم ہونے والا نہ تہا وہ آیندہ بیحد خونریزی کا باعث بننے کو پیدا کئے گئے تھے اسیوجہ سے اونہون نے اعزاز کے چلے جانے کے غم والم کو اپنے ہی تک محدود نہ رکھا وہ اپنی طاقت کے سنبھلنے سے مایوس ہو کر یورپ کے بادشاہون سے مدد مانگنے پر آمادہ ہوئے چنانچہ ارمنی پادریون کا ایک گروہ یورپ مین جا پہونچا اور پوپ یوگینیس سے اپنے غم والم کا ماجرا بیان کیا وہ انکی مصیبت کی داستان سنکر رو اوٹھا۔ مچاڈ تحریر کرتا ہے کہ ایشیاء کے عیسائیون کی سفارت کے اظہار سے محض ایمانداروں کے اس سردار اعظم (پوپ) ہی کے آنکھون سے اشک نہین نکلے بلکہ عزاز کے مصیبتون اور یروشلیم کے آیندہ خطرات نے عام طور سے لوگون مین غمخواری اور ہمدردی اور خوف پیدا کر دیا۔ سنٹ برنارڈ[1] یورپ کے عیسائیون مین جوش پیدا کرنے اور اونکو کروسیڈ پر آمادہ کرنے کے لئے اوٹھہ کھڑا ہوا۔ اسکے وعظ اور دہوان دہار تقریرون نے تمام یورپ مین پھر ایک جوش پیدا کر دیا۔ عامی سے لیکر اعلیٰ طبقہ والے تک اس کروسیڈ مین شامل ہونے پر آمادہ ہوئے۔ لوئیس ہفتم بادشاہ فرانس نے اسکے ہاتھون سے صلیب لی اور کروسیڈ مین شریک ہونیکا قول دیا شہنشاہ جرمنی بھی

[1] سنٹ برنارڈ۔ برگنڈی کے ایک امیر کا لڑکا تہا نہایت لسان اور فصیح اور مذہبی جوش مین ڈوبا ہوا تہا پندرہ برس سے تارک الدنیا ہو کر مذہبی زندگی مین بسر اوقات کر رہا تہا دوسرے کروسیڈ کا یہی بانی اور واعظ ہے اسی سبب یورپ کو دوبارہ کروسیڈ پر اوبھارا تہا اور اسی نے عام خونریزی کا دوبارہ دروازہ کھولا تہا اور یہہ اپنے خونخوار ارادون مین پورا کامیاب نہین ہوا۔

اوسکی جادو بہری تقریر مین پہنس گیا اور اوس نے نہایت خوشی اور جوش سے
اُس کے متبرک ہاتہون سے صلیب حاصل کیا برنارڈ کو اس سے بڑہ کر اور کیا
کامیابی ہوسکتی تہی کہ دو بڑے بادشاہ اس کروسیڈ مین شامل ہونے کو طیار ہوگئے
جو اوسوقت یورپ مین ہر ایک بجائے خود ایک شمار کیا جاتا تہا۔ مورخین کا
یہہ خیال ہے کہ گانؤن کے گانؤن قصبے کے قصبے خالی ہوگئے تہے۔ شہر ویران
ہوگیا تہا قلعے متروک اور غیر آباد تہے بڑے بڑے شہرون مین یتیمون و ریؤون
اور اپاہج کے سوا کوئی نظر نہ آتا تہا۔ ہر درجہ اور طبقہ کے آدمی بکثرت اپنے اپنے
بادشاہون۔ امیرون کے ساتہہ صلیبی لڑائی لڑنے کو آئے تہے۔ حیرت انگیز
معاملہ تو یہہ ہے کہ اس جنگ صلیبی مین بیشمار عورتین[1] مرد بن گئی تہین اور وہ
صلیبین حاصل کرکے تلوارون اور نیزون سے مسلح ہوئی تہین۔

کروسیڈرون کی تعداد لوئیس شاہ فرانس کے ہمراہ ایک لاکہہ کروسیڈر تہے اور اوسکی ملکہ ایلینز پچاس ہزار عورتون کی فوج لئے
ہوئے اوس کے ہمراہ تہی۔ شہنشاہ جرمنی کے ہمراہ بہی اِسی قدر فوجین تہین
اور یہہ دونون فوجین نہایت مرتب اور باقاعدہ جنگ آزمودہ تہین علاوہ
اِن کے عوام الناس بازاریون کا ایک جم غفیر تہا۔

شہنشاہ جرمنی مسلمان مورخ لکہتے ہین کہ سب سے پہلے شہنشاہ جرمنی کی
فوج قسطنطنیہ مین پہونچی۔ انکی کثرت کیوجہ سے اوس کے بادشاہ نے انکی دلجوئی
کی۔ نرمی و مدارات سے پیش آیا اور اپنے ملک سے گزر جانے کی اجازت دیدی
مگر جسوقت قونیہ کی سرحدی اسلامی حکومتون کو اس امر کی اطلاع ہوئی اون کو

[1] مچاڈ لکہتا ہے کہ شاہ فرانس کے ملکہ ایلینز کے صلیب حاصل کرنے پر بیشمار عورتون نے صلیبین لین
شاید اسی وجہ سے اس دوسرے کروسیڈ مین زیادہ اوباش طبیعت بدچلن آدمی شریک ہوئے
(باقی صفحہ ۵۰ مین)

اپنے ملک اور دین کی حفاظت کی غرض سے کوئی برانگیختہ کرتا یا نہ کرتا تیار ہونا ضروری تہا اسوجہ سے وہ اون کے ناکے روک کر پہاڑون کی چوٹیون پر چڑہ گئے جسوقت عیسائی ان کے روبرو آئے اونہون نے چارون طرف سے حملہ کرکے بیشمار عیسائیون کو کاٹ ڈالا شہنشاہ جرمنی پریشان ہوکر میدان جنگ سے بہاگ نکلا اثناء راہ مین رسد وغلّہ کے نہ فراہم ہونے سے صدہا لشکری مرگئے بمشکل[۱] تمام کل قوم کا دسوان حصّہ بچا کر نیسا مین پہونچا جہان کہ شاہ فرانس اسکی شکست کا حال سُنکر متردد و متفکر تہا۔ شاہ فرانس نے شہنشاہ جرمنی کے مصائب سُنکر افسوس ظاہر کیا اور پہر دونون نے باہم عہد وپیمان کرکے بارادہ فلسطین نیسا سے کوچ کردیا مگر شہنشاہ جرمنی ترکون سے ایسا خایف ہوگیا تہا کہ اثناء راہ مین ترکون کی فوج کے موجود ہونے کی خبر پاکر موسم سرما کے حیلہ سے قسطنطنیہ کو واپس چلا گیا۔

شاہ فرانس	شاہ فرانس نہایت ہوشیاری اور احتیاط سے لاوڈلیا کیطرف[۲] چلا

(بقیہ نوٹ صفحہ ۴۹)۔ ملکہ ایلینر کے چال چلن کی نسبت وہ تحریر کرتا ہے کہ اسکے زمانۂ قیام انطاکیہ مین جن لوگون پر اسکی خاص عنایتین تہین وہ صرف عیسائی نائٹ نہ تہے بلکہ اوسمین مسلمانون کے نام بہی شامل کیئے جاتے ہین علی الخصوص ایک نوجوان تُرک تہا جسکو اس نے بہت سے قیمتی تحایف دیئے تہے اور اوس کے خیال سے بادشاہ کو چہوڑ دینا چاہا تہا۔

۱ عیسائی مورخ ان سب آفتون اور تکالیف کا باعث یونانی عیسائیون کو بتاتے ہین جو اوسوقت قسطنطنیہ مین حکومت کررہے تہے وہ بیان کرتے ہین کہ یونانی رہبرون نے شہنشاہ جرمنی کو دہوکہا دیکر قونیہ کے سرحد پر پہونچا دیا جہان پر اسکو بہت بڑے نقصان کا سامنا ہوا۔

۲ مچاڈ لکہتا ہے کہ شاہ فرانس نے اپنی کل فوج کو دو حصّون پر تقسیم کردیا تہا اور ہر حصّہ ایک نئے سردار کے زیر حکم سفر کرتا تہا جسکو بادشاہ ہدایت کرتا تہا ایکروز اگلے حصہ کا جیافری ڈی رینکن افسری کررہا تہا بادشاہ نے سب سے بلند پہاڑ پر سکو ٹہرنے کا حکم دیا تہا لیکن یہہ ملکہ ایلینر کے اصرار سے ایک سرسبز میدان مین ٹہر گیا اور ترک جو۔ (باقی صفحہ ۵۱ مین)

اور وہان پہونچکر تنگ پہاڑی رستون سے گزرتا ہوا اور ترکون سے لڑتا ہوا بندر اطالیہ سے براہ سمندر انطاکیہ مین پہونچگیا۔ اس کی ایک لاکھہ فوج مین سے صرف ایک چوتہائی بچگئی تہی اور باقی تین ربع یا بروایت صاحب کتاب الروضتین ایک لاکھہ مین سے بیس ہزار آدمی راستے کے مصائب اور ترکون کی لڑائی سے نذر ہوگئے۔ اسی مقام پر شاہ فرانس کو اپنی ملکہ ایلینر پر اوس کے چچا ریمینڈ والی انطاکیہ سے ناجایز تعلق پیدا کرلینے کا شبہہ پیدا ہوگیا اور اس امر پر شاہ فرانس اور اوسکی بیگم مین اس درجہ ناراضی پہیلی کہ ملکہ ایلینر اپنے شوہر کو چھوڑکر اپنے چچا ریمینڈ کے پاس چلی گئی اور شادی منسوخ کرانے پر آمادہ ہوگئی بادشاہ کو یہہ حرکت اوسکی ناگوار گزری اوس نے جبراً شب کیوقت اوسکو اپنے لشکرگاہ مین اوٹھوا منگوایا اور مجبورانہ انطاکیہ سے کوچ کرکے یروشلیم مین جا پہونچا۔ یروشلیم کے عیسائی اس کے آنے کو اپنی خوش قسمتی کا فال نیک سمجھکر محظوظ ہو رہے تھے کہ اس اثنا مین شہنشاہ جرمنی بہی عکا ہوتا ہوا یروشلیم مین داخل ہوگیا عیسائیون کی مسرت ان دونون بادشاہون کے اکٹھے ہوجانے سے دوچند ہوگئی اور یہہ دونون بادشاہ گلے ملکر ایک دوسرے کے مصائب پر خوب بہوٹ بہوٹ روئے اور اس مقدس مقام مین توبہ استغفار کرکے ازسر نو عہد و اقرار پیمان کیا اور مسلمانون کے

(بقیہ نوٹ صفحہ ۵۰)۔ اسکے تاک مین لگے ہوئے تہے اس پہاڑ پر قابض ہوگئے۔ جسوقت پچھلا حصہ جسمین خود شاہ فرانس تہا ان کے سامنے ہوکر گزرا اور اونکو اپنی کامیابی کا پورا یقین ہوگیا تو وہ لوگ نعرہ (اللہ اکبر) مارتے ہوئے آپڑے۔ تیس سردارون کو جو بادشاہ کے ہمرکاب تہے ایک ایک کرکے قتل کرڈالا۔ بادشاہ تنہا رہگیا تو وہ کسی کے گہوڑے پر سوار ہوکر بہاگ نکلا مسلمانون نے عام سپاہی سمجھکر اسکا تعاقب نہ کیا اور یہہ افتان و خیزان اپنی اگلی فوج کے حصہ سے جا ملا

برخلاف ہتہیار اوٹہانے کی قسمین کہائین۔

دمشق پر عیسائیونکا حملہ بالڈون ثالث جس نے ابتدا ہی سے خونخوار طبیعت پائی ہتی اور اسوقت وہ یروشلیم کا بادشاہ تہا اوس نے یورپ کے ان دو عظیم الشان بادشاہون کے اکٹہے ہوجانے کو اپنی کامیابی کا کافی ذریعہ سمجہکر اپنے فتوحات کے وسعت دینے پر تُل گیا اور ایک کونسل منعقد کرکے بعد بحث و مباحثہ یہہ طے کرلیا کہ دمشق پر حملہ کرکے اوسپر قبضہ حاصل کرلینا چاہیے ان دولون بادشاہون نے بہی اِس راے سے اتفاق کیا اور بالڈون کے ہمراہ یروشلیم سے روانہ ہوکر دمشق پر جا اوترے۔ دمشق مین ان دلون امیر معین الدین انز حکومت کررہا تہا وہ بہی حملہ آور رفیقون کی آمد سُنکر دمشق سے مسلح ہوکر نکلا۔ چہٹی ربیع الاول ۵۴۳ھ یوم شنبہ سے لڑائی شروع ہوگئی۔ دمشق اندلون متواتر حملون اور آئے دن کے محاصرون سے نہایت کمزور ہورہا تہا۔ اوس کے تین طرف مٹی کی شہر پناہ بنی ہوئی ہتی اور ایک طرف باغات تہے جنکے کثرت پر اسیقدر اوسکو اعتماد تہا۔ عیسائی فوج نے اسی طرف سے اوسکا محاصرہ کیا تہا۔

عیسائیون کی ناکامی امیر اسامہ بن منقذ کتاب الاعتبار مین تحریر کرتا ہے کہ دمشق کی فوج مین مسلمانون کے بڑے بڑے مشایخ بہی شریک تہے۔ فقیہہ امام یوسف فندلاوی مالکی اور شیخ عبدالرحمن حلحول رحمہما اللہ تعالیٰ جو دمشق کے عمایدین مشایخ سے شمار کیے جاتے تہے اسی لڑائی مین شہید ہوئے ہین۔ تاریخ کامل مین لکہاہے کہ معین الدین انز نے فقیہہ موصوف کو لڑائی کے میدان مین دیکہکر کبرسنی کیوجہ سے اونکو جنگ کرنے سے رُوکنا چاہا لیکن فقیہہ موصوف اپنے اوس جوش کو جو ہر دیندار کے دل مین مذہب کی حمایت کا ہوتا ہے نہ رُوک سکے اور [۱] تقدبعت

[۱] یہہ فقرہ ایہ کریمہ ان اللہ اشترے من المومنین انفسہم واموالہم بان لہم الجنۃ کی طرف اشارہ کرتا ہے۔

واشترے (بے شک بیچ فروخت کیا اور اوس نے مول لیلیا) فرماتے ہوئے عیسائیون کی فوج مین گہس گئے اور وہین لڑکر شہید ہوگئے۔ اس کے بعد ایک بہت بڑی خوفناک لڑائی ہوئی اور عیسائی فوجین میدان اخضر تک بڑہتی چلی آئین دمشق کی فوجین کمی تعداد کیوجہ سے اونکو نہ روک سکین۔ چونکہ عیسائیون کو اپنی کثرت تعداد پر اعتماد تہا اسوجہ سے ایدہر وہ لڑائی مین سستی کرنے لگے اور اودہر معین الدین نے سیف الدین غازی کو عیسائی فوج کے آنے کی خبر دیدی اور اوس سے امداد طلب کی سیف الدین غازی اپنا جری لشکر لئے ہوئے دمشق کیطرف روانہ ہوا اور سلطان نورالدین محمود دوسرے طرف سے یہہ واقعہ سُنکر حمص مین اپنے بہائی سے آملا۔ یہین سے دونون بہائیون نے پہلے عیسائی کروسیڈرون اور شام کے عیسائیون کو اپنی رُعب اور سطوت سے ڈرایا بعدہ معین الدین کو یہہ لکھہ بہیجا کہ "مین اپنے ہمراہ ایک خونخوار مسلح فوج لاسکتا ہون اور ایک لحظہ مین عیسائیون کو سرزمین دمشق سے نکال سکتا ہون لیکن دمشق میرے حکام کے قبضہ مین نہین ہے اگر خدانخواستہ ہزیمت نصیب دشمنان ہوئی تو بوجہ دوری ہم جانبر نہوسکین گے اور عیسائی بیخدشہ دمشق پر قبضہ کرلینگے اسوجہ سے اگر تمکو ہماری امداد کی ضرورت ہے اور تم عیسائیون کو اپنے ملک سے دور کیا چاہتے ہو تو دمشق مین کسی ایسے شخص کو حاکم بناؤ کہ جسپر ہمکو اعتماد ہو ہم اس امر پر حلف لے سکتے ہین کہ کامیابی کے بعد دمشق مین ایک لحظہ بہی نہ ٹہرینگے" معین الدین نے اس خط کا جواب کچہہ نہ لکہا لیکن اس سے اوس نے خاطر خواہ فائدہ اوٹہا لیا اور عیسائی کروسیڈرونکو یہہ کہلا بہیجا کہ "تمہاری خیریت اسی مین ہے کہ تم فوراً دمشق سے کوچ کرجاؤ ورنہ صبح شام مین سلطان الشرق (سیف الدین) اپنا ایسا لشکر لئے

برخلاف ہتہیار اوٹہانے کی قسمین کہائین۔

دمشق پر عیسائیونکا حملہ

بالڈون ثالث جس نے ابتداہی سے خونخوار طبیعت پائی ہتی اور اسوقت وہ یروشلیم کا بادشاہ تہا اوس نے یورپ کے ان دو عظیم الشان بادشاہون کے اکٹہے ہوجانے کو اپنی کامیابی کا کافی ذریعہ سمجہکر اپنے فتوحات کے وسعت دینے پر تُل گیا اور ایک کونسل منعقد کرکے بعد بحث و مباحثہ یہہ طے کرلیا کہ دمشق پر حملہ کرکے اوسپر قبضہ حاصل کرلینا چاہیے ان دونون بادشاہون نے بہی اِس راے سے اتفاق کیا اور بالڈون کے ہمراہ یروشلیم سے روانہ ہوکر دمشق پر جا اوترے۔ دمشق مین ان دنون امیر معین الدین انر حکومت کررہا تہا وہ بہی حملہ آور فرنگ کی آمد سُنکر دمشق سے مسلح ہوکر نکلا چہٹی ربیع الاول ۵۴۳ھ یوم شنبہ سے لڑائی شروع ہوگئی۔ دمشق اندنون متواتر حملون اور آئے دن کے محاصرون سے نہایت کمزور ہورہا تہا۔ اوس کے تین طرف مٹی کی شہرپناہ بنی ہوئی ہتی اور ایک طرف باغات تہے جنکے کثرت پر کسیقدر اوسکو اعتماد تہا۔ عیسائی فوج نے اسی طرف سے اوسکا محاصرہ کیا تہا۔

عیسائیون کی ناکامی

امیر اسامہ بن منقذ کتاب الاعتبار مین تحریر کرتا ہے کہ دمشق کی فوج مین مسلمانون کے بڑے بڑے مشایخ بہی شریک تہے۔ فقیہہ امام یوسف فندلاوی مالکی اور شیخ عبدالرحمن حلحول رحمہما اللہ تعالی جو دمشق کے عمایدین مشایخ سے شمار کئے جاتے تہے اسی لڑائی مین شہید ہوئے ہین۔ تاریخ کامل مین لکہا ہے کہ معین الدین انر نے فقیہہ موصوف کو لڑائی کے میدان مین دیکہکر کبرسنی کیوجہ سے اونکو جنگ کرنے سے رُوکنا چاہا لیکن فقیہہ موصوف اپنے اوس جوش کو جو ہر دیندار کے دل مین مذہب کی حمایت کا ہوتا ہے نہ رُوک سکے اور لقد بعت

سلہ یہہ فقرہ ایہ کریمہ ان اللہ اشترے من المومنین انفسہم واموالہم بان لہم الجنۃ کی طرف اشارہ کرتا ہے۔

واشتری (بے شک میں نے فروخت کیا اور اوس نے مول لیلیا) فرماتے ہوئے
عیسائیون کی فوج مین گھس گئے اور وہین لڑکر شہید ہوگئے۔ اس کے بعد ایک
بہت بڑی خوفناک لڑائی ہوئی اور عیسائی فوجین میدان اخضر تک بڑہتی
چلی آئین دمشق کی فوجین کمی تعداد کیوجہ سے اونکو نہ روک سکین۔ چونکہ
عیسائیون کو اپنی کثرت تعداد پر اعتماد تہا اسوجہ سے ایدہر وہ لڑائی مین سُستی
کرنے لگے اور اودہر معین الدین نے سیف الدین غازی کو عیسائی فوج
کے آنے کی خبر دیدی اور اوس سے امداد طلب کی سیف الدین غازی اپنا
جری لشکر لئے ہوئے دمشق کیطرف روانہ ہوا اور سلطان نورالدین محمود
دوسرے طرف سے یہہ واقعہ سُنکر حمص مین اپنے بہائی سے آملا۔ یہین سے
دونون بہائیون نے پہلے عیسائی کروسیڈرون اور شام کے عیسائیون کو
اپنی رُعب اور سطوت سے ڈرایا بعدہ معین الدین کو یہہ لکھہ بہیجا کہ "مین اپنے ہمراہ
ایک خونخوار مسلح فوج لاسکتا ہون اور ایک لحظہ مین عیسائیون کو سرزمین دمشق
سے نکال سکتا ہون لیکن دمشق میرے حکام کے قبضہ مین نہین ہے اگر خدانخواستہ
ہزیمت نصیب دشمنان ہوئی تو بوجہ دوری ہم جانبر نہو سکین گے اور عیسائی
بیخدشہ دمشق پر قبضہ کرلینگے اسوجہ سے اگر تمکو ہماری امداد کی ضرورت ہے
اور تم عیسائیون کو اپنے ملک سے دُور کیا چاہتے ہو تو دمشق مین کسی ایسے شخص کو
حاکم بناؤ کہ جسپر ہمکو اعتماد ہو ہم اس امر پر حلف لے سکتے ہین کہ کامیابی کے بعد
دمشق مین ایک لحظہ بہی نہ ٹہرینگے" معین الدین نے اس خط کا جواب کچھہ نہ لکھا
لیکن اس سے اوس نے خاطر خواہ فائدہ اوٹہا لیا اور عیسائی کروسیڈرونکو
یہہ کہلا بہیجا کہ "وہ تمہاری خیریت اسی مین ہے کہ تم فوراً دمشق سے کوچ کر جاؤ
ورنہ صبح شام مین سلطان الشرق (سیف الدین) اپنا ایسا لشکر لئے

آرہا ہے کہ جس کے مقابلہ کی تم مین تاب نہین ہے" اور ایک سفارت شام کے عیسائیون کے پاس اس مضمون کا بہیجا کہ "تم لوگ دو بلاؤن مین مبتلا ہو اگر ان عیسائی مجاہدین نے دمشق پر قبضہ حاصل کرلیا تو بہی تم اپنے ممالک کی خیر نہ جاننا وہ تمہارے مقبوضات پر بہی حملہ کرینگے اور اگر مینے دمشق کو سیف الدین غازی کے سپرد کردیا تو تم خوب اچھی طرح سے یہہ یاد رکہنا کہ تم لوگ اسکو بیت المقدس پر قبضہ حاصل کرنے سے نہ روک سکوگے مناسب یہی ہے کہ تم اپنے ہم قوم کو سمجھا بجھا کر دمشق سے ہٹالو یا یہہ کہ تم ہمارے ہمصفیر ہو جاؤ" شام کے عیسائیون کو معین الدین کی اس سفارت سے بہت زیادہ خوف پیدا ہوا اور انہون نے بہی سیف الدین غازی کی خارہ شگاف تلوار اور جرار فوج سے ڈر کر بامنت خوشامد دمشق سے کروسیڈرونکو واپس بلالیا۔ عیسائی مورخ اس بے نیل مرام واپس ہونیکو عیسائی امراء کے باہمی نزاعات اور ضد کیطرف منسوب کرتے ہین۔

کروسیڈرون کی مراجعت

اس واقعہ کے بعد ان صلیب بردارون نے عسقلان کا محاصرہ کرنے اور اوسپر قبضہ حاصل کرنے کا مشورہ کیا مگر وہ بہی پورا نہو سکا۔ مجبور ہو کر پہلے تو شہنشاہ جرمنی یورپ کو لوٹ گیا اور بعد اس کے شاہ فرانس چند ے فلسطین مین رہ کر ۱۱۴۹ء مین اپنا سا منہہ لیکر واپس ہو گیا یہہ دوسرا کروسیڈ تہا یہہ جیسا جوش اور سرگرمی سے شروع ہوا تہا اوس سے بہت زیادہ ناکامی اور تباہی پر خود بخود ختم ہو گیا اور یہیں اوسی وقت سے تیسرے کروسیڈ کی یورپ مین تحریک ہونے لگی جس کے جوش سیلاب کو سلطان صلاح الدین اعظم نے فرو کیا ہے۔

فنش کی گرفتاری

یورپ کے عیسائی کروسیڈرون مین ایک فنش والی طرابلس[۵۱]

۵۱ باوجود تلاش اور تجسس کے اسکے نام کی تحقیق نہین ہوئی اسکا دادا پہلے کروسیڈ مین آیا تہا اور اوس نے طرابلس کو مسلمانون سے فتح کیا تہا۔

(اندلس) کا راستہ لیا تھا وہ دمشق سے ناکامی کے ساتھہ واپس ہوکر نامراد یورپ جانے کو ناپسند کر کے حصن عریمہ پر جا اوترا اور اوسکو قمص (ریمنڈ کونٹ آف ٹریپولی) والی طرابلس سے فتح کر کے طرابلس کے طرف بڑہنے کا قصد کیا قمص اس قلعہ کے چلے جانے سے سخت متردد ہوا اور اوس نے اس کے شر سے بچنے کی یہہ تدبیر نکالی کہ اوس نے سلطان نورالدین محمود کو لکھہ بہیجا کہ "آپ حصن عریمہ کو فنش سے فتح کر لیجیے مین کچھہ معترض نہونگا میرے دل مین اوسکی ہمدردی ذرہ بہر بہی نہین ہے" سلطان اوس دنون بعلبک مین معین الدین انز والی دمشق سے ملنے کو گیا تہا قمص کا یہہ پیام اوسکو وہین ملا اوس نے معین الدین انز کو بہی مہم حصن عریمہ کے لئے تیار کر لیا اور اوسکو معہ اوس کے فوج کے اپنے ہمراہ لئے ہوے حصن عریمہ کیطرف چل کہڑا ہوا۔ اور روانگی کیوقت ایک خط اپنے بہائی سیف الدین غازی کے پاس بہیجدیا۔ سیف الدین غازی خود تو اس مہم پر نہ آیا لیکن اوس نے ایک کثیر التعداد فوج بسر گروہی امیر عزالدین ابوبکر والی جزیرہ ابن عمر روانہ کر دیا اتفاق وقت سے یہہ کل اسلامی جنگ آور فوجین یکے بعد دیگرے ایک دو روز کے مدت مین حصن عریمہ پر پہونچ گئین۔ اور نہایت تیزی اور ہوشیاری سے اوسکا محاصرہ کر کے لڑائی شروع کر دی اسلامی فوجین قلعہ کی فصیلون پر چڑہنے کی کوششین کرتی تہین لیکن عیسائی تیرانداز اون کو قریب آنے دیتے تہے چار روز تک لڑائی اسی صورت سے جاری رہی پانچوین روز مسلمانون نے سُرنگ کے ذریعے سے قلعہ کی جنوبی دیوار توڑ ڈالا اور سلطان نورالدین کے ہمراہ تکبیرین کہتے ہوے قلعہ مین داخل ہو گئے۔ عیسائیون کو جب تک اپنی کامیابی پر کچھہ بہروسا اُسوقت تک برابر مقابلہ پر تُلے رہے مگر جب اونکی مایوسانہ کوششون نے اونکو ناامیدی کا جواب دیدیا تو اوہون نے مجبور ہو کر امانین طلب کین اور اپنے آپ کو مسلمانون کے سپرد کر دیا۔ علامہ ابویعلی کی تحریر سے معلوم ہوتا ہے کہ حصن عریمہ

کے موجودہ عیسائی لشکر کا زیادہ حصہ اس معرکہ مین کام آگیا اور جو باقی رہ گئے تہے وہ گرفتار کر لئے گئے منجملہ اون کے خود فنش والی طلیطلہ کا لڑکا تہا۔ سلطان نورالدین محمود نے کامیابی کے بعد عیسائی قیدیون اور مال غنیمت کو امیر عزالدین ابوبکر کے ہمراہ اپنے بہائی سیف الدین غازی کے پاس حمص مین بہیجدیا اور خود ابن فنش کو معہ اوسکی ماں کے گرفتار کیئے ہوئے حلب کیطرف لوٹ کہڑا ہوا اور واپسی کیوقت مقامات باسوطا اور باب براوس کے باشندون اور حکام نے بخوشی وامان اس کو قبضہ دیدیا۔

عیسائیون کی بغاوت

اسی زمانہ مین شامی عیسائی یورپ کے کروسیڈرون کا زور وشور سنکر صوبہ اعزاز کے باشندون کیطرح بغاوت پر کمربستہ ہوئے اور اپنے گئے ہوئے ممالک پر قبضہ حاصل کر لینے کے غرض سے امن وآرام کی زندگی تلخ کرنے پر تل گئے۔ تاریخ کامل مین لکہاہے کہ عیسائیون کو بعد شہادت زنگی یہہ خیال پیدا ہوا کہ زنگی تو شہید ہو گیاہے اور اوس کے لڑکون مین سنبہلنے کی کوئی صورت نظر نہین آتی۔ ایسی حالت مین کسی اور زمانہ کا انتظار کرنا بالکل نامناسب ہے اسوجہسے اونہون نے ہر مقام پر بلوا شروع کر دیا تہا۔ لیکن سلطان نورالدین محمود کی تازہ کوششون نے اونکو خوب زک دین اور اونکو اونکی سرتابی اور بغاوت کی بہت اچہی سزا دی ایک ہی وقت مین ارتاح۔ مابولہ۔ بصرفوت۔ کفرلاثا مین عام بغاوت پہیلی ہوئی تہی اور وہ ان چارون مقامات کے اسلامی فوجون کا افسر اعلی بنا ہوا اونکو لڑا رہا تہا۔ کبہی تو وہ ارتاح کے حملہ آور فوج کے ساتہہ ملکر شہر پناہ کے توڑنے مین مصروف نظر آتا تہا اور کسیوقت مابولہ سے باغی عیسائیون کے نکالنے مین کوششین کراتا تہا اور ضرورت کیوقت بصرفوت اور کفرلاثا پر حملہ کرکے باغیون کے مجمع کو منتشر اور پریشان کرتا تہا۔ اسکے انہین

قابل قدر کوششون اور مستعدی نے نہایت جلد عیسائیون کے بلوے کو فرو کردیا اوران چارون مقامات سے فتنہ وفساد کو چندروز کے لئے ایسا رفع کردیا کہ عیسائی مدلتون اوس کے نام کو بہولے رہے ۔

عیسائی کونسل کا بدنتیجہ

اس کے ایک سال کے بعد پہر عیسائیون مین یورش پیدا ہوئی اور اونہون نے آیندہ خونریزی کا دروازہ مفتوح کرکے نورالدین کے سلسلہ فتوحات کے روک تہام کے غرض سے ۵۴۳ھ مقام بصرے (بقرے) مین ایک کونسل منعقد کیا اور اوس مین بعد بحث وتکرار یہہ طے کرلیا کہ کل شامی عیسائی ایکجا ہوکر پہلے حلب کے مقامات پر حملہ کرین جب نورالدین ہمارے مقابلہ پر آئے تو ایک حصہ اوسکا مقابلہ کرے اور دوسرا حصہ فوج کا دوسرے اسلامی شہرون کیطرف بڑہ جائے ۔ نورالدین محمود ایسی حالت مین کسیطرح ہمارا مقابلہ نکرسکے گا لیکن سلطان نورالدین محمود کو اوس کے جاسوسون نے عیسائیون کے اس صلاح اور مشورہ سے آگاہ کردیا اوس نے بلا توقف حلب سے اپنی فوج کو کوچ کا حکم دیدیا اور عیسائیون کی روانگی سے پہلے خود اون کے سرونپر پہونچکر لڑائی مین مصروف ہوگیا ۔ عیسائی بلوائی جو اطراف وجوانب سے بطمع ملک گیری مجتمع ہورہے تہے وہ سب کے سب منتشر وپریشان ہوگئے اونکو اونکی کوششون اور اتفاق ومشورہ نے کچہہ نفع نہ پہونچایا بلکہ وہ کمال بے سروسامانی سے بحال پریشان میدان جنگ سے بہاگ کہڑے ہوئے ۔ تاریخ کامل مین لکہا ہے کہ اس معرکہ مین بیشمار عیسائی مارے گئے اون کے نامی نامی سردارون کا ایک گروہ گرفتار کرلیا گیا اس واقعہ سے جانبر ہونے والے عیسائیون کی تعداد نہایت قلیل تہی سلطان نورالدین محمود نے کامیابی کے بعد دربار بغداد اور اپنے بہائی سیف الدین غازی اور سلطان

مسعود سلجوقی کے پاس بہی مال غنیمت اور قیدیون کے حصص بہیجے تہے شعراء نے اس فتحیابی کی تہنیت مین قصاید لکہے منجملہ اون کے قیسرانی کا قصیدہ جو اسکے دربار کا خاص شاعر تہا بہت مشہور و معروف ہے۔

سلطان نورالدین اور قطب الدین

اس واقعہ کے بعد چندے اوسکو اپنے اس سلسلہ فتوحات کو روکنا پڑا اور تہوڑے دنون کے لئے اندرونی معاملات مین دست اندازی کی اوسکو ضرورت ہوئی کیونکہ ۵۴۴ھ مین سیف الدین غازی والی موصل والی ماردین کی بیجا پیشقدمی سے بلاد ماردین پر چڑہ گیا تہا اور اوس کے چند مقامات پر قبضہ حاصل کرکے بمصالحت موصل کو لوٹا آرہا تہا اتفاق سے اثناء راہ مین علیل ہوگیا اور موصل پہونچکر ایک کمسن لڑکا چہوڑ کر مرگیا تہا۔ جمال الدین وزیر اور زین الدین قلعہ دار موصل نے متفق ہوکر اوس کے بہائی قطب الدین کو بجائے سیف الدین کے موصل کا حاکم بنالیا تہا اور سلطان نورالدین اندنون شام مین تہا اور انطاکیہ پر حملہ کرنے کی تیاری کررہا تہا اسی اثناء مین عبدالملک المقدم حاکم قلعہ سنجار نے ملک و مال کی ابتری ظاہر کرکے موصل پر قبضہ کرلینے کی تحریک کی اور علاوہ اس کے اکثر امراء دربار سیف الدین غازی قطب الدین سے بددل ہوکر اسکی حکومت پر رضامندی ظاہر کررہے تہے سلطان نورالدین محمود نے بنظر انجام بینی اپنے ستر مخصوص امراء کو جنمین اسدالدین شیرکوہ اور مجدالدین ابوبکر ابن الدایہ بہی تہے ہمراہ لیکر براہ سنجار موصل کو روانہ ہوگیا۔ یہہ جسوقت مقام ماکسین مین پہونچا تہا اوسوقت بہت شدت سے بارش ہورہی تہی اس کے ہمراہی اس سے پیچہے رہ گئے تہے یہہ صرف چہہ سوارون کے ہمراہ ماکسین مین داخل ہوا۔ ماکسین کے پولیس نے اسکو نہ پہچانا اور معمولی لشکری ترکمانی سمجہکر شحنہ ماکسین کے پاس

اطلاع دہی کے غرض سے گئے پولیس والے اپنے افسر سے پوری رپورٹ نکرنے
پائے تھے کہ سلطان نورالدین محمود دارالشحنہ مین جا پہونچا شحنہ مالکسین اوسکو
دیکھکر آداب شاہی کے موافق سلام کیا اور دست بوسی کرکے علیحدہ کھڑا ہو گیا
رات بہر یہہ دارالشحنہ مین ٹہرا رہا جب دوسرے روز اس کے بقیہ ہمراہی آگئے
تو اون کو اپنے ہمراہ لیکر سنجار کو روانہ ہوا۔ لیکن اس کے پہونچنے سے پہلے
عبدالملک المقدم سنجار مین اپنے لڑکے شمس الدین محمد کو چہوڑکر موصل کو روانہ
ہو گیا تہا اور روانگی کے وقت یہہ کہہ گیا تہا کہ " اگر سلطان نورالدین محمود
میرے بعد تشریف لائین تو مجھکو چپکے اطلاع دیدینا " شمس الدین محمد نے
اس کے پہونچتے ہی دو سوارون کو اپنے باپ کے واپس لانے کو روانہ کردیا
چنانچہ عبدالملک المقدم تل یعفر سے موصل کے قریب پہونچکر واپس آیا اور
سلطان نورالدین محمود کی حکومت کو جسے وہ مدتون سے تسلیم کرچکا تہا
بظاہر بہی مان لیا۔ قطب الدین کو جب اسکی اطلاع ہوئی تو وہ اپنا لشکر
لئے ہوئے موصل سے نکلا اور تل یعفر پر پہونچکر بارادہ جنگ ٹہر گیا سلطان
نورالدین محمود نے اس خدشہ کو پیش نظر کرکے فخرالدین قرا ارسلان والی حصن کو
پہلے سے بلا بہیجا تہا اور وہ مع اپنے لشکر کے اس کے پاس ٹہرا ہوا تہا۔
ہنوز لڑائی کی نوبت نہین آئی تہی لیکن درمیانیون نے دونون بہائیون
مین خاصی ناچاقی پیدا کردی تہی خط وکتابت کے سلسلے جاری تہے جمال الدین
وزیر جو اس خاندان کا دلی بہی خواہ تہا اور جس نے بعد شہادت اتابک زنگی
اس خاندان کو ملک الپ ارسلان کے ہاتہون بربادی سے بچایا تہا وہ اس لڑائی کا
سخت مخالف تہا لیکن کسی مصلحت سے اسوقت تک خاموشی کے آنکھون سے
ان معاملات کو دیکھہ رہا تہا جب طرفین کی نا صافیان حد سے متجاوز ہو گئی

نظر آئین تو اوس نے قطب الدین کو ایک روز تنہائی مین سمجھایا اور یہہ رائے دی کہ بالفعل قرین مصلحت یہہ ہے کہ حمص سلطان نور الدین محمود کو دیدیا جائے اور بجائے اوس کے سنجار لیلیا جائے کیونکہ ایک تو حمص کی سرحد عیسائیون کے ملک سے ملی ہوئی ہے آئے دن ایک نہ ایک جھگڑا اوٹھتا رہتا ہے اور ہم مین اونکی مدافعت کی قوت نہین ہے اور دوسرے یہہ ہے کہ وہ بہی آپ کے بھائی اور بڑے بھائی ہین اون سے لڑنا بالکل نامناسب ہے قطب الدین نے جمال الدین وزیر کی یہہ رائے پسند کرلی اور دوسرے روز صبح ہوتے ہی تن تنہا سلطان نور الدین محمود کے پاس چلا گیا سلطان نے اسکو اپنے گلے سے لگا لیا اور اسکی خواہش کے موافق حمص ورحبہ سے سنجار کا تبادلہ کرلیا۔ اگلے دن سلطان نور الدین محمود اپنے بزرگ باپ شہید اتابک کے وقت کے خزاین واسباب سنجار سے لیکر حلب کو چلا گیا اور قطب الدین نے سنجار کو زین الدین کے سپرد کردیا اسوجہ سے کہ حمص اِس کے بہائی کی جاگیر مین تہا۔

جنگ انطاکیہ

اِنہین معاملات کے اثنا رمین برنس انطاکیہ پانچہزار سوارونکی جمعیت سے مصافات حلب کیطرف بڑہتا چلا آرہا تہا سلطان نور الدین محمود جب حلب مین پہونچا اور اس امر کی اوسکو اطلاع ہوئی تو اوس نے پہلے امیر معین الدین والی دمشق کو طلبی کا خط لکہا بعدہ خود تین ہزار سوارون کے ہمراہ حلب سے نکل کہڑا ہوا اور امیر معین الدین اپنی طرف سے مجاہد الدین بزان کو ایکہزار فوج کے ساتھہ دمشق سے روانہ کرکے خود بغرض حفاظت حوران کیطرف چلا گیا عیسائی اور اسلامی فوجون کا مقام آنب مین یوم چہار شنبہ اکیسوین (٢١) صفر ۵۴۴ھ کو مقابلہ ہو گیا سلطان نور الدین محمود بذاتہ اس لڑائی مین ایک جانباز سپاہی کیطرح

جنگ کر رہا تہا اور باین ہمہ اپنے پورے لشکر کی افسری بہی کرتا جاتا تہا۔

پرنس انطاکیہ کا مارا جانا

ابن ابی طے لکھتا ہے کہ اسکا نامی سپہ سالار اسد الدین شیرکوہ نے اس معرکہ مین بہت بڑی جوانمردی کی یہہ اپنی صف سے شیر نر کیطرح نکلا اور عیسائیون کی صفین پہاڑتا ہوا صلیبی نشان کے پاس پہونچکر ایک ہی وار سے اوس پادڑی کو مار ڈالا جسکے ہاتہہ مین صلیب تہی بعد ازان اوس نے خود پرنس انطاکیہ پر حملہ کرکے اوسکو تہ تیغ کیا اور اوسکے ساتہہ ہی کئی نامی نامی عیسائی سرداروں کو کاٹ ڈالا جب عیسائی سپاہیون نے اوسکو چارون طرف سے گہیر کر گرفتار کرنا چاہا تو وہ پہر اونکی صفون کو پہاڑتا اور اون کو مارتا ہوا نکل آیا۔ عیسائی فوجین اس واقعہ سے گہبرا گئین اور نہایت بے سر و سامانی سے میدان جنگ سے پسپا ہوکر بہاگین مسلمانون نے اون کا کچہہ دُور تک تعاقب کیا اور سلطان نور الدین محمود نے انطاکیہ کے دروازہ پر پہونچکر اپنا نیزہ گاڑ دیا انطاکیہ پہلے ہی سے اپنی حفاظت کرنیوالون سے خالی ہوچکی تہی اوس مین سوائے معمولی رعایا اور تجارت پیشہ عیسائیون کے اور کوئی نہ رہ گیا تہا اونہون نے فتح نصیب سلطان سے مہلت مانگی اوس نے کمال رحمدلی اور خندہ پیشانی سے اہل انطاکیہ کو ایسی حالت مین اون کے خواہش کے مطابق مہلت دیدی جبکہ وہ بے یار و یاور ہو رہے تہے۔

دوسرے پرنس کی گرفتاری

پرنس انطاکیہ کے مارے جانے کے بعد اوسکے نسل سے ایک کم سن لڑکا بیمنڈ نامی موجود تہا لیکن کمسنی کیوجہ سے وہ اپنے ملک و لشکر کو نہ تو سنبہال سکتا تہا اور نہ مسلمانون سے صلیبی لڑائی لڑنیکا قابل تہا اسوجہ سے پرنس انطاکیہ کے بیوہ بی بی نے ایک دوسرے پرنس سے عقد کرکے اوسکو انطاکیہ کے ملکی اور جنگی محکمون کی افسری دیدی۔

یہہ پرنس بظاہر اپنے خونخوار ارادون سے نہایت سخت جنگجو نظر آرہا تہا لیکن ابتدا ہی
مین سلطان نورالدین محمود سے اوجہکر اپنی تمناؤن کا خون کر بیٹہا سلطان نے
اسکو نہایت ناکامی سے پسپا کیا اور بہاگتے وقت اسکو خود سلطان نے گرفتار کرلیا۔
اس کے بعد بیمنڈ تخت انطاکیہ پر بیٹہا اور وہ ۵۰۹ھ تک حکومت پذیر رہا تاآنکہ
مہم حارم مین اسکو بہی سلطان نورالدین محمود نے ایک لڑائی مین گرفتار کرلیا۔
جیساکہ آیندہ ہم مفصل بیان کرین گے۔

والی دمشق کی بدعہدی اور نورالدین کا پہلا حملہ

اس کے واقعہ کے بعد پہر عیسائیون نے اطراف و اعمال حورانیہ مین بغاوت شروع کی دن دہاڑے مسلمانونکو قتل و غارت کرنے لگے۔ اون کے مال و اسباب کو لوٹ لیتے تہے اون کی عورتون بچون کو گرفتار کرکے ہمیشہ ہمیشہ کی آزادی اور پاک مذہب اسلام سے محروم کردیتے تہے سلطان نورالدین محمود کے کانون تک جب یہہ خبر وحشت اثر پہونچی تو اوس نے پہلے اون کو اپنے خوفناک ارادے سے ڈرایا لیکن جب وہ اپنی حرکات سے باز نہ آئے تو اوس نے اونکی سرکوبی کا ارادہ کرکے معمول کے موافق والی دمشق سے ایکہزار سوارون کو معہ اون کے سپہ سالار کے طلب کیا سابق والی دمشق کے مرنے سے دمشق کا انتظام بہت ابتر ہورہا تہا نہ تو جدید حاکم مین عہد و اقرار کی پابندی تہی اور نہ اوس مین قومی ہمدردی باقی رہی تہی بلکہ وقتاً فوقتاً یہہ اپنی ناتجربہ کاری کم فہمی سے عیسائیون سے سازش کرلیتا تہا جس سے یہہ تو منتفع نہ ہوسکتا تہا اور وہ خاصے طور سے اسکی سازش سے فائدہ اوٹہا لیتے تہے شاید اوس نے عیسائیون کے بہروسہ پر سلطان نورالدین محمود کے حکم کی تعمیل نہ کی سلطان نورالدین محمود کو جو مسلمان امرا کی نااتفاقی دور کرنے اور ایک اسلامی پرشوکت قوت بنانیکے غرض سے

پیدا کیا گیا تہا جب اس واقعہ کی اطلاع ہوئی تو اوس نے اپنی فوج کو دو حصّہ کرکے ایک حصّہ کو بسر گروہی اسد الدین شیرکوہ اطراف حورانیہ کو روانہ کیا اور خود ایک حصّہ کو اپنے ہمراہ لئے ہوئے بقصد دمشق ۔ مرج یبوس مین جا اوترا اور اوس کے لشکر کا کچہہ حصّہ مقام یعقور مین ٹہیرا رہا ۔ دو دن کے بعد مرج یبوس سے روانہ ہوکر بعلبک مین جا پہونچا بعلبک اور اوس کے اطراف مین ایک مدت سے پانی نہ برسنے کیوجہ سے قحط پڑا ہوا تہا ۔ اتفاق وقت سے بعلبک مین اوسی دن بارش ہوئی جسروز یہہ عادل سلطان داخل ہوا تہا ۔ بعلبک والون نے اس کی تشریف آوری کو نزول رحمت کا باعث سمجہکر اسکی ترقی دولت و حکومت و نصرت کی دعائین مانگین ۔ ایکروز وہ یہان ٹہیرا رہا دوسرے روز صبحکو بعلبک سے اوٹہہ کر ۲۶ ۔ ذیحجہ ۵۴۴ ھ کو حسبر خشب پر جا کر مقیم ہو گیا جہانکہ دمشق کی اکثر محاصر فوجین ٹہیرا کرتی تہین ۔

مصالحت والی دمشق جسکو عیسائی اُمرا سے سازش پر ناز تہا اس کے پہونچنے سے بے سمجہے بوجہے اس کے پاس ایک خط روانہ کیا جسکا مضمون یہہ تہا "ہمارے تمہارے معاملات کا سوائے تلوار کے اور کوئی چیز فیصلہ نہین کرسکتی" "تمنے بوجہ ہمارے ملک کا ارادہ کیا ہے ہماری تلوارین وہی ہین جو کہ" "عیسائیون کی ہین ہم تمکو اونہین تلوارون سے دفع کرین گے اور" "اُنہین کے نوک دار نیزون سے تمہارا استقبال کرینگے تمکو ہم سے" "سوائے ہزیمت کے اور کچہہ حاصل نہوگا بہتر ہوگا کہ تم اولٹے پاؤن" "واپس چلے جاؤ ۔

سلطان نور الدین اس خط کو دیکہہ کر بیحد برہم ہوا لیکن پہر اوس نے ازراہ تحمل و حلم یہہ کہلا بہیجا کہ تم خود یا اپنے کسی معتمد امیر کو ہمارے پاس بہیجو ہمارے

تمہارے ابہی صفائی ہوئی جاتی ہے۔مجیر الدین والی دمشق نے پہر بہی یہی جواب
لکہہ بہیجا تب سلطان نورالدین نے برہم ہوکر دمشق پر حملہ کرنے کا حکم دیدیا جسوقت
اسکا لشکر اپنے خارہ شگاف نیزون کو لئے ہوئے دمشق کے شہر پناہ کے دیوارون
کے نیچے نظر آیا اور عیسائیون نے والی دمشق کو کچہہ بہی مدد نہ پہونچائی اسوقت
اوس نے صلح کا پیام بہیجا سلطان نورالدین نے مصلحتاً پہلی محرم الحرام ۵۴۵ھ کو
اس شرط پر صلح کرکے حلب کو لوٹ کہڑا ہوا کہ جامع دمشق مین خلیفہ اور سلطان
کے نام کے بعد خطبون مین نورالدین محمود کا نام پڑہا جائے اور سکہ پر بہی
اسیکا نام رہے فوجی افسر نورالدین محمود کے منظوری سے مقرر ہوا کرینگے
اور مالی انتظامات مجیر الدین کے قبضہ مین رہین گے۔

جنگ فامیا نورالدین محمود دمشق سے واپس ہوکر حلب مین پہونچا اور
ایک ہفتہ تک قیام پذیر رہا جب اوسکا نامی سپہ سالار شیرکوہ اطراف حوران
سے واپس آگیا تو اوس نے قلعہ فامیا کا قصد کیا یہہ قلعہ ایک اونچی پہاڑی پر
حماۃ سے سو منزل پر واقع تہا۔ اسکی فصیلین نہایت مضبوط تہین عیسائی فوجین
جو اسمین مقیم رہتی تہین وہ اکثر حماۃ اور شیرز کے سرحدی بلاد پر اوس وقت
شبخون مارا کرتی تہین جسوقت وہ مقامات اپنے معاونین سے خالی ہوجاتے
تہے سلطان نورالدین نے چار ہزار کی جمعیت سے اسکا شرقی جانب سے
اور شیرکوہ نے تین ہزار فوج سے غربی جانب سے محاصرہ کیا فامیا کے عیسائی
فوجین قلعہ کے جنوبی دروازہ سے نکلین اور پہاڑ کے تنگ درّون سے
گزر کر مسلمانون کے اوس لشکر پر حملہ کیا جسکا افسر اعلیٰ نورالدین محمود تہا
نورالدین محمود نے اپنے حریف مقابل کے حملون کا نہایت مستعدی سے جواب
دینا شروع کیا جب لڑائی کا شور وغل زیادہ ہوا اور شیرکوہ کو اس کی

طلاع ہوئی تو اوس نے ان کے مقابلہ کی کوشش نہ کی اور نہ اوس نے اپنے
مقام کو چھوڑنا پسند کیا بلکہ اوس نے اپنی فوج کے ایک حصہ (میمنہ) کو بہیجکر قلعہ
کے جنوبی دروازہ کو گہیر لیا۔ شام کے وقت جب عیسائی فوجین نورالدین کے
لشکر سے ہزیمت اوٹھاکر میدانِ جنگ سے بہاگین اور جنوبی دروازہ سے
قلعہ مین داخل ہونے کے ارادہ سے پہاڑ کی چڑہائی سے اوتر رہی ہتین اوس وقت
شیرکوہ نے بہی ایک حملہ کردیا۔ عیسائی فوجون پر تین طرف کی لڑائی نے
زیست کا دائرہ تنگ کردیا بہاگنے اور چہپنے کو کوئی جگہہ نہ ملتی تہی اور
نہ انکو قلعہ کی بقیہ فوجین کچہہ مدد پہونچا سکتی ہتین مجبور ہوکر جو کچہہ
کشت وخون سے بچ رہے تہے اونہون نے اپنے اپنے ہتیار رکہہ دیئے اور امان
کے خواستگار ہوئے۔ مسلمانون نے اون کو اپنی حفاظت مین لیلیا اور
محاصرہ بدستور جاری رکہا۔

عیسائی مقتولون کی تعداد

اس لڑائی مین عیسائی زخمی اور مقتولونکی تعداد
دو ہزار چار سو بیان کیجاتی ہے اس تعداد مین
وہ بہی شریک ہین جو راستہ کی تنگی سے پہاڑ کی چوٹی سے اثناء لڑائی مین
گرکر مرگئے تہے۔ اور اسیقدر وہ لوگ بہی تہے جنکو مسلمانون نے قید کرلیا تہا
اور پہر بعد چندے اپنی رحمدلی سے اون کو چلے جانے کی اجازت دیدیا تہا۔
مسلمانون مین سے بیس شہید اور پندرہ زخمی ہوئے تہے۔

فتح فامیا

فامیا کی محصور عیسائی فوجون نے اپنی ناکامی کا یقین
کرکے شام کے عیسائیون سے امداد طلب کیا اور ایام گزاری کے لحاظ سے
مصالحت کی گفتگو بہی پیش کی لیکن نورالدین محمود اونکی اس کارروائی کو
تاڑ کر صلح کرنے سے صاف اِنکار کرگیا اور یہہ کہلا بہیجا کہ "مین تمکو ایک شب سے

زیادہ مہلت نہین دیسکتا تمکو جوکچھہ انتظام کرنا ہو کرلو مین کلھہ صبح تمپر حملہ کرونگا"
حاکم قلعہ یہہ سُنکر چارناچار لڑائی پر مستعد ہوا صبح ہوتے ہی مسلمانون نے
تین طرف سے قلعہ پر حملہ کیا دوپہر نہ ہونے پائی تہی کہ نہایت کامیابی سے اوسکو
فتح کرلیا۔ سلطان نورالدین نے خود اپنے ہاتھہ سے قلعہ کے برج پر اسلامی جہنڈا گاڑدیا
اور شام کے عیسائی فوج کا منتظر رہا جو اہل فامیا کی مدد کو آرہی تہین۔

نورالدین اور شامی عیسائی

شام کی عیسائی فوجین فامیا کے فتح کے ایک ہفتہ کے
بعد فامیا کے قریب پہونچین تہین اور فتح فامیا کا حال
سُنکر واپس ہونا چاہتی تہین لیکن شیرکوہ کی مستعدی اور سلطان نورالدین
کی بیدارمغزی سے نہ پائے رفتن نہ جائے ماندن کا مضمون ہوگیا آنے کو تو
آئین مگر جا نہ سکتی تہین وہ ہر پہلو سے بحیلہ وحوالہ لڑائی کو ٹالنا چاہتی تہین
اور شیرکوہ اون کی راہ روکے ہوئے لڑائی پر آمادہ تہا جوتہے روز مجبور ہوکر
اونہون نے سلطان نورالدین کے پاس شیرکوہ سے چہپاکر صلح کا پیام بہیجا سلطان
نورالدین نے اپنے اراکین دولت سے مشورہ کرکے عیسائیون سے کچھہ زرتاوان
لیکر دوبرس کے لئے صلح کرلیا۔

نورالدین محمود اور جوسلن ثانی

ان عیسائیون سے ایک موقت صلح ہوجانے کی وجہ
سے بظاہر نورالدین کو فارغ البالی ہوگئی تہی اور
اوسکو کچھہ کام نرہا تہا لیکن اوسکی آنکھون مین جوسلن ثانی کا ۵۴۱ھ
مین مسلمانون کی غفلت سے بچکر نکل جانا اور پہر اوسکا بلاد اسلامیہ پر وقتاً
فوقتاً حملہ کرنا کانٹا سا کہٹک رہا تہا وہ درحقیقت اسکی سرکوبی اور انسداد
سے غافل نہ تہا اسوقت جب اوسکو مسلمان امیرون کے باہمی جہگڑون سے
بظاہر فراغت ہوگئی اور چند دنون کے لئے وہ انطاکیہ کے عیسائیون سے بہی

بشر سے بیفکر ہوا تب اوس نے حلب کے شمالی حصہ کو عیسائیون سے صاف
کرنے کی کوشش کی اسیطرف جوسلن ثانی کی سرحد اوس کے ملک سے
ملی ہوئی تھی اس لئے پہلے اپنی فوج کو معقول طور سے مرتب اور کامل طریقے
سے مسلح کرکے جہاد کا اعلان کیا بعد ازان حلب سے نکلکر اوس کے شمالی
سرحد سے گذرتا ہوا ابلاد جوسلن مین جا اوترا اور اوس سے کھلے میدان
جدال وقتال مین مصروف ہوگیا۔ جوسلن ثانی کے لشکر مین دربردہ
انطاکیہ کی بھی فوجین اور شام کے عیسائی کروسیڈرون کی جماعتین
بھی شامل تھین۔ دو مہینہ تک برابر مسلمانون اور عیسائی فوجون سے
گھمسام لڑائی ہوتی رہی سب سے آخری لڑائی مین جو ایک حالت سے دو شبانہ
روز جاری رہی تھی کمی تعداد کیوجہ سے مسلمانون کے پاؤن اوکھڑ گئے
سلطان نورالدین نے ہر چند اونکو سنبھالنا چاہا مگر ہزیمت یافتہ
فوج نہ سنبھل سکی مجبور ہوکر یہہ معہ اپنے چند مصاحبون کے ایک ٹیلہ پر
چڑھہ گیا جسوقت عیسائی اون کے تعاقب سے واپس ہوئے اسوقت
اوس نے اونپر حملہ کرکے تھوڑی دیر کے لئے بازار کارزار گرم کردیا لیکن
اوسکی تازہ کوششون نے کچھہ فایدہ نہ پہونچایا وہ پسپا ہوکر حلب کو واپس
چلا آیا۔ یہہ پہلا موقع ہے کہ اسکو عیسائیون کے مقابلہ مین فوج کی کم ہمتی سے ہزیمت
اوٹھانی پڑی اس لڑائی مین عیسائیون نے اسکے سلاح دار کو گرفتار کرلیا تھا
جسکو جوسلن نے معہ اوسکی زرہ کے ملک مسعود بن قلیج ارسلان والی قونیہ کے
پاس بہیجدیا تھا اور یہہ کہلا بہیجا کہ "یہہ تمہارے داماد کا سلاح دار اور یہہ
اوسکی زرہ ہے اسکے بعد مین عنقریب اتابک (نورالدین) کو بھی گرفتار کرکے
تمہارے پاس بہیجدیتا ہون"

جوسلن کی گرفتاری

اس واقعہ کے بعد نورالدین محمود تو اپنی طاقت کے بڑھانے اور عیسائیون سے بدلہ لینے کی فکر مین آلات حرب اور لشکر جمع کر رہا تھا اور جوسلن ثانی سرحدی مسلمانون کو آئے دن پریشان اور اونکے آباد شہرون کو ویران کر رہا تھا۔ ایکروز اتفاق سے جسوقت یہہ کامل طور سے مسلح ہو کر سہ بارہ اعزاز کے چھڑانے کو جا رہا تھا نورالدین محمود سے اس کا مقابلہ ہو گیا۔ فریقین نہایت تیزی سے اپنی اپنی فوجون کو چپ و راست مرتب کر کے ایکدوسرے سے ہم نبرد ہو گئے۔ جوسلن نے نورالدین محمود کے قلب پر حملہ کیا یہہ سمجھکر کہ نورالدین محمود اسمین ہے۔ لیکن نورالدین اسوقت میمنہ مین تھا اور اسدالدین شیرکوہ بجائے اسکے قلب مین کام کر رہا تھا۔ اوس نے مصلحتاً لڑتے ہوئے پیچھے قدم ہٹائے عیسائیون نے اوسکا تعاقب کیا نورالدین محمود جو اسی وقت اور حالت کا منتظر تھا وہ دو کوس کا چکر کاٹ کر عیسائیون پر پیچھے سے آپڑا جب عیسائی فوجین پیچھے کو مڑین تو شیرکوہ نے سبنھلکر ایک پرجوش نعرہ (اللہ اکبر) کے ساتھہ حملہ کر دیا عیسائی فوجین دونون اسلامی فوجون کے درمیان مین آجانے سے گھبرا گئین اور اونمین ترتیب باقی نرہی جوسلن ثانی نے ہرچند اونکو باترتیب لڑانا چاہا لیکن وہ اپنی کوششون مین ناکام رہا اور خود نورالدین محمود کے ہاتھہ مین گرفتار ہو کر حلب کے قیدخانہ مین داخل کر دیا گیا اور اسی قیدخانہ مین اندہا ہو کر نو برس کے بعد قید ہی کی حالت مین مر گیا۔ بعضے اسکی گرفتاری کا واقعہ یہہ بیان کرتے ہین کہ اس نے ایکمرتبہ انہین دنون مین ترکمانون پر شبخون مار کر مرد اور عورتون کو گرفتار کر لیگیا اوس مین سے ایک عورت اپنے لئے منتخب کر کے ایک گوشہ مین لیگیا اور اپنا فوجی لباس اور ہتھیار اوتار کر اسکے ساتھہ مُنھہ کر

اختلاط کی باتین کرنے لگا اس اثنا مین چند ترکمان جو اسکو غصہ سے غصہ کی
تیز نگاہون سے دیکھہ رہے تھے بجلی کیطرح اوسپر ٹوٹ پڑے جوسلن ثانی نے اپنے
بچانے کی کوشش کی تلوار کھینچ لی نیزہ سنبھال لیا لیکن اوسکی برگشتہ قسمت نے
صرف اوسکی کوشش سے اوسکو فیضیاب نہین ہونے دیا بلکہ ترکمانون کے ہاتہون
مین اوسکو گرفتار کرا کے ایک مجرم کی طرح اوسکی مشکین بندہوا دین - قید ہوجانیکے
جوسلن ثانی نے مال وزر کے ذریعہ سے اپنی رہائی کی تدبیر نکالی اور بظاہر وہ
اپنے اس تدبیر مین کامیاب ہوگیا تہا اگر اون ترکمانون مین سے ایک ترکمان
پہوٹ کر گورنر حلب کو اس واقعہ سے مطلع نکردیتا - گورنر حلب جسوقت اس
واقعہ سے مطلع ہوا اوسیوقت وہ بلا اطلاع نورالدین محمود کے ایکدستہ فوج لیکر
موقع واردات پر پہونچگیا اور جوسلن ثانی کو ترکمانون سے چہینکر حلب کے
قید خانہ مین لاکر بند کردیا اور اس کے بعد نورالدین محمود کو اس کے گرفتاری کا
حال لکھہ بہیجا -

فتح بقیہ اعزاز نورالدین محمود نے جوسلن کی گرفتاری کے بعد صوبہ
اعزاز (ایڈیسہ) کے باقی قلعجات کے فتح کرنیکی طرف توجہ کیا - اور ایک جری
لشکر لئے ہوئے حمص سے حلب مین آیا اور پہر حلب سے کوچ کرکے اعزاز مین
جا پہونچا - اگرچہ عیسائیون مین جوسلن کے قید ہوجانے پر کوئی ایسا واقفکار
باقی نرہا تہا جو اسکی قائم مقامی کرتا لیکن پہر بہی باہم متفق ہونے کے وجہ سے
وہ ایک قابل اطمینان اور پوری طاقت کے مالک تہے اور نیز وقتاً فوقتاً
یورپ کے کروسیڈرون سے اون کو مدد ملجاتی تہی - اس موقع پر بہی
کلم وینیٹس یورپ کی فوجین انکی مدد کو آئین - انطاکیہ والون نے انکو ہر طرح
سے زور دیا اور انہون نے بہی بیحد کوششین کین لیکن نورالدین محمود کے

حملون نے اونکو ہزیمت پر ہزیمت شکست پر شکست دیکر عین تاب - عزاز - قورس
راوندان - حصن البارہ - تل خالد - کفر لاثا - کفر سوب - حصن بصر فوت -
مرعش - نہر الجوز - برج الرصاص - داوندار وغیرہ وغیرہ عیسائی قبضے سے نکال لیا -

فتح جلدک و دلوکا

صرف یہی ایک لڑائی ایسی نہ تھی کہ جس سے عیسائیونکی قوت کو اعزاز مین نقصان پہونچتا بلکہ اس کے بعد وہان کی عیسائی رعایا نے ان قلعون کے چلے جانے سے سخت واویلا مچایا اور شام کے عیسائیونکو اپنا ہمدرد بنا کر پہر بر سر مقابلہ آئی اور قلعہ جلدک پر ایک نہایت خوفناک لڑائی لڑی - قلعہ جلدک پر اسوقت تک عیسائی پہریرہ اوڑ رہا تہا اور وہ ہر طرح سے نورالدین کے مقابلہ کرنے کے لئے مضبوط اور قابل اطمینان سمجہا جاتا تہا لیکن جسوقت نورالدین محمود نے اسکا محاصرہ کیا اور پہر چہار طرف سے مناجیق نصب کرکے اوسپر سنگ باری کی اوسکی فصیلون اور برجون نے اون تازہ کوشش کرنے والے عیسائیون کو نہ بچایا - قلعہ جلدک کے فتح ہونے پر عیسائیون نے دلوکا مین جا کر پناہ لیا - نورالدین محمود نے قلعہ جلدک کا انتظام کرکے اوسکا بہی محاصرہ کر لیا عیسائیون نے مجبور ہو کر قلعہ کو چہوڑ دیا اور وہ اپنی برگشتہ قسمت کیطرح آوارہ ہو کر دلوکا سے نکل گئے

حملہ ثانی دمشق

علامہ شہاب الدین ابو محمد عبدالرحمن کتاب الروضتین مین تحریر کرتا ہے کہ ۵۴۶ھ مین والی دمشق نے پہر عیسائی امرا سے سازش شروع کردی اور اون کے اشارہ سے نورالدین محمود کے اون احکام کو حیلہ وحوالہ سے ٹالنے لگا جو وہ وقتاً فوقتاً جہاد او راعلاء کلمۃ اللہ کے متعلق صادر کرتا تہا - رئیس ابو یعلی لکہتا ہے کہ یہہ خبر نورالدین محمود کو آخر ماہ ذیحجہ مین پہونچی تہی اور بعد تحقیق حال محرم کے عشرہ اول مین اوس نے حلب سے کوچ کرکے

ارض عذرا (مضافات دمشق) مین اپنے لشکر کو جا اوتارا تہا اور اوسی روز اعلان
جنگ کرکے دوسرے روز سے لڑائی شروع کردی تہی - لڑائی سے پہلے اوس نے
اپنے فوج کے ایک حصہ (میمنہ) کو دمشق کے پیچہے ایک پہاڑ کے درہ مین چہپار کہا تہا
جسوقت لشکر دمشق لڑتا ہوا اس پہاڑ کے مقابلہ مین آیا لشکر نوریہ کے جانباز
سپاہیون نے کمینگاہ سے اور سلطان نورالدین نے سامنے سے اور اوس کے
نامی سپہ سالار نے بائین جانب سے دو سو قدم کا چکر کاٹ کر حملہ کیا - دمشقی
لشکر اس اچانک مقابلہ اور مقاتلہ کی تاب نہ لاکر میدان جنگ سے بہاگ نکلا -
نوریہ لشکر - کچہہ دور تک انکا تعاقب کرکے ٹہر گیا اس واقعہ کے دوسرے
دن سلطان نورالدین محمود کے حکم سے عیون فاسریا مین مابین عذرا اور
دومہ کے خیمہ زن ہوگیا - نورالدین محمود - شیرکوہ کو معہ میمنہ اور میسرہ
کے اسی مقام پر چہوڑکر خود شب کو معہ مقدمہ کے اراضی حجیرا مین جا پہونچا
اور حاکم دمشق سے یہہ کہلا بہیجا کہ "مین مسلمان ہون میرے قبضہ مین ہزار ہا
مسلمانون کی جانین ہین مین مسلمانون کے کاروبار اور اونکی حکومت کے درہم
وبرہم کرنے کو نہین پیدا کیا گیا میرا اصلی مقصد مشرکین سے جہاد کرنا ہے اور
اون کے ہاتہون سے مسلمان قیدیون کو چہڑانا ہے مین دمشق پر حملہ کرنے کو
نہ آتا تمہاری بیجا سازشون اور عیسائی امراء کے میل جول نے مجہکو تمہارے
خلاف اوبہارا ہے اگر تم حسب دستور سابق جہاد مین شرکت کرو اور اعلاء کلمۃ اللہ
مین میری مساعدت کرو تو پہا مین تمہارا ہر حال مین معین اور ہر کام مین شریک
ہون ورنہ تمہارے لئے وہی تلوارین نیام سے کہینچی جائینگی جو مشرکین اور
مخالفین اسلام کے لئے کہینچی جاتی ہین مین تم مین سے اوسوقت تک اپنی تلوار
نہ اوٹہاؤنگا جب تک تم اپنی بغاوت سے نہ باز آؤگے" حاکم دمشق نے جب

اسکا جواب صاف نہ دیا تو وہ یہان سے کوچ کرکے مسجد قدم مین جا پہونچا اور اوس کے لشکرون کے خیمے مسجد حدید تک پہیل گئے۔ اس مقام سے بہی اوس نے مکرر سہ کرر اہل دمشق کو سمجھایا لیکن جب اونہون نے اسکی کسی بات کا جواب معقول نہ دیا اور اوسکو یہہ خبر بہی پہونچگئی کہ والی دمشق کے امداد کو عیسائی فوجین آرہی ہین تو وہ چودہوین صفر سنہ ۵۴۳ھ مذکور کو اس منزل سے کوچ کرکے اراضی قدایا مین جا پہونچا اور بیسوین صفر کو عیسائیون کے مقابلہ کے غرض سے اپنے لشکر کو اس طرف سے موڑ کر داریا کیطرف لیگیا اور خود پہر وہان سے چکر کاٹتا ہوا اراضی قدایا مین آپہونچا اور اسکی لشکر کے بتیس ہزار سوار شیرکوہ کے کمان مین اعوج کیطرف بڑہے عیسائی فوجین جو اطراف حوران سے دمشقیون کے مدد کو آرہی تہین لشکر نوریہ کی آمد سنکر دمشق کا سیدہا رستہ چہوڑ کر اس لماؤ کیطرف چلی گئین مجیرالدین اور موید الدین بہی معہ اپنے مخصوص امرا اور فوج جان نثار رون کے عیسائیون سے اس مقام پر ملے اور باہم مشورہ کرکے حصن بصرے پر حملہ کیا اس خیال سے کہ نورالدین محمود یہہ خبر پاکر دمشق کو چہوڑ کر بصرے کے بچانے کو چلا آئے گا لیکن اوسکو ایک تو بصرے کی مضبوطی پر پورا اطمینان تہا اور دوسرے ان کی چالون اور حکمت عملیون سے وہ خوب واقف تہا اوس نے ادہر دمشق کو نچہوڑا اور ادہر اس کے خیال کے موافق اسکے گورنر شیر خان متعینہ بصرے نے عیسائیون اور دمشقیون کو اولٹے پاؤن نقصان کے ساتہہ لوٹا دیا۔ اسکے بعد نورالدین محمود اراضی قدایا سے اوٹہکر دلہمیہ مین آیا اور پہر وہان سے کوچ کرکے ارض کوکب (داریا کے غربی جانب) مین جا اوترا جب وہان بہی کوئی مقابلہ کرنے والا نظر نہ آیا تو وہ جسر خشب تک بڑہ آیا اور میدان مین لڑائی کا جہنڈا گاڑ دیا دمشق کی فوجین لڑائی کرنے کو نکلین اور لشکر نوریہ سے ہم نبرد ہوئین لیکن

پہر بھی سلطان نورالدین محمود ہپاس قومیت و اسلامیت اون کے ساتھہ سختی کا برتاؤ نہین کرتا تہا وہ ہر روز شام کو لڑائی بند ہونے پر کہلا بہیجتا تہا کہ "مجھکو اپنی قوت جو اللہ تعالی نے عطا فرمائی ہے مسلمانون پر صرف کرتے ہوئے شرم آتی ہے کاش تملوگ خود کردہ پر پشیمان ہوکر عہد قدیم کی پابندی کرو" اہل دمشق نے دو ایک لڑائیون کے بعد چند شرایط صلح پیش کی اور اس نے اپنی اوسی شرط سے کہ "وقت ضرورت جنگ بمقابلہ عیسائیون کے آلات حرب اور فوج سے مدد کرنی ہوگی" صلح کرلیا دسوین ربیع الثانی ۵۴۶ھ کو عہدنامہ فریقین کی دستخطین ہوگئین اور صلح کے دوسرے روز حلب کو روانہ ہوگیا۔

فتح تل باشر اس صلح سے تقریباً دو ہفتہ پیشتر پچیسوین ربیع الاول ۵۴۶ھ کو اہل تل باشر نے اطاعت قبول کرلی تہی جو ایک مدت سے لڑرہے تھے اور روسائے تل باشر امیر حسن منبجی کے سفیرون کے ہمراہ سلطان نورالدین محمود کے پاس شرائط صلح طے کرنے کو آئے تھے سلطان نورالدین نے نہایت کم برائے نام اونپر جزیہ رکہا اور اون کے جان و مال کو اپنی حفاظت مین لیکر اونکو وہی حقوق مرحمت فرمائے جو اپنے مخصوص اور رعایتی شہرون کو دے رکہے تھے۔ عیسائی مورخ اقرار کرتے ہین کہ نورالدین اقوام مقبوضہ کے ساتھہ وہی سلوک کرتا تہا جو اپنی قوم کے ساتھہ برت رہا تہا فرق صرف اتنا تہا کہ وہ اپنی قوم سے لشکری خدمت لیتا تہا اور اونکو خراج سے مستثنی کردیا تہا اور دوسری قومون سے بجائے لشکری خدمت لینے کے مالی خدمات لے رہا تہا لیکن یہہ سالانہ خراج نہایت کم اور برائے نام تہا۔ عیسائیون کی یہہ بدقسمتی تہی کہ وہ اس سے لڑنے کو آتے تھے اسکی عہد حکومت مین کسی عیسائی کو کچھہ شکایت نہین پیدا ہوئی۔

مختلف واقعات

اِن واقعات کے ختم ہونے پر جسوقت نور الدین حلب مین پہنچا ہوا اپنے ممالک محروسہ کے انتظامات مین مصروف ہتا غرہ جمادی الاول ۵۴۶ھ کو دربار خلافت بغداد سے شیخ شرف الدین بن ابی عصرون کے معرفت ان فتوحات کی خوشنودی اور تہنیت مین خلعت اور گہوڑے زرد اور سیاہ رنگ کے آئے اور نیز ایک تلوار عربی مرصع آئی ہتی اور مجیر الدین والی دمشق معہ اپنے مقربین کے بارہوین رجب ۵۴۶ھ کو حلب مین آیا۔ اور تیرہوین کو سلطان نور الدین محمود سے ملا۔ سلطان نور الدین نے مجیر الدین کی بڑی دہوم کی دعوت کی اور نہایت اخلاق و مدارات سے پیش آیا۔ جس سے مجیر الدین کا دل صاف ہوگیا اور اوسکی اطاعت قبول کر لی۔ نور الدین نے اوسکو خلعت فاخرہ سے سرفراز کرکے اپنی طرف سے اوسکو دمشق کا گورنر مقرر کر دیا اور آخر سنہ مذکور مین آیندہ اسلامی دنیا کا ہونہار سلطان (ایوبی) صلاح الدین یوسف اپنے باپ کی خدمت سے جدا ہوکر اپنے چچا اسد الدین شیر کوہ کے پاس چلا آیا تہا اور شیر کوہ نے صلاح الدین یوسف کی نور الدین محمود سے نہایت خوشی سے تقریب کی اور ایک مناسب وقت پر دربار نوریہ مین حاضر کیا۔ نور الدین محمود نے صلاح الدین یوسف کو اپنے حلقہ خاص کے مصاحبین مین داخل کر لیا اور مختلف شہرون مین جاگیرین مرحمت فرمائین۔

فتح النطرسوس

رئیس ابو یعلی تحریر کرتا ہے کہ ۵۴۶ھ ہجری کو یہان واقعات ختم کر دیتے ہین اسکے بعد پہر شروع ۵۴۷ھ سے نور الدین محمود کی فتوحات کی موجین دریا کیطرح بڑہتی نظر آتی ہین اسکے نوکدار نیزہ اور دہارہ دار شگاف تلوار سے عیسائیون کے قلوب خائف ہونے لگے اس نے اپنے لشکر ظفر پیکر کو

اعلان جنگ پہلی محرم ۵۶۹ھ کو سنا دیا تہا اسوجہ سے اسکی کل بلٹنین مرتب مسلح غزا کرنے کو طیار ہتین اور جو بظاہر کسیقدر غیر مسلح معلوم ہوتی ہتین اونکی طیاری مین صرف ایک شب و روز کی کسر باقی ہتی چہٹی محرم کو مجاہدین کا ایک گروہ آیا جسمین بوڑہے - جوان - نوعمر لڑکے تہے یہہ لوگ مختلف آلات حرب سے مسلح تہے - سلطان نورالدین محمود نے انکو دستہ جان نثارون کی فوج کے ساتھ ٹہہرنیکا حکم دیا - محرم کی دسوین تاریخ کو کچہہ فوج حلب اور اوس کے مضافات کی حفاظت کو چہوڑکر بقیہ فوج اور مجاہدین کو ہمراہ لئے ہوئے ڈبل کوچ کرتا ہوا انطرسوس پر جا پہونچا عیسائیون نے اوس کے بچانے کی کوششین کین - بیرونی مدد بہی اونکو خاطر خواہ کافی طور سے ملی لیکن قسمت کے لکہے کو وہ کب اور کیسے مٹا سکتے تہے اونکو دوسری لڑائی مین فاش شکست ملی اونکا افسر اعلی گرفتار کر لیا گیا - غلہ - آلات حرب - اور کثیر التعداد عیسائی مسلمانون کے ہاتہہ آئے - اُن مین سے جنہون نے امانین طلب کین فوراً آزاد کر دئے گئے اوس نے اومارسکی دلاور فوج نے کسی مستامن کے امن دینے مین دریغ نہین کیا اور نہ بعد فتح کسی قسم کی کسیکو ایذا پہونچائی گئی - اسی سلسلہ مین انطرسوس کے گرد و نواح کے چہوٹے چہوٹے قلعات جو حاکم طرسوس کے ماتحتی مین تہے بلا جدال و قتال مفتوح ہوگئے -

عیسائی عسقلانیین اس کے بعد دوبارہ ان عظیم الشان اور ہیبت ناک فتوحات نے عیسائیون مین ایک شورش پیدا کردی اگرچہ اونکی قوت ایک حد تک پہونچکر ٹہر گئی ہتی - ایک دوسرے کو قدرتی یا اتفاقی طور سے مدد نہ پہونچا سکنے کے سبب ہر ایک عیسائی حاکم بے دست و پا ہو رہا تہا - صوبہ اعزاز کے تقریباً کل قلعے مفتوح ہوگئے تہے اور جو اِدہر اُدہر دو ایک برائے نام

عیسائیون کے قبضہ مین باقی رہ گئے تھے اون کے مفتوح ہونیکا زمانہ قریب آرہا تھا
وہ زبانِ حال سے کہہ رہے تھے کہ "کاش ہم بھی مقبوضات اسلامیہ مین داخل
ہوکر شرک کی کثافتون سے نجات پا جاتے" انطاکیہ کا یہہ حال تھا کہ وہ نزع کیحالت
مین نفس شماری کر رہا تھا کیونکہ پچھلے دلون کی لڑائیون سے اوسکا حاکم بمیند حواس
باختہ ہوگیا تھا بقول شخصے مولی اپنے ہی جڑ پتون بھاری ہو رہی تھی اوسکو اپنے
مقبوضات کے بچانے کے لالے پڑے ہوئے تھے اوسمین اتنی طاقت باقی نرہی
تھی کہ آپنے مقبوضات کی حفاظت کرتا اور مسلمانون سے چھیڑ چھاڑ بھی کرتا کیفیت
وہ ایسی حالتمین مبتلا تھا کہ جس سے آیندہ ترقی کا باب مسدود دہان البتہ تنزلی کا
خوف ہر وقت موجود تھا باقی رہا بالڈون ثالث بادشاہ یروشلیم اوسکو ایک گونہ
اطمینان حاصل ہوگیا تھا وہ اپنی والدہ کے دعاوی سے مخلصی پا کر اور پوری سلطنت
کی حکومت حاصل کر کے مسلمانون سے اولجھنے پر آمادہ ہوسکتا تھا معہذا اوسکو
نور الدین محمود کی ان کامیابیون سے کسی کسی وقت یروشلیم کے نکل جانے یا یہہ کہ
اوسپر حملہ کرنے کا خدشہ بھی پیدا ہو رہا تھا عجب نہین اسوجہ سے یا اپنی زندگی
کچھہ عرصہ کے لئے یادگار چھوڑ جانیکے نظر سے عسقلان کے فتح کرلینے کا قصد کرلیا
اور اس غرض کے پورا کرنے کو سیاہ پوش پادریون کے ذریعے سے عیسائی دنیا
سے فوجین لوذکر وسینڈرون کی جماعتون کو طلب کرلیا عسقلان اسوقت
تک خلیفہ انظافر باللہ علوی مصری کے ماتحت تھا اور اوسمین عیسائیون کے مسلسل
حملون سے تاب باقی نرہی تھی۔ سمندر کی سمت چھوڑ کر باقی تین طرف سے وہ عیسائیون
کے مقبوضات سے گھرا ہوا تھا بالڈون نے جنوری ۱۱۵۳ء مطابق ۵۴۸ھ مین اسکا
محاصرہ کرلیا اور بغیر کسی کامیابی کے چھہ مہینے تک محاصرہ جاری رکھا۔ اثناء محاصرہ
مین اہلِ شہر اور عیسائی محاصرین اکثر قسمت آزمائی کرتے رہے ایکمرتبہ اہل شہر نے

باہر نکلکر عیسائیون پر سخت حملہ کیا اور ایک خونریز لڑائی کے بعد اونکو اون کے خیمون تک پہونچا کر کامیابی کے ساتھہ شہر کو واپس آئے عیسائی فوج اور خود بالڈون اس ناکامی سے برداشتہ خاطر ہوکر شہر کا محاصرہ چہوڑ کر چلے جانے پر آمادہ ہوگیا لیکن باہم مخالفت[۱] کی خبر نے انکو ایک تازہ جوش سے دوبارہ لڑنے پر اوبہار کر واپسی سے باز رکہا۔ دوسرے دن اونہون نے ایک مجموعی قوت سے شہر پر حملہ کردیا اہل شہر کی باہمی مخالفت کی وجہ سے والی شہر نے چند شرایط طے کرکے شہر عیسائیون کے حوالہ کردیا اور خود معہ اہل شہر جان بچا کر مصر کو چلا گیا۔

نورالدین دمشق مین

بالڈون نے عسقلان پر قبضہ حاصل کرنے کے بعد دمشق سے چہیڑ چہاڑ شروع کردی مجیرالدین انز بن محمد ابن نوری بن طغدکین اتابک والی دمشق کے پہلے سے قوی اضمحل اور نکمے اور اوسکی قوت سلب ہوگئی تہی وہ ان کے ہر امر کو تسلیم کئے جاتا تہا اور اخیر اخیر خراج دینا بہی منظور کرلیا تہا دمشق کے علاوہ جو قرب وجوار کے بلاد تہے اون کے امراء جب کبہی مجیرالدین والی دمشق اونپر کسی امر کا زور اور دباؤ ڈالتا تہا وہ عیسائیون سے سازش کرلیتے تہے اور اون سے ملکر اپنی قوم کی بربادی کے باعث ہوتے تہے سلطان نورالدین محمود جو مسلمانون سے ان نقصانات کے دور کرنے اور عیسائیون کو شام سے نکالنے اور صلاح الدین اعظم فاتح بیت المقدس کے بیت المقدس کی راہ کہولنے کے لئے پیدا کیا گیا تہا ان واقعات کو سنکر پریشان ہوگیا اوسکو دمشق کا مسلمانون کے

[۱] اس مخالفت کی یہہ وجہ بیان کیجاتی ہے کہ اہل عسقلان کامیابی کے بعد دو گروہ ہوگئے اور ہر ایک اپنی جانبازی اور فتح نصیبی پر مذاقاً بحث کرنے لگا۔ رفتہ رفتہ اس مذاق سے خصومت پیدا ہوگئی اور طرفین ایک دوسرے سے لڑگئے جس سے مسلمانونکی قوت اسقدر زایل ہوگئی کہ پہر وہ عیسائیون کے مقابلہ پر نہ آسکے۔

ہاتھون سے نکل جانیکا قوی اندیشہ ہوگیا اور یہہ خیال گزرنے لگا کہ اگر خدانخواستہ دمشق پر عیسائیون نے قبضہ وتسلط حاصل کرلیا تو مسلمانون کے لئے شام مین کوئی امن کی جا باقی نرہے گی اور نہ پہر عیسائیان شام پر حملہ کرنے کا موقع رہیگا اسی خیال سے اوس نے اپنی فوج کا عمدہ طور سے جایزہ لیا اور واعظین کو بلاد اسلامیہ مین جہاد کی ترغیب دینے کے غرض سے روانہ کیا اور خود آلات حرب درست اور رسد وغلہ کا انتظام کرکے دمشق پر جا پہونچا۔

بعضے مورخ یہہ بیان کرتے ہین کہ اس نے دمشق پر قبضہ کرنے کی یہہ صورت نکالی کہ مجیر الدین والی دمشق سے مراسم اتحاد بڑہانا شروع کیا اور رفتہ رفتہ اوس کے امرا کو اوس سے بحکمت عملی علیحدہ کرتا گیا تا آنکہ اسکے خیر اندیش امرا مین سے صرف عطا ابن حفاظ سلمی باقی رہ گیا جو اس کے کل کاروبار حکومت کو دیکھتا تہا یہہ اسدرجہ منتظم اور زبردست آدمی تہا کہ اسکی وجہ سے نورالدین دمشق پر قبضہ نہین پا سکتا تہا اسوجہ سے ایکمرتبہ موقع پاکر اسکی بہی شکایت مجیر الدین سے کردی ناعاقبت اندیش مجیر الدین نے اوسکو گرفتار کرکے قتل کرڈالا مشہور یون ہے کہ عطا سلطان نورالدین محمود کی حکمت عملی سے مطلع ہوگیا تہا اور اوس نے وقت قتل والی دمشق سے باین الفاظ اشارۃً کہہ دیا تہا "ان الحيلة قد تمت عليك فلا تقتلني فانه سيظهر لك ما اقول" (یعنی بے شبہہ تجہپر حیلہ تمام ہوگیا تو مجہکو قتل نہ کر کیونکہ جو کچہہ مین تجہسے کہتا ہون وہ عنقریب ظاہر ہوجائیگا) لیکن والی دمشق نے عطا کے اس کہنے پر کچہہ التفات نہ کیا اور اوسکو قتل کرڈالا۔

ابن اثیر لکہتا ہے کہ عطا کے قتل کے بعد سلطان نورالدین محمود نے دمشق کیطرف نہایت تیزی سے بڑہنا شروع کیا۔ بنظر تالیف قلوب امراء دمشق سے بہی خط وکتابت کرتا رہا اثناء محاصرہ مین ناعاقبت اندیش مجیر الدین۔ عیسائیون سے

مدد کا خواستگار ہوا جس سے نورالدین محمود بھی چڑہتا تھا اور اونکو اس حسن خدمت کے صلہ مین بعد کامیابی قلعہ بعلبک دینے کا وعدہ کیا چنانچہ وہ اس کے مدد کو آئے لیکن اتفاق سے یہہ دمشق مین اوسپر قبضہ حاصل کرنے والے کے مقابلہ مین اوسوقت پہونچے جبکہ وہ شہر مین باب شرقی سے داخل ہوکر بہ امان وصلح شہر پر قابض ہوچکا تھا اور مجیرالدین والی دمشق قلعہ مین محصور تھا۔ عیسائی فوجین یہہ حالت اپنی آنکہون سے دیکھکر واپس ہوگئین اور مجیرالدین نے اپنے کو ہر چہار طرف سے مجبور و بے یار و یاور سمجھکر حمص کے بدلے دمشق کو دیدیا اور بخوشی خاطر سلطان نورالدین محمود سے رخصت ہوکر حمص کو چلا گیا۔

ابن ابی طے۔ اس واقعہ کو یون بیان کرتا ہے کہ سلطان نورالدین محمود نے اسدالدین شیرکوہ کو بسرگروہی ایکہزار سوارون کے کسی خاص کام کیوجہ سے سفارتاً روانہ کیا تہا والی دمشق اپنی ناعاقبت اندیشی ونافہمی سے اسکو کچہہ کا کچہہ سمجہہ گیا اور اسی بناء پر اسدالدین شیرکوہ سے نہ وہ ملنے کو آیا اور نہ اوس کے امراء آئے مزید بران رسد وغلہ کا بہی کچہہ انتظام نہ کیا۔ شیرکوہ نے جب اس سے ملنے کی درخواست کی اور حق سفارت اداکرنا چاہا تو اس نے نہایت ترش روئی اور سختی سے یہہ کہلا بہیجا کہ ”مین تمسے نیزہ وتلوار سے ملنا چاہتا ہون اور تمہارا استقبال ہمارے لوگ اربنیزے اور خارہ شگاف تلوارین کرینگے“ شیرکوہ یہہ سُنکر آگ بگولا ہوگیا اور بلا اطلاع اپنے آقاے نامدار (نورالدین محمود) بقصد قبضہ دمشق مرج قصب مین جا اوترا اور اس مقام پر پہونچنے کے بعد واقعات واقعی اور والی دمشق کی بدسلوکی وبدعہدی سے نورالدین محمود کو اطلاع دیا وہ ان واقعات کو سُنتے ہی اپنا لشکر ظفر پیکر لئے ہوے دمشق کے شرقی جانب پر پہونچگیا اس طرف سے نورالدین نے اور دوسرے طرف سے شیرکوہ نے حملے شروع کردیئے دسوین صفر سنہ ۵۴۹ھ تک لڑائیون کا سلسلہ جاری رہا

گیارہوین صفر کو شیرکوہ نے اپنی حملہ آور فوج کو شہر پناہ کے دروازہ تک پہونچا دیا مجیرالدین کے لشکری بد دل ہو کر شہر مین محصور ہو گئے اور شہر پناہ کی فصیلون سے آتشباری شروع کر دی ایک شبانہ روز ایک حالت سے لڑائی جاری رہی بارہوین تاریخ کو نورالدین محمود اور شیرکوہ نے ملکر حملہ کر دیا اور ان کے لشکری دروازہ توڑ کر شہر مین داخل ہو گئے مجیرالدین کی فوج نے ہتھیار رکھہ دیئے اور نورالدین محمود نے نہایت سہولیت اور نرمی سے شہر پر قبضہ کر لیا۔ اس لڑائی مین شیرکوہ کو حسن خدمت ظاہر کرنیکا خوب موقع ملا اوس نے اپنی جی توڑ کوششون سے نورالدین محمود کو اندازہ سے زیادہ خوش کر دیا۔

رئیس ابویعلی اس واقعہ کی تصدیق اور اس روایت سے حرف بحرف اتفاق کرتا ہے مگر یہہ کہ وہ دمشق پر قبضہ کرنے کے دن کا یہہ واقعہ بیان کرتا ہے کہ جب لشکر دمشق ہزیمت پا کر شہر مین داخل ہو گیا اور اوس نے شہر پناہ کا دروازہ بند کر لیا اور عساکر نوریہ باب کیسان پر جا پہونچا اسوقت ایک یہودی عورت نے اہل شہر سے چھپا کر ایک رسّی لٹکا دی جس کے ذریعہ سے چند سوار شہر پناہ کی فصیل پر چڑھ گئے اور اپنے نامور سلطان کے کامیابی کا پھریرہ اوڑا دیا مجیرالدین کا لشکر کسی قدر پہلے ہی سے برداشتہ خاطر ہو رہا تھا یہہ واقعہ دیکھکر اور زیادہ بدحواس ہو گیا اور اوسی بدحواسی کی حالت مین بلا کسی جبر و اکراہ کے ہتھیار رکھہ دیئے نورالدین نے شہر مین داخل ہوتے ہی یہہ حکم صادر فرمایا (۱) کوئی کسی کے گھر مین نہ گھسے (۲) زخمی کے ساتھہ کوئی بیرحمی کا برتاؤ نہ کیا جائے (۳) بھاگے ہوئے کا تعاقب نہ کیا جائے (۴) کسیکی جان و مال پر قتل و غارت کا ہاتھہ نہ بڑھایا جائے۔ اہل شہر نے نورالدین محمود کے آنے کو رحمت الٰہی کا باعث تصور کیا اسوجہ سے کہ وہ مجیرالدین کی بدانتظامی اور بدسلوکی اور نیز عیسائیون کی آمد و شد اور انکے ظلم کے ہاتھون نہایت پریشان ہو رہے تھے

مجیرالدین اس واقعہ کے اثنا مین جبکہ اوس نے لڑائی کا رنگ بدلا ہوا دیکھا تو وہ چند مصاحبونکو لیکر قلعہ مین جا چھپا اور اوس کے اگلے دن امان طلب کرکے سلطان کے دربار مین حاضر ہوگیا نورالدین محمود نے اسکو اپنے گلے لگالیا اور خندہ پیشانی سے گفتگو کرتا رہا اوسکی کل گستاخیان معاف کردین اس کے دوسرے دن مجیرالدین اور نورالدین محمود قلعہ مین داخل ہوئے مجیرالدین نے نورالدین محمود کو قلعہ سپرد کردیا اور نورالدین محمود نے مجیرالدین کو حمص جاگیر مین دیدیا۔ مجیرالدین کی روانگی کے بعد پنجشنبہ کے دن ایک دربار عام منعقد کیا گیا جس مین شہر کے علماء و فضلاء قضاۃ اور تجارت پیشہ موجود تھے نورالدین محمود نے اون لوگون کے نقصانات کا معقول معاوضہ دیا جنکے مال و اسباب اس لڑائی مین لوٹ لئے گئے تھے اور امراء و روساء و علماء کو علی قدر مراتب اپنی خوشنودی کی خلعتین اور انعام و اکرام مرحمت فرمایا اوسی دربار مین نہر سے آبپاشی کا محصول۔ ترکاریون کی چُنگی۔ تجارت پیشہ سے محصول درآمد و برآمد کی زیادتی موقوف کردی اور عام آگاہی کے لئے ایک گشتی فرمان اپنے مہر و دستخط سے شہر کے مشہور مقامات پر آویزان کرادیا یہہ فرمان شاہی جمعہ کے دن ہی بعد خطبہ کے پڑہا گیا جس سے اہل شہر نے کمال خوشی سے اظہار مسرت کیا اور اسکی نصرت و دوام کی دعائین مانگین۔

ان دونون روایتون مین اگر درایت سے کام لیا جائے اور واقعات قرین پر غور سے نظر ڈالی جائے تو یہہ امر بالکل خارج از قیاس معلوم ہوتا ہے کہ نورالدین محمود سا باخدا۔ سچّا دیندار پکّا مسلمان دمشق پر بلطایف الحیل قبضہ حاصل کرنے کی کوشش نہ کرے گا اور وہ بھی وہ حیلہ جو کہ شرعًا ناجایز اور دیانتًا محض نامشروع ہو یعنی امراء و وزراء کی بیجا شکایتین اور اون پر طرح طرح کے الزامات قایم کرکے کسیکو قتل کسی کو قید کرانے کی کوشش کرنی اس غرض سے کہ اونکی علیحدگی کے بعد دمشق پر بآسانی قبضہ حاصل ہوجائے۔ اوسکو کونی امر دمشق پر قبضہ حاصل کرنے سے نہین

روک سکتا تھا وہ جری اور بہادر تھا اوس نے کبھی کسی شہر کو بحیلہ ومکر نہین مفتوح کیا
اوسکو عیسائی امراء اور والی دمشق کی سازش سے کچھہ بہی اندیشہ نہ تھا اسکو اپنی خداداد
طاقت پر بہروسہ اور لشکریون کی دلسوزی پر پورا اطمینان تھا۔ اُسکا زہد اُسکا تقوی
اُسکی پاکبازی اُس کے مذہبی اوصاف اسکی نیک نیتی اور انصاف ایسی ناجایز
کارروائیون کو اسکی طرف منسوب کرنے سے انکار کرتا ہے ہمکو یہہ نہین معلوم ہوتا کہ وہ کونسا
امر تھا جس نے نورالدین سے مذہبی بادشاہ کو ایسے حیلہ ومکروفریب پر آمادہ کیا اور اگر
قیاسًا یہہ کہا جائے کہ مسلمانون کی باہمی لڑائی اور ان کے خونریزی کے خیال نے اوسکو
اس حکمت عملی پر مجبور کیا تو یہہ امر قابل قبول عقل سلیم نہین ہے کیونکہ ان مین خونریزی
کے علاوہ غیبت وافترا کا بہی گناہ شامل ہے نظر برین ہمارے نزدیک یہہ پہلی روایت
منجملہ اونہین روایات کے ہے جنکو مورضین بلالحاظ قراین ودرایت کے ایک دوسرے
سے نقل کرتے آتے ہین بہرکیف فتح دمشق کے بعد نورالدین نے اپنے نامور امیر اسدالدین
شیرکوہ کو اس شہر وقلعہ کا حاکم مقرر کیا اور الرحبہ کو اسکی جاگیر مین دیا۔

فتح بعلبک شروع ۵۵۰ھ ہجری مین قلعہ بعلبک۔ امیر ضحاک کے قبضہ سے نکلکر
ممالک محروسہ نوریہ مین داخل ہوگیا ابن اثیر لکھتا ہے کہ یہہ واقعہ ۵۵۲ھ ہجری کا ہے
ضحاک بقاعی والی دمشق کیطرف سے بعلبک کا گورنر تھا جب سلطان نورالدین محمود نے
دمشق کو فتح کرلیا تو ضحاک نے اوسکو بعلبک پر قبضہ دینے سے انکار کیا لیکن اوسوقت
سلطان نورالدین محمود نے مصلحتًا بعلبک سے تعرض نہ کیا تا آنکہ ۵۵۲ھ مین
جسوقت عیسائی امرا نے دندان آز اسپر بہی تیز کرنا شروع کیا تو نورالدین محمود نے
بعلبک پر قبضہ کرلیا۔ ابن ابی طے کی تحریر سے یہہ امر ثابت ہوتا ہے کہ قبل فتح دمشق
مجیرالدین والی دمشق کیطرف سے نجم الدین ایوب (سلطان صلاح الدین کا باپ)
بعلبک کا حکمران تھا پھر جب دمشق فتح ہوگیا تو نجم ایوب نے دربار نوریہ مین حاضر ہوکر

قلعہ بعلبک کی کلید سلطان نورالدین کے روبرو رکہہ یا وہ اس سے بالطاف واکرام
پیش آیا اور اپنے حلقہ خاص کے مصاحبین مین داخل کرلیا۔ عام مورخین کا یہہ خیال ہے
کہ مجیرالدین والی دمشق نے نجم الدین ایوب کو شہر دمشق کا حاکم مقرر کیا تہا لیکن جب
اسکو سلطان نورالدین محمود نے فتح کرلیا تو نجم الدین ایوب بعلبک کیطرف چلا گیا اور
اسکی حکومت سے ضحاک کو جدا کرکے خود وہان کا حکمران بن گیا اس کے بعد اپنے بہائی
اسدالدین شیرکوہ کے توسط سے دربار نوریہ مین حاضر ہوکر سلطانی اطاعت قبول
کرلی سلطان نورالدین محمود نے اسکو جاگیرین دین اور دمشق کے شحنکیہ پر اس کے لڑکے
"تورانشاہ" کو مقرر کیا بعض مورخین کا یہہ بیان کرنا بالکل غلط ہے کہ تورانشاہ کا اسی
عہدہ پر انتقال ہوا ہے کیونکہ عہد حکومت صلاح الدین یوسف مین اسنے یمن کو فتح
کیا تہا۔ ہان یہہ ہوسکتا ہے کہ پہلے شمس الدولہ تورانشاہ شحنکیہ دمشق پر مقرر کیا گیا تہا
پہر بعد اس کے صلاح الدین یوسف کو یہہ عہدہ عنایت ہوا چنانچہ عرقلہ شاعر نے جسوقت
شمس الدولہ تورانشاہ شحنکیہ دمشق پر مامور ہوا ایک طویل قصیدہ تہنیت کا لکہا جس کے
دوشعر سنداً درج ذیل ہین۔

قلت لحسادك زيدوا في الحسد — مینے تیرے حاسدون سے کہا کہ تم حسد مین زیادتی کرو
قد سكن الدار وقد حاز البلد — وہ مکانین مقیم ہوگیا اور بے شک شہر پر مسلط ہوگیا
لا تعجبوا ان حل دار عمه — اس سے تعجب نکرو اگر وہ اپنے چچا کے گہر مین مقیم ہوا ہے
اما تحل الشمس في برج الاسد — کیا آفتاب برج اسد مین نہین ٹہرتا ہے۔

اور پہر جب تورانشاہ کے بعد صلاح الدین یوسف نے اس عہدہ کے زینہ پر قدم رکہا
تو اس شاعر نے یہہ ابیات پڑہے تہے۔

لصوص الشام توبوا من ذنوب — اے شام کے چورو گناہون سے توبہ کرو۔
تكفرها العقوبة والصفاد — تمہارے گناہون کا عذاب اور قید کفارہ ہوگا

لئن کان الفساد لکم صلاحاً اگرچہ پہلے اس سے تمہاری بدچلنی تمہاری صلاح تہی۔
فمولای الصلاح لکم فساد مگر اب تو مولانا صلاح الدین تمہارے لئے فساد یعنی باعث ہلاکت ہے
عجب نہین کہ عرفلہ نے اسی جلسہ مین یا کسی اور موقع پر یہہ اشعار بہی پیش کئے تہے
جس کے صلہ مین صلاح الدین یوسف نے ایک خلعت گران بہا اور دوسو دینار مرحمت فرمائے تہے

رویدکم یا لصوص الشام اے شام کے چورو اپنے حرکات چہوڑ دو۔
انی لکم ناصح فی مقال مین تمہین اپنے قول سے نصیحت کرتا ہون
واياكمو وسمي النبي خبردار ہو جاؤ یوسف کے ہمنام سے اپنے کو بچاؤ
یوسف رب الحجی والجمال جو کہ عقل اور جمال کا مالک ہے۔
فذاك مقطع ايدي النسا وہ (یوسف) تو عورتون کے ہاتہہ کاٹنے والے تہے
وهذا مقطع ايدي الرجال اور یہہ (صلاح الدین یوسف) مردونکے ہاتہہ کاٹنے والا ہے

ابن ابی طے لکہتا ہے کہ بعد چندے صلاح الدین اور صاحب دیوان ابی سالم ابن ہمام کی بگڑ گئی اور صلاح الدن اس عہدہ سے مستعفی ہو کر حلب کو چلا گیا جبو قت اس واقعہ کی اطلاع نورالدین کو ہوئی اوس نے واقعات کی تفتیش کرکے ابن ہمام کو معقول سزادی اور صلاح الدین یوسف کو طلب کرکے اپنے مصاحبین خاص مین داخل کرلیا حضر وسفر مین اسکو اپنی خدمت سے جدا نہ کرتا تہا چوگان کہیلنے مین اسکو بہت بڑا کمال تہا اور شیر دل نورالدین محمود اس مردانہ کہیل کو جی سے پسند کرتا اور اس کے ساتہہ کہیلتا تہا ایکمرتبہ ۵۶۳ ہجری مین دونون حلب مین چوگان کہیل رہے تہے اتفاق سے صلاح الدین کا گہوڑا پہسل کر گر پڑا جس سے صلاح الدین کے پاؤن مین خفیف سی چوٹ آگئی تہی پہر جب تک یہہ تندرست نہو لیا اوس وقت نورالدین اوسی میدان مین ٹہیرا رہا۔

اسی سنہ کے آخری مہینون مین سلطان نورالدین محمود نے ملک قلج ارسلان بن

ملک مسعود بن سلیمان والی قونیہ کے بعض قلعات جو عیسائی ممالک کے سرحد پر واقع تھے چھین لئے قلیج ارسلان کو جب اس واقعہ کی اطلاع ہوئی اور وہ ان دنوں دانشمند کے لڑکون سے لڑ رہا تھا تو قلیج ارسلان ان لڑائیون کا سلسلہ منقطع کرکے حدود قونیہ پر آپہونچا اور نورالدین محمود سے اپنے تعلقات قرابت و مراسم دوستانہ ظاہر کرکے اُن قلعات کے واپس لینے اور باہم صلح کرنے کا خواستگار ہوا نورالدین محمود نے نہایت سچائی سے اون قلعات کے لے لینے کا عذر کیا اور قلیج ارسلان سے کمال راستی سے صلح کرکے حلب کو واپس ہوا۔

مہم قلعہ حارم شروع ۵۶۱ھ مین قلعہ حارم پر نورالدین محمود نے فوج کشی کی یہہ ایک قلعہ مضبوط و مستحکم صوبہ انطاکیہ کے قریب حلب کے غربی جانب واقعہ ہے حاکم اسکا ایک گونہ خودمختار تسلیم کیا جاتا تھا لیکن درحقیقت وہ والی انطاکیہ کا ماتحت تھا عیسائی بادشاہ انطاکیہ نے نورالدین محمود کے آمد کی خبر سنکر عیسائی مجاہدین اور لشکر کو فوراً مجتمع کرلیا اور اوس سے لڑنے اور قلعہ حارم کے چھوڑانے کے غرض سے خم ٹھونک کر میدان جنگ مین آیا اور پہر جب بادشاہ انطاکیہ کی کوششون نے قلعہ حارم کے چھڑانے سے اسکو جواب دیدیا اور والی قلعہ نے یہہ کہلا بھیجا کہ "اگر تم نورالدین کا مقابلہ کروگے تو وہ یقیناً کامیاب ہوگا اور ہمکو ہزیمت اوٹھانی پڑیگی اور اگر تم لڑائی سے جان چھڑاؤگے تو ہم مین سے ایک کا بھی بچنا آسان نہین نظر آتا اس سے مناسب یہہ معلوم ہوتا ہے کہ نورالدین محمود کو بعوض تاوان جنگ نصف مضافات حارم دیکر صلح کرلیجائے" بادشاہ انطاکیہ پہلے اس پیام سے افروختہ ہوا لیکن پہر جب اوس نے مآل پر نظر کیا تو والی قلعہ کی رائے زیادہ مناسب نظر آئی اور اوس نے نہایت عجلت کے ساتھ نامہ و پیام کرکے نورالدین سے صلح کرلیا شہر ارنے حارم سے

کامیاب واپس آنے پر اُسکو مبارکباد دی اور تہنیت کے قصاید پڑہے لوگون نے ابن منیر کے طرف ایک قصیدہ منسوب کیاہے اور مین نے بہی اس قصیدہ کو دیوان ابن منیر مین دیکہا ہے حالانکہ ابن منیر شاعر کا انتقال ۵۴۸ھ مین ہو چکا تھا اور یہہ واقعہ ۵۵۱ھ کا ہے۔

رئیس ابو یعلی التحریر کرتا ہے کہ نور الدین محمود جسوقت مہم حارم مین مصروف تھا اوسوقت اطراف وجوانب کے چہوٹے چہوٹے عیسائی امرا نے مجتمع ہو کر حلب پر حملہ کی تیاری کردی جاسوسون نے اس مشورہ کی اطلاع اونکی روانگی سے پہلے نور الدین کو کردی اوس نے اسی اثنا مین چوبیس ۲۴ صفر سنہ مذکور کو موجودہ مہم کے لشکر کے ایک حصہ کو مضافات حلب کیطرف روانہ کردیا تھا پہر جب یہہ حارم سے واپس ہو کر حلب کو جارہا تہا تو وہ گروہ مظفر و منصور مفسدین نصارے کو گرفتار کئے ہوئے ملا نور الدین محمود اُنکو انعام و اکرام سے خوش کر کے اپنے ہمراہ لئے ہوئے حلب مین داخل ہوا چند یہان قیام کر کے دمشق کو چلا گیا۔

شاہ فرانس سے صلح اور پہر اوسکی بدعہدی

ماہ شوال سنہ مذکور مین شاہ فرانس نے لڑائی سے تہک کر ایک برس کے لئے صلح کرلیا لیکن پہر دو ڈہائی مہینہ کے بعد چند عیسائی امرا کے آجانے سے اُس نے عہد شکنی کی اور ایک حلبی قافلہ کو لوٹ لیا نور الدین محمود ان دنون اندرونی نقصانات کے دفع کرنے اور اپنی قوت کے بڑہانے مین مصروف تہا اوس نے شاہ فرانس کی اس بدعہدی پر کچہہ خیال نہ کیا اور نہ اس کے بدلہ لینے پر وہ متوجہ ہوا بلکہ آیندہ بہی چند دنون تک اُسکی بدعہدیون اور عہد شکنیون کو غور کی نظرون سے دیکہا اور اونپر صبر کرتا اور زمانہ فرصت کا

منتظر رہا۔

بھونچال کی کثرت

بائیسوین ربیع الاول کی شب سے مسلمانون اور عیسائیونکی لڑائی کا بلاتحریک قدرتی طور سے خاتمہ ہوجاتا ہے اور اسی تاریخ سے تھوڑے دنون کے لئے سرزمین شام زلزلون کی اماج گاہ قرار دیجاتی ہے فریقین کے ممالک محروسہ کے اکثر بلاد بھونچال کی کثرت سے خراب و ویران ہوگئے حلب وحماۃ کے اکثر مواضع گر پڑے کفرتاب وسعرہ وافامیہ بالکل ویران ہوگئے شیزر مین ایسا ناوقت زلزلہ آیا کہ گھر کے گھر ہی مین رہ گئے کوئی نکل نہ سکا شہر کا شہر ویران ہوگیا والی قلعہ تاج الدولہ بن ابی العساکر بن منقذ قلعہ مین دبکر مرگیا۔ چوتھی رجب ۵۵۲ھ ہجری کو دمشق مین ایک زلزلہ عظیم آیا عورت و مرد پریشان ہوکر مکانات سے نکل کھڑے ہوئے مضبوط مضبوط عمارتین گر پڑین شاہی عمارات کے آثار ہل گئے چند دنون زلزلہ کے خوف سے اہل دمشق باغات اور صحرا اور افتادہ زمینون مین پڑے رہے نورالدین محمود بذاتہ اپنے لشکریون کو لئے ہوئے ہر شہر کا شہر پناہ اور قلعات کی فصیلین بنا رہا تھا غربا کے نقصانات مالی کا معاوضہ دے رہا تھا بازارون شہرون کے آباد کرنے کی فکر مین تھا اور رجب تک وہ اس امر مہم سے فارغ نہین ہولیا اوسوقت تک وہ کسی طرف نہین متوجہ ہوا۔ اکثر محققین مورخین کا قول ہے"۔

"لولا ان اللہ تعالیٰ من علی المسلمین بنور الدین و لا کان دخلها الفرنج بغیر حصار و قتال" (ترجمہ) (اگر اللہ تعالیٰ مسلمانون پر نورالدین محمود کی موجودگی سے احسان نہ کرتا تو عیسائی ضرور بغیر محاصرہ و لڑائی کے اسلامی ممالک مین گھس گئے ہوتے)۔

اِس بلاءِ غیبی (زلزلہ) سے مرنے والون کی تعداد کا صرف اس روایت سے اندازہ ہوسکتا ہے کہ ایک شہر حماۃ کے مدرسہ مین مولوی صاحب بیٹھے ہوئے لڑکون کو پڑہا رہے تھے اتفاق سے وہ بضرورت اوٹھے جیساہی وہ اوٹھ کے باہر آئے ویساہی صدمہ زلزلہ سے مدرسہ کی عمارت گر پڑی خود مولوی صاحب کا بیان ہے کہ اس واقعہ کے بعد کوئی متنفس اپنے لڑکے کا حال دریافت کرنے کو نہ آیا صاحب کتاب الروضتین اس حادثہ ناگہانی مین مرنیوالونکی تعداد دس ہزار بیان کرتا ہے یہہ حادثہ ایسا تہا کہ اس مین عیسائی اور مسلمانون دونون مبتلا ہو رہے تھے اپنی اور اپنے رعایا کے بچانیکے فکر مین تھے ایک کی دوسرے کو کیا خبر ہوتی۔

عیسائی لوٹیرونکا مقابلہ ان مصائب سے نجات پاتے ہی عیسائیون نے پھر پیشقدمی شروع کی اور از سر نو کشت وخون کا دروازہ کہولنے پر آمادہ ہوئے حمص وحماۃ کے اطراف وجوانب کے عیسائی امرا نے اوسکو بے یار ومددگار سمجھکر حملہ کی تیاری کردی لوٹیرے عیسائی وقت بیوقت موقع پاکر مسافرونکو لوٹ لینے لگے جسوقت نورالدین محمود کو اس واقعہ کی خبر پہونچی اوس نے اوسیوقت اُن کی سرکوبی کو ناصرالدین امیر امیران کو سات سو سوارون کی جمعیت سے حدود حمص وحماۃ کے حفاظت کے غرض سے روانہ کردیا ناصرالدین امیر امیران نے حدود حمص وحماۃ سے نکلتے ہی شجاعان اتراک کو عیسائی لوٹیرون کے راہ مین موقع سے ایک کمینگاہ مین چھپادیا اور خود چند منتخب سپاہی اور افسرون کو لیکر ایک ٹیلہ پر جا ٹھیرا جسوقت عیسائیون کا گروہ اپنی مملکت کے حدود سے نکلکر آگے بڑہا اسیوقت امیر امیران نے اپنے رومال کے اشارہ سے کمینگاہ کے ترکون کو حملہ کرنیکا

حکم دیا اور خود ایک کوس کا چکر کاٹ کر عیسائیون کا سامنے سے مقابلہ کیا
عیسائی لوٹیرون کا گروہ اس اچانک حملہ سے منتشر ہوگیا اپنے آلات حرب کو
بہی موقع و محل سے استعمال نکرسکا مجبور ہوکر میدان جنگ سے بہاگ نکلا
سواران اسلام نے اون کا تعاقب کیا جو ان مین سے امن کا خواہان ہوا
یا تلوار رکھہ دی یا بیٹھہ گیا اسکو پناہ دیگئی جس نے کچھہ بہی اسلام سے سرتابی
کی فوراً اوس کے سروتن کا آخری فیصلہ کردیا گیا کچھہ تو میدان جنگ مین کام
آگئے باقی ماندگان سے کچھہ اثناء دار وگیر مین زخمی ہوکر گر پڑے جنکو بہاگنے
اور گرفتار کرنے والون نے پایمال کردیا جو باقی رہ گئے وہ اپنے سردار
کے ساتھہ گرفتار کرلئے گئے۔ جسوقت یہہ لوگ دمشق مین نورالدین محمود
کے دربار مین پیش کئے گئے اوس نے پہلے انکی تشہیر کرائی بعد ازان
ان کے قتل کا حکم دیکر اس نے اپنے کو رحمت الٰہی کا ایک کرشمہ ثابت کردیا۔

ایک اور جدید واقعہ دولت نوریہ کا نامی سپہ سالار اسدالدین
شیر کوہ اس واقعہ کے اثناء مین حلب کے شمالی جانب مین رات کیوقت
چند سوارون کو لئے ہوئے گشت کر رہا تہا بظاہر اسکو کسی کام کی فکر تہی
اور نہ کسی کی تعاقب و گرفتاری کا خیال تہا لیکن چلتے چلتے رک جانے
اور ہر چہار طرف نظر دوڑانے سے اس کے معلوم ہوتا تہا کہ یہہ کسی کی
جستجو مین جا رہا ہے یا کم از کم اسکو کسی کے اچانک آجانیکا اندیشہ ہے
ناگاہ اسکو شب ماہ مین دور سے گرد اوڑتی ہوئی دکہائی دی تہوڑی
دیر کے بعد گہوڑون کے ٹاپ کی آواز اور اونکی ہنہناہٹ سنائی دی
جسپر اس کے کان کہڑے ہوگئے چند لمحہ تک سکوت کے عالم مین کہڑا ہوا
کچھہ سوچتا رہا تہوڑی دیر کے بعد راستہ چہوڑ کر چند سوار ونکو رستہ سے

ہٹ کر تقریباً پچاس قدم کے فاصلہ پر ایک جہاڑی کے آڑ مین بٹہا دیا اور باقی ماندگانکو لیکر راستہ کے بازو کی پہاڑی پر چڑہ گیا آنے والے سوارون کو انکی نقل و حرکت کی اطلاع ہوگئی یا یہہ کہ منزل مقصود پر پہونچنے اور وہان سے شباشب واپس آنے کے خیال سے نہایت تیزی سے سواران اسلام کے زد پر پہونچا دیا اسد الدین شیر کوہ نے رومال کے اشارہ سے کمینگاہ کے سوارون کو حملہ کرنے کا حکم دیا عیسائیون کا یہہ گروہ جو نہایت اطمینان سے راستہ طے کرتا ہوا چلا آرہا تہا اچانک حملہ سے گہبرا گیا صفوف مرتب ہی نہو سکی پریشانی کیحالت مین آپس مین ہی ایک دوسرے سے بہڑ گئے۔ شیر کوہ نے اس واقعہ کو دیکہہ کر چپکے چپکے پہاڑی پر سے اوتر کر پیچہے سے حملہ کر دیا۔ اس حملہ نے انکو اور زیادہ اضطرار مین ڈالدیا صلیبی نشان پادری کے مارے جانے سے زمین پر گر پڑا عیسائی میدان جنگ سے بہاگ نکلے اس واقعہ مین جسقدر عیسائی علاوہ مقتولین کے گرفتار کئے گئے وہ اگلے دن دربار نوریہ مین بغرض صدور حکم شاہی پیش کئے گئے نور الدین محمود نے سبہون کی گردن زنی کا حکم دیدیا اور یہہ کہہ دیا کہ جو ان مین سے بطیب خاطر اسلام لائے وہ چہوڑ دیا جائے۔

ہم اس موقع پر اس امر کو ظاہر کیا چاہتے ہین کہ عیسائیون کا یہہ گروہ زمین کے کسی قطعہ کا مالک نہ تہا ان مین کچہہ لوگ طبقہ ٹمپلرس (داویہ) اور کچہہ لوگ ہاسپٹلرس (استباریہ) کے تہے جنکا یہی کام تہا کہ مسلمانون کو قتل کرین انکے مال واسباب کو لوٹ لین مکر و فریب یا جس طریقہ سے ہو مسلمانون کو ایذا ئین پہونچائین ان دونون طبقون مین امرا کم اکثر عوام الناس ہوتے اور وہی ٹامنٹ اور جرنیل و گرینڈ ماسٹر ہوا کرتے تہے عیسائی گرو سیڈرونکو ان دونون طبقون سے جنگ ہائے صلیبی مین بہت بڑی بڑی امداد ملی تہی

عیسائی فرقہ مین ان سے زیادہ مسلمانون کا دشمن اور کوئی فرقہ نہ تہا۔

فتح بانیاس ابن ابی طے حلبی لکہتا ہے کہ آخر ۵۵۲ھ (مطابق ۱۱۵۷ع) مین شام کے عیسائیون نے مسلمانون کی خونریزی پر پہر کمر باندہی حمص وحماۃ کے غارت کرنے کی غرض سے اوس کے اکثر مقامات کو ویران کر ڈالا نورالدین محمود اس واقعہ سے مطلع ہوکر ان کے مقابلہ پر جا پہونچا عیسائیون نے جی توڑکر اسکے حملون کا جواب دینا شروع کیا ایک شبانہ روز برابر لڑائی جاری رہی آخر کار عیسائی مُنہہ چہپاکر میدان جنگ سے بہاگ نکلے مسلمانون نے انکو تعاقب کر لیا جب وہ سرزمین بانیاس سے بہی آگے بڑہ گئے تو نورالدین محمود نے آگے بڑہنا مناسب نہ سمجہکر بانیاس کا محاصرہ کر لیا محصور عیسائی تیر باری کرنے لگے جب اس سے تہک جاتے تہے تو منجنیقون سے سنگباری کرتے ہے ایک ہفتہ تک اسلامی لشکر کا ایک متنفس بہی قلعہ کے قریب نہ جاسکا آٹہوین روز ۲۸ ربیع الاول سنہ مذکور مین طرفین سے ایک جی توڑ کوشش اپنے حریف کے ہزیمت دینے کی ہورہی تہی اسدالدین نے قلعہ کے شمالی جانب کے برج کو نقابین کے ذریعہ سے سرنگ لگاکر اوڑا دیا اور نہایت تیزی سے اندر گہس کر بلا انتظار اس کے کہ سلطان نورالدین ہنوز قلعہ مین نہین آیا قلعہ کی فصیل پر چڑہ کر اسلامی جہنڈا گاڑ دیا پہر کیا تہا عیسائی پریشان ہوکر جان بچانے کی فکر مین مصروف ہوگئے اور اسلامی لشکر نے پہونچکر جس نے اسلام لانے یا ہتہیار رکہنے سے انکار کیا اون کے تن وجان کا فیصلہ کرنا شروع کردیا تا آنکہ جان باختہ عیسائیون نے ایک سفید نشان یار ومال کے دکہانے سے اپنی جان بچائی۔

اس کامیابی کے بعد مال غنیمت معہ اون قیدیون کے جو اس واقعہ مین

گرفتار ہوئے تہے اور تعداد مین ایکہزار کے قریب تہے سلطان نورالدین نے اسدالدین شیرکوہ کے ہمراہ دمشق کو روانہ کیا جب اسکی خبر عیسائی امرا کو ہوئی تو وہ لوگ اسکو غنیمت سمجہکر کہ نورالدین سے مال غنیمت اور قیدیون کو چھوڑا کر اپنے سر سے بدنامی کا بدنما دہبہ مٹائین ایک دستہ فوج لیکر سر راہ بغرض تعرض آکھڑے ہوئے اسدالدین نے اپنے باڈی گارڈ کو لیکر اس کا مقابلہ کیا اور بقیہ ہمراہیون کو مال غنیمت اور قیدیون کے حفاظت پر چھوڑا نصف دن بہی پورا نہ ہونے پایا تہا کہ عیسائیون کے پانون میدان جنگ سے اوکھڑ گئے اور منہہ کے بل ایک دوسرے پر گرتے پڑتے بہاگے شیردل شیرکوہ دو کوس تک ان کے تعاقب مین قتل و قید کرتا ہوا چلا گیا اس واقعہ مین بہی مال غنیمت مسلمانون کے ہاتہہ اچہا آیا اور دیڑہ سو کے قریب عیسائیون کو گرفتار کرلیا۔

بارہوین جمادی الثانی سنہ مذکور سے شاہ فرانس اور نورالدین محمود مین ایک میعادی صلحنامہ کی بابت پہر خط وکتابت شروع ہوئی شاہ فرانس کا یہہ مقصد تہا کہ سلطان نورالدین محمود کو صلح کی امید مین رکہہ کر آیندہ کی تیاری سے اُسکو روک دے لیکن شاہ فرانس کی اس خیالی امید نے چندان قیام نہ کیا اسکی چالاکی کی قلعی کہل گئی کوئی امر باہم طے نہ ہوا مجبور ہوکر نورالدین محمود بقیہ لشکر کو دشمن کے مقابلہ پر چھوڑکر دستہ فوج جان نثاران لیکر غزہ مین چلا آیا پہر وہان سے تیسری رجب کو روانہ ہوکر حلب مین داخل ہوا لشکر کی تیاری آلات حرب کی درستی ملک کے نظم و نسق نے بقیہ رجب اور پورے ماہ شعبان تک اسی مقام پر روک رکہا اتنے مین ماہ مبارک رمضان کا چاند دکہائی دیا نورالدین محمود نے اپنے ارادہ سفر کو ملتوی کرکے حلب مین

قیام کر دیا پہلا عشرہ تو خیریت سے گزر گیا لیکن دوسرے عشرہ کی ابتدا مین یہہ علیل ہو گیا جب اسکو اپنی صحت سے نا امیدی ہوئی تو اس نے اپنے بھائی امیر امیران نصرت الدین و اسد الدین شیرکوہ اور امرا و اراکین سلطنت کو بلا کر انکے مشورہ سے امیر امیران نصرت الدین کو اپنا ولی عہد مقرر کیا شیرکوہ کو اسکی نیابت کی وصیت کر کے دمشق مین رہنے کو کہا اور ایک گروہ اراکین سلطنت کو وقت ضرورت مشورہ دینے کے لئے منتخب کیا اس مشورے کے بعد اسد الدین شیرکوہ دمشق چلا گیا اور خود نور الدین محمود شہر حلب سے قلعہ مین ایام علالت گزارنے کے لئے چلا آیا۔

عیسائیون نے اسکے علالت کی خبر پاکر دو طرف سے حملہ کر دیا ایک تو بالڈون بادشاہ یروشلیم نے یورپ سے تازہ فوج آجانے کی وجہ سے خالی میدان دیکھہ کر قیصاریہ پر فوج کشی کر دی اور نہایت دلیری سے (کہ جو درحقیقت بزدلی کا حملہ تھا) شہر کا محاصرہ کر لیا لیکن اسد الدین شیرکوہ کی مردانگی نے اس کے دانت کھٹے کر دیئے پندرہ دن کے محاصرہ کے بعد نقصان کثیر اوٹھا کر بالڈون کو انطاکیہ کے طرف واپس آنا پڑا۔ دوسرے امراء فرانس نے اسکی علالت اور پچھلے دنون کے زلزلہ سے شیزر کے شہر پناہ کے گرجانے سے دس ہزار کی جمعیت سے شیزر پر حملہ کر دیا شیزر اسوقت تک ظاہرا اپنے مددگارون سے خالی نظر آرہا تھا اور فرانسیسیون کو پورا پورا اسپر قبضہ کر لینے کا یقین ہو گیا تھا مگر اسماعیلیہ نے اطراف وجوانب سے مجتمع ہو کر اسکو حریف کے قبضے سے بچا لیا

اسی زمانہ مین مینوئیل یونانی شہنشاہ قسطنطنیہ اور رینجنالڈ والی انطاکیہ مین اسدرجہ ناصافی پیدا ہو گئی کہ شہنشاہ قسطنطنیہ ایک بڑی فوج لیکر انطاکیہ پر چڑہ گیا اور رینجنالڈ کو نیچا دکھا کر واپس چلا آیا انہین

دونون امیرامیہ ان نصرت الدین اور مجد الدین حاکم قلعہ حلب سے چل گئی لیکن
نورالدین محمود کی تندرستی نے اس ماجرا کو آگے نہ بڑہنے دیا۔ اسد الدین شیرکوہ
اپنے آقائے نعمت کی تندرستی کی خوشخبری سُنکر حسب استدعا اس کے اپنی
ماتحت فوجین لئے ہوئے دمشق سے حلب مین آگیا نورالدین محمود نے اس کی
کوششونکی داد دی اوراندرونی وبیرونی فسادات کے رفع کرنے کی مشورہ
و فکر کرنے لگا۔

شیزر پر قبضہ پچھلے دنون کے عیسائیونکی یورش سے اگرچہ سلطان نورالدین محمود کو
شیزر سے کوئی تعلق نہ تہا لیکن اسلامی بلاد ہونے کی وجہ سے اسکو اسکا ایک
خاص خیال پیدا ہوجانا ضروری تہا۔ شیزر حماۃ سے نصف منزل کے مسافت پہ
ایک اونچی پہاڑی پر واقع تہا تین طرف اس کے نہایت بڑے بڑے پہاڑ واقع
تہے جو اسکو ہر قسم کے حملون سے ہر وقت بچانے کے لئے کمربستہ سلسلہ کے ساتہہ
کہڑے تہے چوتہی طرف اس کے دریا تہا جسپر اہل شیزر نے ایک پُل بنا رکہا تہا
اور اوسی کے ذریعہ سے شیزر مین آمد و رفت ہوسکتی تہی باوجود اس مضبوطی کے
اور ایک قدرتی محفوظ قلعہ ہونے کے والی قلعہ کی کمزوری اور عیسائیون کی آمد
و رفت و تعلقات سے اسکی یہہ حالت ہورہی تہی کہ اگر عیسائیون کو سلطان
نورالدین محمود کی حمایت کا خیال نہ ہوتا تو مدت ہوئی ہوتی کہ اس قلعہ پر بجائے
اسلامی پہریرہ کے صلیبی نشان بلند ہوگیا ہوتا اور پہر جب شیزر سا محفوظ و مضبوط
قلعہ عیسائیون کے قبضہ مین آجاتا تو اہل حماۃ کو ان کے ظلم کے ہاتہون
کب آرام ملسکتا نورالدین محمود نے تندرستی کے بعد بوجوہ بالا بجائے مخالفین
کی قوت توڑنے کے اپنے بازو مضبوط کرنے کو مقدم سمجہکر شیزر کیطرف اسد الدین
شیرکوہ کو روانہ کیا شیرکوہ نے شیزر کے قریب پہونچکر بلا جدال و قتال اس پر

قبضہ حاصل کرکے اس کے شہر پناہ کو از سر نو درست کرا دیا اور حسب حکم نورالدین محمود مجدالدین ابن الدایہ کو وہان کا حکمران بنا کر واپس چلا آیا۔

اوایل محرم ۵۵۳ھ (مطابق ۱۱۵۸ء) مین عیسائیون نے پھر سر اوٹھایا قلعہ حارم کے نصف محاصل کو جو زمانہ اتابک سے دیتے چلے آئے تھے بند کر دیا علاوہ برین قرب وجوار کے بلاد اسلامیہ پر شبخون مارنا شروع کر دیا نورالدین محمود یہہ خبر سُنکر حلب سے روانہ ہوا اور اپنی روانگی سے پیشتر اسدالدین شیرکوہ کو بطور مقدمۃ الجیش کے روانہ کر دیا عیسائی فوجین جو اپنے ہاتھون کو مسلمانون کے خون ناحق سے رنگ رہی تھین انکی آمد کی خبر سُنکر منتشر و پریشان ہو کر قبل از مقابلہ بھاگ گئین۔ نورالدین محمود تو دمشق کو واپس آیا اور اسدالدین شیرکوہ سرکش عیسائیون کے سرکوبی کو صیدا کیطرف چلا گیا۔

رئیس ابویعلی تحریر کرتا ہے کہ پندرہوین ربیع الاول کو حلب سے زلزلہ کی خبر آئی جس سے حلب کے مضبوط مضبوط مقامات کی بنا ہل گئی اور پے درپے دمشق مین بھونچال آیا لیکن دونون مقامات مین نقصان کچھہ نہین ہوا۔ نوین ربیع الثانی کو سلطان نورالدین محمود نے لشکر مرتب کرکے بغرض جہاد دمشق سے خروج کیا اور جسر خشب پر آکر قیام کیا اس کے دوسرے روز اسدالدین شیرکوہ بھی صیدا سے مظفر و منصور قیدیون اور مال غنیمت کو لئے ہوئے آپہونچا ان قیدیون مین والی حارم کا لڑکا بھی تھا جو عیسائی مجاہدین کے لشکر مین نایٹ ہو کر لڑنے کو آیا تھا۔

شکست وفتح اسدالدین کے آنے کے بعد نورالدین محمود نے جسر خشب سے کوچ کیا اور اپنی سرحد سے عبور کرکے عیسائیون کے ملک مین جا پہونچا عیسائیون نے جی توڑ کر مقابلہ کیا اثنا رجنگ مین مسلمانون کے میمنہ کے دو کالم

میسرہ مین آملے عیسائیون نے میمنہ کو کمزور دیکھہ کر اسپر حملہ کیا جسوقت میسرہ
نے اس کے بچانے کی کوشش کی عیسائیون کے میمنہ نے دائین بازو سے اور
مقدمہ نے سامنے سے حملہ کر دیا اس اچانک حملہ سے افسران لشکر کے پانون
اوکہڑ گئے لشکر بے قابو ہوکر میدان جنگ سے بہاگ نکلا سلطان نورالدین محمود
تہوڑے سے سوار ان دستہ جان نثاران کو لئے ہوئے ٹیلہ جیش پر ٹہرا ہوا
اونکا مقابلہ کرتا رہا عیسائیون کے دلپر اسکی اس مردانگی سے کہ وہ ٹڈی دل
لشکر کے مقابلہ پر معدودے چند سوارونکو لئے ہوئے لڑ رہا تہا ایک رُعب سا
چہا گیا باوجود کثرت لشکر کے آگے قدم نہ بڑہا یا دو شخص عیسائی لشکر سے نکلکر
میدان مین آئے اور لڑنے والون کو طلب کیا سلطان نورالدین محمود کے
حکم سے ان کے مقابلہ پر خطلخ زاہد شہید اتابک کا (آزاد غلام) صف لشکر سے
نکلکر میدان مین آیا دوچار ہاتہہ پینترے کے بدلکر پہلے ایک کو ان مین سے
تہ تیغ کیا بعدازان دوسرے کے طرف متوجہ ہوتے ہی اسکوبہی آن واحد مین
قتل کرڈالا ان دونون عیسائیون کے قتل ہوتے ہی انکے لشکر نے پیچہے ہٹنا
شروع کیا اور نورالدین محمود ان پر تیر باری کرنے لگا یہانتک کہ رات نے
انکو اپنے دامان سیاہ مین پناہ دیا۔

شیخ داؤد مقدسی (مجاور قبر شعیب نبی علیہ وعلی نبینا الصلوة والسلام)
ایک خچر پر (جسکو بادشاہ قدس نے دیا تہا) نورالدین محمود کے پاس سوار
کہڑے ہوئے تہے ان کا بیان ہے کہ جسوقت اسلامی لشکر میدان جنگ سے
بہاگا جارہا تہا اوسوقت نورالدین محمود کے چہرہ کا رنگ ساعت بساعت متغیر ہوتا
جاتا تہا کبہی بارگاہ رب العزت مین کمال ادب سے قبلہ رُو ہو کر سر جہکا کر یہہ
دعا کرتا تہا یا رب العباد انا العبد الضعیف ملکتنی ھذہ الولایۃ

واعطیتنی هذہ الولایۃ عمرت بلادک ونصحت عبادک وامرتھم بما امرتنی بہ ونھیتھم عما نھیتنی عنہ فرفعت المنکرات من بینھم واظھرت شعار دینک فی بلادھم وقد انھزم المسلمون وانا لا اقدر علی دفع ھولاء الکفار اعداء دینک ونبیک محمد صلی اللہ علیہ وسلم ولا املک الا نفسی ھذہ وقد سلمتھا الیھم ذابا عن دینک وناصرا لنبیک (**ترجمہ** اے پروردگار عبادمجھہ بندۂ ضعیف کو تونے اس ولایت کا مالک کیا اور مجھکو تونے یہہ نیابت مرحمت کی مین نے تیرے شہرونکو آباد کیا اور تیرے بندون کو سمجھایا اور مین نے انکو اُسی کام کا حکم دیا جسکا حکم تونے مجھے دیاہے اور مین نے اونکو اوس سے رُوکا جس سے تونے مجھے رُوکا ہے پس مین نے انہین سے منکرات کو رفع کردیا اور تیرے شعار دین کو اون کے بلادمین ظاہر کیا بے شک مسلمانون کو ہزیمت ہوئی اور مین تنہا ان کفار تیرے دین اور تیرے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمنون کو دفع نہین کرسکتا اور مین سوائے اپنے اس نفس کے اور کسی کا مالک نہین ہون اور بے شک مین نے اُسکو تیرے دین کی حفاظت اور تیرے نبی کی حمایت کیلئے اُن کے سپرد کردیاہے)۔

اور کبھی منہزم گروہ کے واپس لانے کی کوشش مین مصروف ہوتا تھا اس اثناء مین عیسائی لشکر ٹیلہ حبیش کے قریب آگیا اسوقت نورالدین محمود یا للاسلام کہہ کر کھڑا ہو گیا اور اپنے لوکدار خارہ شگاف نیزہ کو زمین پر گاڑکر ترکش سے تیر نکالکر تیروکمان سے کام لینے لگا۔ اس کے ہمراہی سواروں نے بھی تیر باری شروع کردی عیسائیون کے حملہ کا اثر مسلمانون تک بلندی کیوجہ سے

بالکل نہ پہونچتا تھا لیکن اونکے تیر عیسائیون کے سر و ںپر کہیلتے جارہے تہے دوپہر سے شام تک لڑائی کا یہی نقشہ رہا غروب آفتاب کے بعد عیسائی لشکر پیچھے ہٹنے لگا اور نورالدین محمود معہ اپنے ہمراہیون کے آگے بڑہتا جاتا تہا جب شب تاریک نے ان کو اپنے دامان ظلمت مین چہپا لیا اور اونکی نظرین کام نہ دینے لگین تو یہ لوگ میدان جنگ سے واپس ہوئے۔

یہی واقعہ اس لڑائی کو بلا کسی نتیجہ کے ختم کرکے آیندہ تہوڑے روز کے لئے لڑائی کو موقوف کر دیتا ہے اور نورالدین محمود میدان جنگ سے دمشق کو چلا آتا ہے اس کے آنے سے پہلے اہل دمشق نے دارالعوام مین مجتمع ہوکر شہر بازارون اور نہرون کا ٹکس قایم کر لیا تہا اور حکومت شہر (لوکل گورنمنٹ) سے دس ہزار دینار پر ٹہیکہ لے رکہا تہا لیکن جب دسوین رمضان کو اسکی اطلاعی یادداشت بغرض منظوری دربار نوریہ مین پیش کی گئی سلطان نورالدین محمود کی بینظیر فیاضی نے اپنی دی ہوئی رعایتون کو موقوف کرنا ناپسند کرکے وصول شدہ ٹکس کے واپسی کا حکم صادر کر دیا اور براہ ترحم خسروانہ دودہ۔ گہی۔ گائے۔ بکری کا محصول معاف کرکے ایک گشتی حکم جاری کر دیا جو بغرض اطلاع عام بازارون اور چوراہون پر آویزان اور جمعہ کے دن مساجد مین پڑہا گیا۔

رئیس ابویعلی تحریر کرتا ہے کہ ابتداے ۵۵۴ھ (مطابق ۱۱۵۹ء) مین سلطان نورالدین محمود پہر علیل ہوا اور اسکی علالت رفتہ رفتہ اس درجہ ترقی پذیر ہوئی کہ نقل و حرکت نہ کر سکتا تہا اکثر اوقات نماز غشی مین گزرتے تہے ضعف کی کوئی انتہا نہ تہی جسقدر اسکی خیر خواہ رعایا اور جان نثار فوجین اسکی علالت سے پریشان خاطر ہو رہی تہین اوس سے بدرجہا دشمنان اسلام و مفسدین نصارےٰ خوش ہو رہے تہے اور وقت کے منتظر تہے آئے دن

رومی اور فرانسیسی امرا کی شورش کی خبرین مشہور ہوتی ہتین جب سلطان نورالدین محمود کو ضعف و علالت نے نشست و برخاست سے مجبور کر دیا اور ایک گونہ اس کو اپنی صحت سے ناامیدی ہوگئی تو اس نے اپنے خاص خاص امرا کو ایک وقت خاص مین طلب کر کے بعد حمد و صلوۃ کے یہہ وصیت کی انی قد عزمت علی وصیۃ الیکم بما وقع فی نفسی فکونوا سامعین مطیعین وبشروطھا عاملین انی مشفق علی الرعایا وکافۃ المسلمین ممن یکون بعدی من الولاۃ الجاہلین والظلمۃ الجائرین وان اخی نصرۃ الدین اعرف من اخلاقہ وسوء افعالہ ما لا ارضی معہ بتولیتہ امرا من امور المسلمین وقد وقع اختیاری علی اخی قطب الدین مودود متولی الموصل لما یرجع الیہ من عقل وسداد ودین وصحۃ اعتقاد فحلفوا لہ (ترجمہ بے شک مین نے تمکو ایک وصیت کرنے کا قصد کر لیا، جو میری طبیعت مین گزری ہے پس اوسکو تملوگ سنو اور اوسکی اطاعت کرو اور اس کے شروط پر عمل کرو مجھے رعایا اور گروہ مسلمانون کیطرف سے اندیشہ ہے کہ میرے بعد جاہل حکام اور نافہم امرا اونپر ظلم نہ کرین اور بے شک مین اپنے بہائی نصرت الدین کے اخلاق اور بدافعالی کو جانتا ہون جس سے مین اسکی تولیت پر راضی نہین ہوتا کہ وہ مسلمانون کے کسی کام کا متولی ہو میرے دل مین یہہ آیا ہے کہ مین اپنے بہائی قطب الدین مودود حاکم موصل کو اختیار کرون کیونکہ اس مین عقل و راستی و دینداری اور درستی اعتقاد ہے پس تملوگ اس کے لئے حلف دو) اس کے بعد ایک قاصد خاص اپنے بہائی قطب الدین مودود کے پاس موصل کیطرف روانہ کیا اور

مجد الدین گورنر حلب نے مسافرین و تجارت پیشہ کے حفاظت کے غرض سے شاہراہ عام پر چوکیان مقرر کر دین اتفاقاً ایک چوکی والون نے اہل دمشق کے ایک قاصد کو گرفتار کرکے گورنر حلب کے پاس بہیجدیا گورنر حلب نے اس سے استفسار حال کیا اوسکی تلاشی لی جب اسپر جرم ثابت پایا تو اوسکو دار پر کہینچدیا اور خط جو اس کے اسباب سے برآمد ہوا تہا اوسکو نورالدین محمود کے پاس بہیجدیا۔ جب یہہ خط دربار نوریہ مین کہولا گیا تو معلوم ہوا کہ امین الدین ابن الحاج ابو القاسم عوالی دیوان و عزالدین حاکم قلعہ و محمد بن جعفری حاجب و سعدالدین عثمان نے یہہ خط امیر امیران نصرت الدین کو لکہا تہا اور اسکو ایسی حالت مین جبکہ نورالدین محمود بستر علالت پر پڑا ہوا تہا اور اس نے قطب الدین مودود کو اپنا ولیعہد مقرر کیا تہا دمشق پر قبضہ کر لینے پر آمادہ کیا تہا نورالدین محمود نے ان لوگون کی گرفتاری کا حکم دیا امین الدین و عزالدین و محمد تو گرفتار ہو آئے لیکن سعدالدین عثمان بہاگ گیا جسوقت یہہ خط ان لوگون کے روبرو پیش کیا گیا اون لوگون نے اپنے قصور کا اعتراف کر لیا اور اسکی معافی چاہی نورالدین محمود کے بینظیر حلم نے ان کے قصور سے درگذر کیا اور اس نے ان کے رہا کر دینے کا حکم دیدیا۔ اس واقعہ کا شور و غل ہنوز کم نہوا تہا کہ والی قلعہ جعبر کا خط اس مضمون کا آپہونچا کہ نصرت الدین دریاے فرات عبور کرکے دمشق پر قبضہ حاصل کرنے کو آرہا ہے اس خبر کے پہونچتے ہی اسدالدین شیرکوہ لشکر ظفر پیکر لیکر اوس کے روکنے کو ہوا کی طرح اوٹہا لیکن اس کے پہونچنے سے پہلے نصرت الدین اثناء راہ سے اسدالدین کی روانگی اور نورالدین محمود کی صحت کی خبر سنکر واپس چلا گیا نوبت مقابلہ کی نہ آئی۔ اسدالدین کی واپسی کے دوسرے روز نورالدین محمود کا قاصد

موصل سے واپس آیا اور اوس کے ساتھ ہی ساتھ قطب الدین مودود کا
وزیر جمال الدین ابو جعفر محمد بن علی اپنے آقائے نعمت کیطرف سے بغرض
مزاج پرسی حاضر ہوا نور الدین محمود نے روانگی کے وقت اوسکو خلعت و
انعام دیکر رخصت کیا ابن ابی طے تحریر کرتا ہے کہ وزیر جمال الدین - نور الدین
محمود کی خدمتین حلب بین حاضر ہوا تھا اور ابن الصوفی کے مکان پر اوترا تھا اور
واپسی کے وقت اس کے ہمراہ اسد الدین شیرکوہ اپنے آقائے نعمت
کیطرف سے ادائے شکریہ کے لئے موصل آیا تھا اور پھر جب یہہ موصل
سے واپس ہو کر حلب مین آیا تو اوسوقت نور الدین محمود روانگی دمشق
کی تیاری کر رہا تھا اسوجہ سے کہ عیسائیون نے اطراف حوران مین ظلم و
بدعات کا بازار گرم کر رکھا تھا - چنانچہ اسد الدین اپنے آقائے نعمت کے
ساتھہ ساتھہ دمشق آیا اور یہان سے ایک دستہ فوج لیکر بلاد صید اپر حملہ
کرنے کو روانہ ہوا اس مہم مین اسکا بھائی نجم الدین ایوب اور اُسکی اولاد
بھی شریک تھی عیسائیون کو اسکی روانگی کی خبر نہ ہونے پائی تھی کہ حالت
غفلت مین یہہ اون کے سر و نپر جا پہونچا اور اونمین ایک گروہ کو قتل کر ڈالا
باقیماندگان سے بعضے تو بھاگ گئے اور اکثر گرفتار کر لئے گئے نور الدین محمود
یہہ خوشخبری سُنکر اسلامی لشکر کے استقبال کو حبس خسب تک آیا اور وہین
اسد الدین شیرکوہ سے ملا -

یہہ واقعہ نور الدین محمود کے پہلی علالت کے بعد واقع ہوا ہے جیسا کہ
کتب تواریخ کے دیکھنے سے پوری تشفی ہو سکتی ہے - ابن ابی طے نے اسکی
دو علالت کو جو دو مختلف مقامات مین ہوئی تھین ایک ہی شمار کیا ہے
اور رئیس ابو یعلی نے لکھا ہے کہ نور الدین محمود پہلی بار حلب مین علیل ہوا تھا

اور دوبارہ دمشق مین۔ پہلی علالت مین جبکہ وہ حلب مین بیمار ہوا تھا امیر امیران نصرت الدین کو اپنے بعد اپنا قایم مقام کرنے کی وصیت کی تھی اور اسکو شیرکوہ کے سپرد کیا تھا اور دوسری بار جب دمشق مین علیل ہوا تو اپنے بھائی قطب الدین مودود کو اپنا جانشین کیا تھا اور یہی صحیح ہے۔

اسی سنہ اور انہین واقعات کے اثناء مین جبکہ نورالدین بستر علالت پر پڑا ہوا کروٹین بھی نہین بدل سکتا تھا روم و فرانس نے اسکی علالت کی خبر پاکر ایک بزدلانہ حملہ کرنے کی تیاری کی اور اُنھون نے مقدس پادریون کے روبرو انجیل اوٹھائی اور اون بلاد کے چھین لینے کی پھر دوبارہ کوشش کی جنکو نورالدین محمود نے بزور تیغ فتح کیا تھا اوٹھنے کو وہ سیاہ بادل کیطرح اوٹھے لیکن ان کے برسنے سے پہلے نورالدین محمود تندرست ہوگیا تھا اور وہ اُن کے ارادہ سے مطلع ہوکر اپنا جری لشکر لئے ہوئے براہ حمص وحماۃ شیرز دیکھتا ہوا اُن کا مقابلہ کرنے کو آرہا تھا روم و فرانس کے بہادر لشکریون کا یہہ سُنکر جی چھوٹ گیا لینے کے دینے پڑگئے آنے کو تو آگئے تھے اب بغیر نذر دنیاز دیئے جا کیسے سکتے تھے مجبورانہ حکمرانان روم و فرانس تملق و چاپلوسی سے پیش آئے اور یہہ ظاہر کیا کہ ”ہم تو اپنے اُن قیدیون کا فدیہ لیکر آئے ہین جو آپکے قید مین ہین“ نورالدین محمود نے باوجود اس کے کہ وہ اس فقرہ کو سمجھہ گیا لیکن پھر بھی نہایت خندہ پیشانی سے اُنکی اس درخواست کو منظور کرکے باخذ فدیہ قیدیان نصاریٰ کو رہا کردیا بادشاہ روم نے اس کے شکریہ مین مختلف اقسام کے قیمتی کپڑے اور جواہرات اور دیبا کا ایک خیمہ اور چند گھوڑے نذر کیئے اور جمادی اول کی پہلی تاریخ کو بناز چھڑانے آئے تھے روزہ گلے لگاکر واپس گئے۔ اور نورالدین محمود شہر حران کیطرف بڑھا اسوجہ سے کہ

اسکا بہائی نصرت الدین جب دمشق پر بغیر قبضہ حاصل کیئے ہوئے اسکی تندرستی کی خبر پاکر واپس ہوا تہا تو اس نے حران کو بے یار و یاور پاکر اسپر قبضہ کر لیا نہا
لوز الدین محمود جب اوس کے پنجہ غضب سے حران کے چہوڑانے کو اس کے قریب پہونچا تو نصرت الدین اپنے اہل و عیال کو قلعہ مین چہوڑ کر تن تنہا بہاگ گیا
لوز الدین محمود نے حران کو زین الدین کی جاگیر مین دیدیا اور نصرت الدین کے اہل و عیال کو اس کے پاس پہونچانے کا حکم دیا رئیس ابویعلی کی تحریر سے
معلوم ہوتا ہے کہ نصرت الدین نے بلا حصار و جدال قلعہ کو نہین چہوڑا بلکہ چند روز لوز الدین محمود کے محاصرہ مین رہ کر جب اپنے کامیابی سے ناامید ہوا ہے اوسوقت قلعہ کے چور دروازہ سے نکل کر بہاگ گیا ہے بعد اس کے بیسوین جمادی الثانی کو اہل قلعہ نے بامن و امان قلعہ کو لوز الدین محمود کے سپرد کیا ہے۔ واللہ اعلم۔

سنہ ۵۵۵ھ و ۵۵۶ھ کے واقعات

سنہ مذکور کے ختم کرنے والے یہی چند واقعات ہین اسکے بعد سنہ ۵۵۵ھ شروع ہوجاتا ہے سنین ماضیہ کے لحاظ سے یہہ سنہ امن و امان سے بہرا ہوا نظر آتا ہے اس سنہ مین اور نہ اس کے بعد آنے والے سنہ ۵۵۶ھ مین عیسائیون نے پیشقدمی کی اور نہ مسلمانون ہی کو انکے خلاف ہتہیار اوٹہانے کا موقع ملا۔ اگرچہ سنہ ۵۵۵ھ کے آخیر مین عیسائی بادشاہ بالڈون نے اس قدر ضرور چہیڑ چہاڑ کی کہ جسوقت لوز الدین محمود قلیج ارسلان سے مار اس اور کرئین اوکی سرتابی کی وجہ سے فتح کر رہا تہا اوسوقت بالڈون نے دمشق کو لوز الدین محمود سے خالی پاکر اسپر چڑہائی کر دی لیکن لوز الدین محمود اس عیسائی بادشاہ کے تنگ ظرفی پر ذرہ بہر بہی متوجہ نہوا اس کے گورنر دمشق نجم الدین ایوب (صلاح الدین کے

باپ نے حکمت عملی سے بالڈون کو لوٹا دیا دوسری روایت یہہ ہے کہ اسدالدین شیرکوہ جو اس خطرہ کو پہلے سے پیش نظر کرکے رستہ روکے ہوئے روکے ہوئے پڑا تہا اوس نے بالڈون کو پسپا کرکے واپس کر دیا۔

اس کے علاوہ یکم صفر ۵۵۵ھ کو قاضی زکی الدین ابوالحسن علی بن محمد بن یحیی قرشی قاضی دمشق پیرانہ سالی کی وجہ سے عہدہ قضا سے مستعفی ہوا اور نورالدین محمود کے حکم سے قاضی کمال الدین شہرزوری کو یہہ عہدہ عطا کیا گیا اور بغداد مین بعد انتقال امیرالمومنین المقتفی لامر اللہ بن المستظہر بامر اللہ کے ابوالمظفر یوسف ملقب بہ المستنجد باللہ کے ہاتہہ پر اراکین دولت نے بیعت کی ابن ہبیرہ بدستور عہدہ وزارت پر قایم رہا اور عبیدیون کے دارالخلافہ مصر مین خلیفہ الفایز بنصر اللہ ابوالقاسم عیسی کے انتقال ہو جانے سے وزیر صالح بن زریک نے ابومحمد عبداللہ یوسف ملقب بہ عاضد لدین اللہ کو سریر خلافت پر بیٹہایا اور اپنی لڑکی سے اوسکا عقد کر دیا یہی خاتم خلفاء علویہ یا فاطمیہ یا دولت عبیدیہ ہے اسیکے آخیر زمانہ مین نورالدین محمود کے حکم سے صلاح الدین یوسف نے مصر مین خلافت عباسیہ کا خطبہ پڑہایا۔

ابن ابی طے کا بیان ہے کہ ۵۵۶ھ مین اسدالدین شیرکوہ افسر اعلی عساکر نوریہ بہ کمال تجمل و احتشام شام سے اور علی کوچک معروف بہ زین الدین عراق سے اور ملہم برادر ضرغام مصر سے حج کو گیا۔ اس اثناء مین صالح بن زریک

سلہ خلیفہ المقتفی لامر اللہ کی عمر وقت انتقال چہیاسٹہہ برس کی تہی چوبیس سال دو مہینہ اس نے خلافت کی۔

سلہ مورخین نے اسکے نسب کا واقعہ یون بیان کیا ہے کہ جس وقت اس نے خلیفہ عاضد لدین اللہ کو سریر خلافت پر بٹہا کر اپنی لڑکی سے عقد کر دیا اوسی وقت سے (باقی صفحہ مین)

وزیر مصر مارا گیا اور اسکی وصیت کے موافق اسکا لڑکا زریک بن صالح ملقب بہ عادل وزیر مقرر کیا گیا عماد کاتب تحریر کرتا ہے کہ اس کے بعد سے مصر برابر منکوستہ الرایہ معکوستہ الایہ تنزلی کرا رہا آئے دن اندرونی وبیرونی پریشانیون اورآفات مین گھرا اور مبتلا رہا تا آنکہ اسپر یوسف ثانی (صلاح الدین) نے قبضہ حاصل کرکے اپنی خوبی انتظام سے اسکو اسلام اور اسلامیون کا مرکز بنا دیا۔

نورالدین کی عالی حوصلگی

۵۵۶ھ (مطابق نومبر ۱۱۶۱ع) مین عیسائی بادشاہ بالڈون کا انتقال ہوگیا اس کے مرنے سے عیسائیون کے ہوش وحواس بجا نہ تھے لوگون نے نورالدین محمود کو یہہ مشورہ دیا کہ اسوقت عیسائیون کے ضعف سے ضرور فایدہ اوٹھانا چاہیئے فلسطین اور اس کے بلاد پر بحالت موجودہ بہت آسانی سے قبضہ ہو جائے گا لیکن نورالدین محمود نے اپنی بےمثل فیاضی سے اپنے دلی دشمن کے نسبت یہہ رائے ظاہر کی کہ اسکی مجھے کوئی وجہ نہین معلوم ہوتی کہ مین ایسی سلطنت پر کیون حملہ کرنے کا موقع حاصل کرون جس سے بفضلہ تعالی مجھے کسی قسم کا کسی وقت مین کسی خوف کا اندیشہ

(بقیہ نوٹ صفحہ ۱۰۴) یہہ معاملات خانہ داری اور ملکی پر متصرف ہوگیا اسکا یہہ تصرف عاضد کی پہوپہی کو ناگوار گذرا اُس نے چند امراء کو اس کے قتل کے لئے بہت سا مال واسباب دیا مگر صالح کو اسکی اطلاع ہوگئی اس نے کل مال واسباب ان سے چہین لیا اور انکو اس سازش کے جرم مین قتل کرکے عاضد کی پہوپہی کی بہی نگرانی کرنے لگا بعد چندے موقع پا کر عاضد کی پہوپہی نے سوڈانیون کو اس کے قتل پر اوبہارا چنانچہ انہون نے ۱۹- رمضان ۵۵۶ھ کو جسوقت صالح اپنے مکان سے نکلکر قصر خلافت مین جارہا تہا مار ڈالا صالح نے وقت انتقال اپنے لڑکے کو وزارت عاضدیہ کی وصیت کی۔ عمارہ یمنی نے کتاب الوزراء مین اسکی بہت تعریف لکھی ہے۔ ذی علم علم دوست۔ امامی المذہب تہا۔

نہین ہے مین اپنے حریف سے ہر وقت لڑسکتا ہون انہون نے اپنا ایک اچھا بادشاہ کہو دیا ہے مجھکو ان کے سچے رنج وغم مین شرکت کرنی چاہیئے اور اونکی حالت زار پر مجھے رحم کرنا چاہیئے مناسب تو یہہ ہے کہ مین ان کے بگڑے ہوئے کامون مین اونکی مدد کرون پہر جب انکو ایک گونہ اطمینان حاصل ہوجائے گا تو مجھکو ان سے لڑنے کا ہر وقت موقع ملسکتا ہے" نورالدین محمود کی یہہ فیاضی تہی کہ اسنے عیسائیون کے ضعف وابتری سے ان کے بادشاہ کے مرنے کے بعد ان کے ملک پر حملہ نہ کیا اور نہ اس سے اُس نے فایدہ اوٹہایا اور اس طرحکے فایدہ اوٹہانے کو اس نے حقارت کی نظرون سے دیکہہ کر انکار کردیا لیکن یہہ واقعہ یاد رکہنے کے قابل ہے کہ اسی عیسائی بادشاہ کا جانشین اموری (جو پہلے یافہ وعسقلان کا حاکم تہا) نورالدین محمود کی وفات پر موقع کو مغتنمات سے سمجھکر اس کے ملک پر چڑہ آیا جسکو عیسائی مورخ ارچ نفرت انگیز پیرایہ مین یون تحریر کرتا ہے کہ "جب مئی سنہ ۱۱۷۴ء (مطابق سنہ ۵۶۹ ہجری) مین نورالدین کا انتقال ہوگیا تو اموری بادشاہ یروشلیم نے اپنے عظیم القدر اور فیاض حریف کے برعکس عمل ایک بے بادشاہ کے ملک پر حملہ کرنے مین کوئی تامل اور غیرت نہین ظاہر کی اور نہ اس نے اپنے ایک فیاض حریف کے احسانات کا جو اوس نے اکثر نازک وقتون مین عیسائی دنیا کے ساتہہ کئے تہے کچہہ خیال کیا۔ اموری نے نہایت تنگ ظرفی سے مردانگی کے ساتہہ بانیاس تک پہونچکر محاصرہ کرلیا مگر نورالدین کی بیوہ نے نہایت عقلمندی سے اسکو روپیہ دیکر ٹالدیا اور وہ اس پست خیالی سے روپیہ لیکر طبریاس کیطرف ہٹ آیا"۔

اس کے بعد پہر عیسائیون اور مسلمانون مین بدستور قدیم چہیڑ چہاڑ شروع ہوکر انکی لڑائیون کے دو میدان قرار دیئے گئے ایک تو سرزمین شام

جہان خود نور الدین محمود بظاہر عیسائیون سے دست بدست لڑ رہا تہا اور درحقیقت صلاح الدین یوسف کے لئے کامیابی کا راستہ صاف کرتا تہا اور دوسرا مصر جس کے پرفضا میدان مین اس کے فوج کا افسر اعلیٰ اسد الدین شیر کوہ کامیابی کی ہوا مین اپنی ناموری کا پہریرہ اوڑا رہا تہا۔

حارم پر پہلا حملہ ابن اثیر نے لکہا ہے کہ ۵۵۷ھ مین نور الدین محمود نے لشکر جمع کرکے حارم پر حملہ کیا قلعہ حارم حلب کے غربی جانب شاہ فرانس کے قبضہ مین تہا اوس کے طرف سے اس قلعہ مین نامی نامی جبرنل اور کارآزمودہ سپاہیون کی ایک تعداد کثیر رہتی تہی جب نور الدین محمود نے اس قلعہ کا محاصرہ کرکے نہایت سختی سے لڑائی شروع کی اوسوقت اطراف وجوانب کے عیسائی امراء حارم کے بچانے کو آئے لیکن خدا جانے وہ کیون لڑائی سے اعراض کرکے نرمی وملاطفت سے پیش آئے اور پچاس ہزار دینار سرخ مصارف فوج کشی دیکر نور الدین کو حلب کیطرف لوٹا دیا۔ اس جنگ مین امیر مویدالدولہ اسامہ بن مرشد بن منقذ اس کے ہمراہ تہا۔

واقعہ قلعہ اکراد پہر ۵۵۸ھ مین نور الدین محمود نے اپنے لشکر کو مرتب ومسلح کرکے بقصد طرابلس خروج کیا اور مقام بقیعہ (قلعہ اکراد کے نیچے) پہونچکر مقیم ہوگیا عین دوپہر کے وقت جبکہ سپاہی کمرین کہولے ہوئے اپنے خیمہ مین پڑے ہوئے تہے عیسائیون نے قلعہ اکراد کے ایک پوشیدہ دروازہ سے نکلکر پہاڑی راستہ طے کرتے ہوئے بحالت غفلت مسلمانون پر آپڑے مسلمانون نے ان کے مقابلہ اور دفعیہ کی کوشش کی لیکن ان کے دست بقبضہ ہونے سے پہلے اونکی تلوارین نیام سے باہر آگئین تہین قتل وقید کا بازار انہون نے گرم کردیا تہا ناچار اس واقعہ مین مسلمانون کو ہزیمت ہوئی عیسائیون نے

آگے بڑہ کر نورالدین محمود کے خیمہ کا محاصرہ کرلیا مگر وہ دلیرانہ بغیر قبا پہنے ہوئے
دائین بائین وار کرتا ہوا نکلا اور گہوڑے پر جو حسب دستور دروازہ خیمہ پر بندہا
ہوا تہا سوار ہو کر اُن کے درمیان سے اُنکو حیران چہوڑ کر اسطرح نکلگیا جیسا کہ بجلی
اندہیری رات مین نظرون سے چمک کر غایب ہو جاتی ہے اور راہرو تہوڑی
دور تک اسکی روشنی مین رستہ چلکر پہر ٹہٹہک کر رہجاتے ہین۔

نورالدین محمود اس واقعہ سے نجات پاکر حمص کے باہر ایک میل پر بحیرہ قدس
کے کنارے ٹہیرا اور وہان سے خیمہ منگوا کر نصب کرائے اس اثناء مین وہ
لوگ بہی آگئے جو اس معرکہ سے جانبر ہو کر نکل آئے تہے اُن لوگون نے باتفاق
یہہ رائے ظاہر کی کہ چونکہ مقام واقعہ یہان سے صرف چہہ کوس کے فاصلہ پر ہے
اور وہان سے لشکر اسلام کمال بے سروسامانی سے یہان بہاگ کر آیا ہے شاید
عیسائی فوجین تعاقب مین آئین اور پہر اس مقام سے ہمکو ہزیمت اوٹہانی پڑے
لہذا مناسب ہے کہ حمص چلکر قیام کرنا چاہیے وہ ہمکو اور ہم اوس کو
دشمنون کے قوی سے قوی حملون سے بچا سکتا ہے نورالدین محمود نے نہایت
مردانگی کا یہہ جواب دیا کہ اگر میرے پاس ہزار سوار ہون تو مین اُنکی قلت و
کثرت سے نہین خوف کرسکتا ہون بخدائے لایزال جب تک مین عیسائیون
سے اسلام کا بدلہ نہ لیلونگا ہرگز کسی دیوار کے سایہ مین نہ بیٹہونگا،، یہہ کہہ کر
نورالدین محمود نے حلب و دمشق سے گہوڑے۔ آلات حرب۔ خیمے۔ اسباب
اور کل وہ چیزین جو لڑائی و لشکر کے لئے ضروری ہین منگوا کر اُن لوگون مین
تقسیم کردیا جو اس واقعہ سے بچ آئے اور جو اس معرکہ مین شہید ہوگئے بجائے
اون کے اونکی اولاد کو اگر وہ ملازمت کے قابل تہین یا اُن کے اعزہ و اقارب کو طلب
کر کے مقرر کر دیا۔ اس خوبی انتظام سے لشکر اسلام جیسا کہ پہلے تہا ویسا ہی ہوگیا

دیکھنے والے کو یہہ معلوم نہو سکتا تہا کہ اس لشکر کا کوئی شخص بہی غایب ہوا ہے مورخین نے لکہا ہے کہ نور الدین محمود نے سوائے آلات حرب و گھوڑے و اسباب کے یک دن مین دو لاکہہ دینار اپنے لشکریون کو دیئے تہے۔

علامۂ شہاب الدین ابو محمد عبد الرحمن بن اسماعیل مقدسی شافعی نے لکہا ہے کہ جسوقت نور الدین محمود اپنے لشکریون کو مال و اسباب اور روپیہ اُنکے حسب دعویٰ دے رہا تہا او سوقت اس کے دیوان نے بنظر خیر خواہی لشکریون سے جسکا وہ دعوی کرتے تہے اُسپر حلف لینے کا قصد کیا لیکن نور الدین محمود کی بلیطبیر فیاضی نے اسکو گوارا نہ کیا اس نے اپنے دیوان کو اسکی سخت ممانعت کی اس کے بعد اوس کے بعض سردارون کو لشکریونکا خلاف واقعہ بیان کرنا معلوم ہو گیا اور انہون نے نور الدین محمود سے اصلی قصہ کو عرض کر کے لشکریون سے حلف لینے کی اجازت چاہی نور الدین محمود نے اس سے انکار کیا اور یہہ کہا کہ جو شخص جس چیز کا جس مقدار پر دعوی کرے بلا خیال اسکو دیتے جاؤ مین قلیل و کثیر بخیال اجر و ثواب دیتا ہون کسی ہمنشین نے یہہ سُنکر یہہ گذارش کیا کہ اگر آپکو ثواب کا خیال ہے تو آپ کے شہر مین زہاد و فقراء و صوفیاء و فقہاء کی ایک جماعت کثیر ہے اونکو دیجیے اور اون سے امداد طلب کیجیے نور الدین محمود نے خشمناک لہجہ مین جواب دیا کہ بخدا مین اللہ تعالیٰ سے امداد طلب کرتا ہون اون لوگون سے کیا مدد ملیگی اور مین کیسے اونکا حق چہینکر انکو دون جو لوگ کافرون سے لڑتے ہین اور کلمۃ اللہ کو پہیلانے مین نرم خوابگاہون کو چہوڑ کر نوکدار نیزون اور تیز تلوارون پر سوتے ہین انہین لوگون کا بیت المال مین حصہ ہے اور وہی اوس کے مستحق ہین یہہ کیسے ہو سکتا ہے کہ مین اونپر اسکو صرف نکرون اور انکے سوا غیرون کو جنہون نے تیر کی بارش

تلوار کی چمک نیزون کی نوکین نہین دیکہین اس مال کو دیدون" نورالدین محمود کے اِس کلام نے سب کو خاموش کر دیا اور اس نے نہایت دریادلی سے لشکریونکو نعم البدل دیکر اس ہزیمت وشکست کا خیال ان کے دل سے بہلا دیا۔

عیسائی امرا اِس ہزیمت کے بعد حمص کے قریب ہونے سے بخیال قبضہ اُس کے طرف بڑہے لیکن جب ان کو یہہ معلوم ہوا کہ نورالدین محمود اس کے قریب خیمہ زن ہے تو حیرت سے ایک دوسرے کا مُنہہ دیکھنے لگے اور باہم شورہ کرکے یہہ راے قایم کی کہ نورالدین محمود سے اب عہدہ برآ ہونا مشکل ہے حالت غفلت مین ایک مرتبہ فتح نصیب ہونا تہا ہو گئی عجب نہین کہ وہ خود ہمپر حملہ کرے۔ رفتہ رفتہ ان کا یہہ خیال اس قدر مستحکم اور اس درجہ مضبوط ہو گیا کہ اونہون نے صلح کی درخواست کی نورالدین محمود نے جب ان کو کچھہ جواب نہ دیا تو بخوف جنگ قلعہ مین معمولی افسرو فوجین چہوڑکر اپنے اپنے ملک کو چلے گئے۔

شاور اور ضرغام یون تو کچہہ مدت پہلے سے مصر کے دارالخلافت مین خلفاء علویہ یا فاطمیہ یا عبیدیہ کا آفتاب اقبال لب بام آرہا تہا کسی حریف کے مقابلہ پر جانا اور اُس سے لڑنا تو بہت دور تہا وہ اپنے آپ کو سنبہال نہ سکتے تہے آرام طلبی حد سے بڑہ گئی تہی ظلم وتعدّی کی کوئی انتہا نہ تہی حکومت کی ساری طاقت وزیرون کے قبضہ مین جا چکی تہی ما خیان وزیر ... لڑائی جہگڑون سے یوماً فیوماً خلافت کی قوت سلب ہوتی جاتی تہی خلیفہ برائے نام سریر خلافت پر بیٹہا ہوا بادشاہ شطرنج کیطرح اپنی بساط سے قدم باہر نہ رکہہ سکتا تہا ان برائے نام خلفاء کے سب سے آخری خلیفہ عاضد لدین اللہ کا زمانہ حکومت تہا کہ ۵۵۶ھ ہجری (مطابق ۱۱۶۱ع) مین بعد قتل الملک الصالح طلائع بن رزیک وزیر مصر کے اسکا بیٹا رزیک بن طلائع وزارت کرنے لگا دو برس بعد ماہ صفر ۵۵۸ھ (مطابق ۱۱۶۲ع

مین شاور نے اس سے وزارت چھین لی پھر اسکو اسی سال ماہ رمضان مین دو بھائیون ناصر الدین ملہم اور ضرغام مدعیان وزارت سے مقابلہ کرنا پڑا بدنصیب شاور اس لڑائی مین پسپا ہو کر شام کیطرف بھاگا ضرغام نے اُس کے محل کو لوٹ لیا اُس کے دونون لڑکے طیا اور سلیمان کو گرفتار کر کے قتل کرڈالا اور خود ایوان وزارت مین بیٹھکر حکم و احکام جاری کرنے لگا خلیفہ عاضد ان سب واقعات کو خاموشی کی نظرون سے دیکھتا جارہا تھا اور مصری رعایا فریق غالب کا ساتھ دے رہی تھی۔

شیرکوہ اور مصر

ربیع الاول ۵۵۹ھ (مطابق سنہ ء) مین شاور دمشق پہونچا اور نورالدین محمود کے سایہ عاطفت مین پناہ گزین ہو کر اوس سے مدد کا خواستگار ہوا لیکن جب نورالدین محمود کو اس خیال سے کہ عیسائیون کا مصر مین کسیقدر عمل دخل ہے اور خلافت علویہ کمزور ہورہی ہے اسکی مدد دینے مین کچھہ تامل ہوا تو شاور نے یہہ اقرار کیا کہ شیرکوہ کی فوج مصر مین رہیگی اور اوس کے خرچ کے لئے ثلث آمدنی دیجائے گی جس سے نورالدین محمود نے شاور کے ہمراہ اسد الدین شیرکوہ کے زیر حکم ایک فوج اوسکی مدد کو ماہ جمادی[1] الاول سنہ مذکور مین روانہ کیا اور اس مہم کے باسانی مصر تک پہونچ جانے کی یہہ تدبیر نکالی کہ خود ایک فوج لیکر عیسائیون کے سرحدی شہرون پر جا پڑا تاکہ وہ اس کے خیال خوف سے

---

[1] قاضی ابن شداد نے لکھاہے کہ اسد الدین مصر کی جانب ۵۵۸ھ مین روانہ ہوا ہے اور عماد کاتب اور ابن اثیر کا یہہ بیان ہے کہ ماہ جمادی الاول ۵۵۹ھ مین شیرکوہ مصر کو روانہ ہوا ہے کیونکہ شاور کو ضرغام نے ۵۵۸ھ مین ہزیمت دی ہے اور شاور آخر سنہ مذکور یا اوایل ۵۵۹ھ مین دمشق پہونچا ہے اور جمادی الاول ۵۵۹ھ مین نورالدین نے اسد الدین کو روانہ کیاہے اور یہی اقرب الی الحق ہے واللہ اعلم۔

اسد الدین شیرکوہ سے متعرض ہون شیرکوہ نے روانگی کے وقت باتصواب
نورالدین محمود اپنے بھیتجے صلاح الدین یوسف کو اپنے ہمراہ لیلیا تہا اور اوسکو اپنے لشکر کا
ہراول و علم بردار بنالیا تہا۔ جب ضرغام کو یہہ خبرین معلوم ہوئین تو اس نے
عیسائی بادشاہ یروشلیم (اموری) سے مدد مانگی وہ اس کے مدد دینے پر
آمادہ ہوگیا لیکن مصر مین عیسائی فوجون کے پہونچنے سے پہلے شیرکوہ شاور
کے ہمراہ مصر مین داخل ہوگیا تہا اور ناصر الدین ملہم و ضرغام کی مصری فوج
اس کے لشکر ظفر پیکر سے شکست پاچکی ہی او ضرغام ایک سپاہی کے ہاتھ سے
مشہد سید نفیسہ کے قریب قتل ہوچکا تہا۔ شاور ایوان وزارت مین بیٹھتے
ہی اپنے وعدہ و اقرار کو بہول گیا اور شیرکوہ اوس سے اوس وعدہ و اقرار
کے پورا کرنے کا تقاضا کرنے لگا جو وہ نورالدین محمود سے کر آیا تہا کسی قدر بحث و
تکرار کے بعد اس نے صرف تیس ہزار دینار دیکر شیرکوہ کو ٹالنا چاہا شیرکوہ
اس امر پر راضی نہوا اور بجبر و بزور تیغ ایفاء وعدہ پر آمادہ ہوگیا اس موقع پر
احسان فراموش شاور نے وہی چال اختیار کی جسکا خطرہ پہلے ہی نورالدین محمود کو
ہوا تہا اور اسی خیال سے وہ اسکی امداد مین پس وپیش کر رہا تہا یعنی اوس نے
اس کے ہاتھون سے نجات پانے کی غرض سے عیسائی بادشاہ یروشلیم (اموری) کو
امداد کے لئے بلایا اور رکانی طور سے رسد اور فی پڑاؤ ہزار دینار دینے کا وعدہ کیا
اموری فوراً اپنی فوج لئے ہوئے مصر مین آپہونچا شیرکوہ کے پاس فوج کم تہی
اور اوسکو مصری اور عیسائی فوجون سے مقابلہ کرنا تہا اس نے مصر کو چھوڑکر
بلبیس مین اوترکر اوسکی قلعہ بندی کرلی اور عیسائی اور مصری فوجون نے
پہونچکر اسکا محاصرہ کرلیا تین مہینہ تک یہہ وہان محصور رہا۔

فتح حارم نورالدین محمود کو جب اسکی اطلاع ہوئی کہ شاور نے شیرکوہ سے

عہد شکنی کی اور عیسائیون کو اپنے امداد کے لئے بلا کر اسکو محصور کر لیا ہے تب اُس نے مصر سے عیسائیون کو واپس بلانے اور شیرکوہ کو محاصرہ سے چھڑانیکے یہہ تدبیر نکالی کہ اُس نے عیسائی مقبوضات پر حملہ کر دیا اور سب سے پہلے حارم کا محاصرہ کر لیا۔

نور الدین محمود کے ہمراہ اس موقع پر مرتب لشکر کا حصہ نہایت کم تہا کیونکہ حصہ کثیر اس کے فوج کا شیرکوہ کے ساتہہ بلبیس مین محصور تہا لیکن جسقدر لشکر اس کے ہمراہ حارم پر اسلامی جہنڈا گاڑنے کو آیا تہا وہ حسب ذیل تہا مقدمۃ الجیش مین پانچسو موصل کی فوجین تہین اور اُنکا افسر اسکا بہائی قطب الدین اتابک تہا اور زین الدین بن قطب الدین اتابک اسکی نیابت مین تہا۔

میمنہ مین ایکہزار حلبی لشکر فخر الدین قزا ارسلان کی ماتحتی مین تہا۔

میسرہ مین بہی ایکہزار ماردین کی فوجین تہین جو نجم الدین کے زیر حکم لڑنے کو آئی تہین۔

قلب مین ایکہزار سپاہی دمشقی۔ کردی تہے سلطان نور الدین اسلامی پہریرہ کے نیچے انکا اور کل لشکر اسلامیہ کا افسر اعلیٰ تہا اسی کے حکم سے کل لشکر نقل و حرکت کرتا اور لڑتا تہا۔

ساقہ مین پانچسو سوار تہے جس مین ممالک نوریہ کا ایک گروہ اور رجان نثار ونکی فوج کا ایک دستہ تہا۔

نور الدین اور اس کی کل کائنات یہہ تہی۔ اس کے مقابلہ پر بوہمنڈ ثانی انطاکیہ کا نیا امیر دس ہزار کی جمعیت سے اور قمص (ریمنڈ) والی طرابلس دس ہزار لشکر لیکر اور ابن جوسلین بارہ ہزار فوج لیکر آیا تہا۔ پہلے عیسائی سوارون نے اسلامی میمنہ پر دہاوا کیا فخر الدین قزا ارسلان نے اپنی جمعیت کو منتشر کر کے پیچہے ہٹنا شروع کیا اور عیسائی فوجین کامیابی کے غرور مین آگے بڑہنے لگین

رفتہ رفتہ جب فخرالدین دو کوس کے قریب پیچہے ہٹ گیا او سوقت ماردین کی اسلامی فوج نے بہی یالِلاسلام کہہ کر حملہ کردیا عیسائی فوج کے سوار و پیادہ ایک دوسرے سے جدا ہو گئے اُن کی وہ مجموعی حالت جواس سے پیشتر تہی متفرق ہوگئی جس سے وہ ایک دوسرے کو نہ بچاسکے نورالدین محمود نے لڑائی کا یہہ عنوان دیکہہ کر رومال کے اشارہ سے قطب الدین اتابک کو قلعہ پر حملہ کرنیکا حکم دیا اور خود عیسائی میسرہ پر پہونچکر کشت وخون کا بازار گرم کردیا جو اس بات عیسائی فوجین اپنی مایوسانہ کوششون سے کچہہ بہی فایدہ نہ اوٹہا سکین ایک ثلث[۱] کے قریب تیغ اجل کے نذر ہوگئین کچہہ لوگ بہاگ گئے کئی ہزار عیسائی معہ بوہمنڈ امیر انطاکیہ و ریمینڈ والی طرابلس و ابن جوسلین و ڈیوک روم کے گرفتار کرلئے گئے دو شبانہ روز جنگ کے بعد اکیسوین رمضان ۵۵۹ھ کو نورالدین حارم مین داخل ہوا۔ حافظ ابوالقاسم مورخ دمشق نے تحریر کیا ہے کہ نورالدین محمود نے اس واقعہ مین چار ہزار فوج سے روم۔ ارمن۔ فرانس کی بتیس ہزار (۳۲۰۰۰) فوج کا مقابلہ کرکے اُن کو نیچا دِکہایا ہے اسی واقعہ مین بوہمنڈ والی انطاکیہ بہی قید ہو آیا تہا جسکو اس نے مال کثیر لیکر آزاد کیا اور اس مال کو بتدریج جہاد فی سبیل اللہ مین صرف کیا۔

فتح قلعہ بانیاس و طبریہ کامیابی کے بعد امراء لشکر کی یہہ رائے قرار پائی کہ لگے ہاتہون انطاکیہ پر بہی حملہ کرکے اُسکو بہی زیر سایۂ حمایت دولت نوریہ لیلینا چاہیے کیونکہ واقعہ حارم نے اس کے محافظین سے اسکو خالی کردیا ہے لیکن سلطان نورالدین محمود نے اس رائے سے اختلاف کیا باین خیال کہ انطاکیہ کا

---

[۱] صاحب خریدہ نے لکہا ہے کہ اس معرکہ مین بیس ہزار عیسائی مارے گئے اور پانچ ہزار گرفتار کرلیے گئے باقی جو بچے وہ بہاگ گئے۔

شہر اگرچہ بآسانی فتح ہو جائیگا لیکن اس کے قلعہ پر سوائے طول حصار کے کم مدت
مین قبضہ نہین حاصل ہو سکتا قطع نظر اس سے اگر اہل قلعہ نے والی قسطنطنیہ
سے سازش کر کے قلعہ اوس کے سپرد کر دیا تو دشواری کی کوئی انتہا نہ ہجائے گی
اور والی انطاکیہ کا جوار بادشاہ قسطنطنیہ سے مناسب زیادہ ہے۔

امرا لشکر نور الدین محمود کی یہہ رائے مناسب سنکر خاموش ہو رہے اور
اور اس نے مصلحتاً حارم کے قلعہ مین قیام کر دیا اثناء قیام مین خود تو کسی مہم
مین نہین شریک ہوا لیکن وقتاً فوقتاً ممالک مقبوضۂ روم پر سرایا بھیجتا رہا
جنہون نے مفتوحات نوریہ کے سرحد کو لاذقیہ اور رسو یدا تک بڑہا لیا۔ ماہ ذی الحجہ
سنہ مذکور مین موصل اور دیار بکر کی فوجون کو واپس جانے اور رہم طبریہ
کی طیاری کا اعلان کر دیا عیسائی امراء یہہ سنکر طبریہ کے بچانے کی فکر مین
کرنے لگے اور نور الدین محمود نے موقع پاکر محرم ۵۶۰ھ مین قلعہ بانیاس[۱] پر
پہونچکر اُسکا محاصرہ کر لیا عیسائیون نے اس مدبرانہ حملہ سے گھبراکر طبریہ سے
بانیاس کے طرف رُخ کیا لیکن اُن کے پہونچنے سے پہلے نور الدین محمود بانیاس
فتح کر چکا تھا اور جب عیسائی فوجین بانیاس کے قریب پہونچین تو اوس نے
اپنی فوج کے ایک حصہ کو اُن کے مقابلہ پر چھوڑکر طبریہ کو بھی بسہولیت تمام

---

[۱] یہہ قلعہ ۵۴۳ھ سے عیسائیون کے قبضہ مین چلا گیا تھا جسوقت نور الدین محمود
مظفر و منصور اس قلعہ مین داخل ہوا اتفاق سے اُسوقت معین الدین انز کا لڑکا اس کے
پاس کھڑا تھا نور الدین محمود نے اُس سے مخاطب ہو کر کہا کہ آج لوگون کو ایک خوشی حاصل
ہوئی ہے اور تجھکو دو۔ معین الدین کے لڑکے نے عرض کیا یہہ کیون؟ نور الدین محمود نے کہا
اسوجہ سے کہ اللہ تعالیٰ نے آج تیرے باپ کو آتش دوزخ سے بچا دیا کیونکہ اسی نے تو اس قلعہ کو
عیسائیون کے سپرد کر دیا تھا۔

اپنے قبضہ مین لیلیا۔

شیرکوہ کی واپسی

نورالدین محمود کی اس عاملانہ کارروائیون اور حکمت عملیون اور اسکی ان فتوحات نے اُدہر عیسائیون کو مصر مین اس درجہ متوحش اور متردد کردیا کہ اُنہون نے بمجبوری شیرکوہ سے صلح کرکے مصر سے دست کش ہوکر واپسی کو غنیمت سمجہا اور ادہر خود شیرکوہ چارون طرف سے گہر جانے اور بلاد اسلامیہ سے بے تعلق ہوجانے کے سبب سے شاور سے ساٹہہ ہزار دینار لیکر مصر سے مراجعت کرنے پر آمادہ ہوگیا اور عیسائیون کی واپسی کے بعد براہ خشکی شام کو واپس آیا۔

فتح منیطرہ

سنہ ۵۶۱ھ مین نورالدین نے قلعہ منیطرہ کو عیسائیون سے چہین لیا ابن اثیر نے لکہا ہے کہ ایکروز نورالدین بلا علم و اطلاع امراء دولت چند دستہ فوج لئے ہوئے دمشق سے نکلکر سیر کرتے ہوئے بحالت غفلت منیطرہ پر جا پہونچا اور نہایت مضبوطی سے اُسکا حصار کرکے لڑائی شروع کردی اطراف و جوانب کے عیسائیون نے یہہ خیال کرکے کہ نورالدین کے ہمراہ فوج کثیر ہوگی آگے بڑہنے کی جرأت نہ کی و عیسائی فوج کے آنے کے انتظار مین ٹہہری رہی تا آنکہ نورالدین محمود نے بزور تیغ اسکو فتح کرکے عیسائی قیدیون کو دمشق بہیجدیا اس کے بعد عیسائیون نے یورش کی لیکن اس سے کچہہ فایدہ نہ تہا قلعہ فتح ہوچکا تہا اور اسمین جسقدر عیسائی تہے وہ گرفتار کرکے دمشق بہیجدیئے گئے تہے مسلمانون کا قبضہ دخل ہوگیا تہا اور اُنہین کا پترول قلعہ کے چارون طرف پہر رہا تہا۔ قاضی ابن شداد نے لکہا ہے کہ یہہ واقعہ سنہ ۵۶۲ھ کا ہے اور اسی قول کی تائید صاحب کتاب الروضتین نے بہی کی واللہ اعلم۔

شیرکوہ اور عیسائی و مصری

یون تو اکثر خلوت و جلوت مین نورالدین محمود سے شیرکوہ مصر کے تمول اور ضعف کا حال بیان کرتا اور اسکو مصر کے لینے پر آمادہ کیا کرتا تہا لیکن سنہ ۵۶۲ ہجری (مطابق سنہ ۱۱۶۶ع) مین اسکا اصرار قبضہ مصر کے

بابت حد سے بڑھ گیا اور اُس نے صاف الفاظ مین یہہ کہہ دیا کہ "اگر آپکو بیت المقدس کے
فتح کرنے کی دلی خواہش اور توسیع بلاد اسلامیہ کا خیال ہے تو مصر کو عیسائیون سے
بچایئے ورنہ فتح بیت المقدس تو ایک مشکل امر ہے خود اپنی قوت سنبھالنے اور اپنے کو
بچانے کی ضرورت پڑ جائے گی اور اپنی قوت سنبھلنے اور اپنے کو ان کے
شر و فساد سے بچانے کی تدبیر یہی ہے کہ ہم خود مصر کو فتح کر لین حالت موجودہ
مین قبضۂ مصر ایک نہایت آسان امر ہے اسکی فوجین نہایت بے ترتیب اور
بازاری آدمیون سے بھری ہوئی ہین اس کے افسر بیحد نا تجربہ کار ہین اور
عیسائی اسکی یہہ حالت دیکھہ کر ہر وقت قبضۂ مصر پر آمادہ و طیار ہین ان چھوٹے
چھوٹے صوبہ اور شہرون کو عیسائیون کے قبضہ سے آپ نے نکال لیا تو کیا اور
اگر انہین کے قبضہ مین رہے تو کیا۔ البتہ مصر اولاً کسی کے قبضہ مین ہو
لیکن اسلامی ملک ہے اسکو عیسائیون کے قبضہ سے بچانا فرض ہے ثانیاً
بفرض تقدیر اگر اوسپر عیسائی قابض ہو گئے تو پھر آپ بیت المقدس کیطرف
رُخ تک نکر سکین گے"۔ شیرکوہ کی اس تحریک و تجویز نے نورالدین محمود کو
قبضۂ مصر پر آمادہ کر دیا اور اس غرض کے پورا کرنے کو اس نے دو ہزار سوارونکی
جمعیت سے شیرکوہ کو معہ اس کے بھتیجے صلاح الدین یوسف کے ۱۲ ربیع الاول
سنہ ۵۶۲ھ مین دوبارہ مصر کے طرف روانہ کر دیا۔
شیرکوہ خشکی کے رستہ فرانسیسی مقبوضات کو داہنی جانب چھوڑتے
ہوئے بلاد مصر مین جا پہونچا اور اطفیح کے قریب دریائے نیل عبور
کر کے مصر کے غربی جانب بلاد جیزہ مین جا اوترا لیکن عیسائی اُس کے خیال کے
موافق اُس کے پہونچنے سے پہلے مصر مین باشارۂ شاور مصر مین داخل ہو چکے
تھے اور اس سے اطاعت اور اضافہ خراج کے عہد کی تجدید کر کے خود خلیفۂ مصر نے

عہد نامہ لکھوالیا تھا۔ شیرکوہ مصر کا یہہ رنگ دیکھہ کر جو ۵۵۹ روز تک بلاد عربیہ
مصر مین ٹھہرا ہوا شاور کی حرکات دیکھتا رہا بعد ازان جب عیسائی فوجین جانب
غربی سے عبور کرکے مصر سے آگے بڑہین اوسوقت شیرکوہ صعید کیطرف روانہ ہوا
اور مقام یابین مین پہونچکر ٹہر گیا۔ ۲۵۔ جمادی الاول کو عیسائی اور مصری فوجین
بہی اس کے مدافعت و مقابلہ کو یابین کے قریب آپہونچین۔ شیرکوہ کو جاسوسون سے
معلوم ہوا کہ مخالف کے پاس بیشمار فوج و سامان جنگ ہے اور خود اس کے
پاس انکے مقابلہ کیلئے بہت تہوڑی فوج ہے۔ شیرکوہ کا قصد باوجود ان کے
کثرت کے لڑنے کا تہا اور وہ یہہ چاہتا تہا کہ فریقین مین تلوار کے ذریعہ سے
ایک قطعی فیصلہ ہو جائے لیکن اس نے اپنے ہمراہیون اور رکمی فوج کے خیال سے
لوگون کو جمع کرکے مشورہ طلب کیا۔ کُل آدمیون نے بالاتفاق یہہ رائے ظاہر
کردی کہ دریائے نیل شرقی جانب سے عبور کرکے شام کو لوٹ چلنا چاہیئے فوج
کی کمی۔ ملک کی اجنبیت کسی طرح لڑائی کی اجازت نہین دیتی اگر خدانخواستہ ہمکو
ہزیمت ہوئی اور ظن غالب یہی ہے تو ہمارے لئے کوئی ماوای و ملجا نہین ہے
ہر شخص ہمارا خاص ہو یا عام دشمن اور ہمارے خون کا پیاسا ہے دو ہزار سوارون
سے بیس ہزار کا مقابلہ کرنا اپنے کو معرض خطر مین ڈالنا ہے"۔ لیکن شرف الدین
برغش والی سقیف اوٹہہ کہڑا ہوا اور اوس نے للکارکے کہا کہ "یہہ نمکحرامی ہے جو
شخص قتل و قید و زخم سے ڈرتا ہو اوسکو چاہیئے کہ سلاطین کی ملازمت نکرے
بلکہ وہ مخنث ہو جائے یا عورتون کے ساتھہ گہر مین بیٹہہ رہے۔ خدا کی قسم اگر
تملوگ بغیر غلبہ و جنگ بلا کسی عذر کے الملک العادل کے پاس واپس ہو کر گئے
تو یہہ یاد رکہنا کہ وہ ساری جاگیرین چہین لیگا جسے کل وہ چیزین واپس لیلیگا
جسکو تملوگ آجتک صرف کرچکے ہو باین ہمہ تمہاری اس نمکحرامی کی تمکو سخت سزائین دیگا

بڑے افسوس کی بات ہے کہ تملوگ مسلمانون کا مال کہاتے ہو اور دشمنون کو زیادہ
دیکھہ کر لڑائی سے بہلگتے ہو۔ اور مصر ایسے ملک کو کفار کے قبضہ مین چہوڑے جاتے ہو
خدا سے ڈرو کل قیامت مین کیا مُنہہ دکہاؤگے" شیر کوہ تو پہلے سے لڑائی پر تلا بیٹہا
ہوا تہا اس نے یہہ سُنکر کہہ دیا میری بہی رائے ہے مین اسپر عمل کرونگا صلاح الدین
یوسف نے اس رائے کی تائید کی پہر کیا تہا تہوڑی دیر مین سب کے سب جنگ
کرنے پر متفق ہوگئے۔ اس کے بعد شیر کوہ نے اسلامی لشکر کو اس طرح مرتب کیا
کہ صلاح الدین کو قلب مین بجائے اپنے چہوڑا اور خود تہوڑے سے سوارون کو لیکر
میمنہ پر رہا اور میسرہ مین شرف الدین برغش کو رکہا اور صلاح الدین کو یہہ
سمجہا دیا کہ عیسائی و مصری فوجین مجہکو قلب مین سمجہکر پورا حملہ کرینگی تم برائے نام
ان کے حملہ کا جواب دیتے ہوئے پیچہے ہٹتے جانا جب وہ جوش مردانگی مین تمہارے
تعاقب مین بڑہین گی اوسوقت مین اونپر حملہ کرونگا تم بہی فوراً پلٹ کر بائین
بازو سے حملہ کر دینا اور شرف الدین برغش میسرہ سے ساتہہ مین محافظت کے
غرض سے آجائیگا۔ شیر کوہ کا یہہ خیال صحیح نکلا اور اسکی یہہ تدبیر کارگر ہوگئی۔
عیسائیون نے مقابلہ ہوتے ہی قلب پر حملہ کر دیا صلاح الدین شیر کوہ کے سمجہانیکے
مطابق ان کے حملون کا جواب دیتا ہوا پیچہے کو ہٹا عیسائی اور مصری فوجین
جوش مردانگی مین اپنا مورچہ چہوڑ کر آگے بڑہین شیر کوہ جو اسیوقت و حالت کا
منتظر تہا اپنے ہمراہی سوارون کو لیکر اونپر جا پڑا اور صلاح الدین نے اپنے
پیچہے ہٹنے والے قدمون کو آگے بڑہا کر ایک مجموعی قوت سے حملہ کر دیا۔ عیسائی
اور مصری لشکر میدان جنگ سے بہاگ نکلا۔ شیر کوہ کی مردانگی اور تدبیر کی یہہ
عدیم النظیر مثال ہے کہ دو ہزار سوارون سے اس نے بتیس ہزار مصری اور
عیسائی فوج کو میدانِ جنگ سے بہگا دیا۔ اس خداداد کامیابی کے بعد شیر کوہ

اسکندریہ کے طرف بڑہا اور راوسپر بآسانی قبضہ حاصل کرکے اپنے بہتیجے صلاح الدین کو
وہان چہوڑکر صعید کی جانب چلا گیا اور وہین تا انقضاء ماہ رمضان ٹہرا رہا ۔
عیسائی اور مصری امراء نے قاہرہ پہونچکر پہر اپنی بگڑی ہوئی حالت کو سنبہالا
اور دوبارہ دونون فوجون کو مرتب کرکے اسکندریہ کا محاصرہ کرلیا صلاح الدین
نہایت شجاعت و مردانگی سے انکے مسلسل تین مہینون کے محاصرہ کا جواب دیتا رہا
ایک عیسائی یا مصری سپاہی کو اسکندریہ کے فصیل کے قریب نہ آنے دیا لیکن
جو تہے مہینہ طول حصار و قلت رسد و کمی سامان جنگ سے پریشان ہونے لگا اور
شیرکوہ کو قاہرہ کے فتح مین جب کامیابی ہوتی نظر نہ آئی تو وہ اسکندریہ کے
طرف لوٹا اثناء راہ مین عیسائیون اور مصریون کے قاصد سے علاوہ مال غنیمت کے
جو وہ حاصل کرچکا تہا پچاس ہزار دینار لیکر واپس چلے جانے پر اس شرط سے صلح
کرلیا کہ عیسائی بہی مصر مین نہ ٹہرین اور اسکندریہ مصریون کو دیدیا جائے۔ اس مصالحت
کے بعد عیسائی بادشاہ اموری بہی شاور سے یہہ عہد لیکر کہ قاہرہ مین اسکا ایک
شحنہ (نایب) اور شہر پناہ کے دروازہ پر ایک گارد رہے گی اور لاکہہ دینار سالانہ
خراج مقرر کراکے مصر سے واپس چلا آیا۔ یہہ عہد و اقرار عیسائی بادشاہ اور شاور
مین ہوا تہا خلیفہ عاضد کو اسکی مطلق اطلاع نہ تہی ۔

فتح قلعہ ہونین وغیرہ نورالدین محمود نے اوس زمانہ مین جبکہ اسکا نامی سپہ سالار شیرکوہ
اور اسکا بہتیجا صلاح الدین یوسف اسکندریہ و اطراف صعید مین عیسائی اور
مصری فوجون سے مقابلہ کر رہا تہا اپنے بہائی قطب الدین کو موصل سے معہ
اسکی فوج کے حمص مین بلا بہیجا تہا اور اس کے آنے کے بعد شامی عیسائیون کے
ممالک مقبوضہ پر انکی مجموعی قوت گہٹانے کے غرض سے حملہ کر رہا تہا۔ قلعہ اکراد
عرقہ ۔ عریمہ ۔ صافیتا اور ان کے بلاد متعلقہ کو کامیابی کے ساتہہ فتح کرکے

حمص واپس آیا تہا اور بعد انقضاء ماہ مبارک رمضان حمص سے روانہ ہوکر
بانیاس ہوتے ہوئے قلعہ ہونین پر پہونچکر اوسکا محاصرہ کرلیا- یہہ قلعہ
اسوقت تک شاہ فرانس کے قبضہ مین تہا اس مین اسکی پندرہ ہزار مسلح مرتب
فوج رہتی تہی جس کے مقابلہ مین نورالدین محمود صرف تین ہزار فوج لیکر آیا تہا
تین ہفتہ تک برابر طرفین سے آتشباری وسنگباری ہوتی رہی جو ہفتہ
مین ممالیک نوریہ سرنگ کے ذریعہ سے قلعہ کا شمالی برج توڑ کر شب کیوقت
قلعہ مین بہ تبدیل لباس گہس گئے اور سفیدہ صبح کے نمودار ہوتے اسلامی
پہریرہ ہونین کے شاندار برج پر اوڑا دیا عیسائی فوجین یہہ عجیب ماجرا دیکہکر
گہبراکر دروازہ کہولکر میدان کیطرف بہاگین مسلمانون نے انکو تلوار پر رکہہ لیا
پانچہزار عیسائی مارے گئے چار ہزار کے قریب گرفتار کرلئے گئے باقی جو رہے
وہ سب بہاگ گئے- اس کامیابی کے بعد نورالدین محمود قلعہ اکاف کو
مسمار کرکے آگے بڑہنے کا قصد کررہا تہا کہ شیرکوہ کی واپسی کو سنکر حمص چلا آیا-
اسی سنہ مین اس نے قطب الدین کی جاگیر مین رقہ کا اضافہ کیا اور امیر
غازی حسان منبجی سے بوجہ سرکشی منبج چہین کر اس کے بہائی قطب الدین
ینال کو دیدیا-

عماد کاتب لکہتا ہے کہ نورالدین محمود قلعہ منبج سے روانہ ہوکر دریائے
فرات عبور کرکے الرہا پہونچا اور وہان چندے قیام کرکے ماہ رجب مین حلب
واپس آیا شہر کے باہر راس المیدان الاخضر مین خیمہ مین ٹہرا رہا اور رجب تک
یہان مقیم رہا صلاح الدین یوسف کے ساتہہ چوگان (پولو) کہیلتا رہا ایکروز
چوگان کہیلنے مین صلاح الدین کا گہوڑا پہسل کر گر پڑا- عماد کاتب نے چند
اشعار پرلطف لکہہ کر صلاح الدین کے پاس بہیجدئے جنکو ہم بنظر دلچسپی درج ذیل

نورالدین جزو (۱) ورق نمبر (۳۰)

کرتے ہین۔ وہو ہذا۔

لاتنکرن لسابح عثرت بہ۔ تم کسی عمدہ گھوڑے کے لغزش پا سے تعجب نکرو

قدم وقد حمل الخضم الزاخرا۔ جس وقتیکہ وہ بحر بخشش کو اوٹھائے ہوئے ہو۔

القی علی السلطان طرفك طرفہ۔ تمہارے گھوڑے نے اپنی نظر بادشاہ پر ڈالی

فہوی ہنالك للسلام مبادرا۔ تو سلام کرنے کیلئے نیچے کو جھکا۔

سبق الریاح بجریہ وکففتہ۔ اصل مین تو وہ ہوا سے بھی آگے چل نکلا تھا۔

عنہا فلیس علی خلافك قادرا۔ لیکن تم نے جو روک لیا تو تمہاری مخالفت کیون کرتا۔

ضعفت قواہ اذ تذکر انہا۔ اسکی قوتین اس خیال سے ضعیف ہو گئین

فی السرج منك یقل لیثا خادرا۔ اسکی زین پر تمہارا جیسا شخص جو جنگ شیر کی بھی حقیقت نہ سمجھے سوار ہے۔

ومتی تطیق الریح طودا شامخا۔ نہین تو یہہ سمجہہ لو کہ ہوا کتنا ہی تیز چلے کسی پہاڑ کو اوڑا لیجا سکتی ہے؟

او لیستطیع البرق جونا ماطرا۔ یا بجلی کی چمک کسی ابر باران سے بھی مقابلہ کرتی ہے؟

فاعذر سقوط البرق عند مسیرہ۔ بجلی کی چمک رک جانیکو معذور رکھی۔

فالبرق یسقط حین یخطف سایرا۔ کیونکہ بجلی جب آنکھین لے چک لیتی ہے تو گر جاتی ہے۔

واقل جودك عفو ما انی بہ۔ اور تمہاری بخشش کا ایک بہت چھوٹا حصہ یہہ ہے کہ جو حرکت اس گھوڑے سے سرزد ہوئی ہو اسکو معاف کرو۔

ان الجواد لمن یقیل العاثرا۔ کیونکہ بڑا بخشش کرنیوالا لغزش کرنیوالے سے در گزر کیا کرتا۔

ونوق من عین الحسود وشرھا۔ اور بچو تم آنکھہ سے حاسدون کے اور اسکی برائی سے۔

لا ھکان ناظرھا بسوء ناظرا۔ تمپر کسی کی نظر بد نہ اثر کرے۔

واسلم لنور الدین سلطان لورای اور تم نور الدین کے لئے جو تمام عالم کا بادشاہ ہے سلامت رہو۔

فی الحادثات معاضدا وموازرا۔ اور اس کے حادثات مین اسکے مددگار ومعاون رہو۔

فاذا صلاح الدین دام لاھلہ۔ کیونکہ جب تک صلاح الدین اپنے لوگون کے لئے زندہ ہے۔

لم یجذر والدھر ضرا فاضائرا۔ اسوقت تک انکو زمانہ کی گردش ہنین ضرر پہونچا سکتی۔

عماد کاتب لکھتا ہے کہ نور الدین محمود نے اس سال مین حلب وکفرطاب مین صلاح الدین کو جاگیرین دین اور اسد الدین کو حمص دیدیا۔

قلعہ جعبر پر قبضہ ۵۶۴ھ کے اوایل مین نور الدین محمود نے قلعۂ جعبر پر قبضہ کرلیا یہہ قلعہ اسوقت تک شہاب الدین بلک بن علی بن بلک عقیلی (آل عقیل بنی مسیب) کے قبضہ مین زمانہ حکومت سلطان ملکشاہ سے چلا آرہا تھا اسکی مضبوطی واستحکام کا اس سے بخوبی اندازہ ہوسکتا ہے کہ ملوک وقت اس کے حصار سے عاجز آگئے تھے اسی قلعہ کے زمانہ محاصرہ مین نور الدین محمود کا باپ عماد الدین زنگی شہید ہوا ہے جیساکہ اس سے پیشتر ہم بیان کر چکے ہین۔ رجب ۵۶۳ھ کا

واقعہ ہے کہ ایک روز قلعہ جعبر کا حاکم شہاب الدین شکار کھیلنے کو نکلا اتفاق سے اپنے ہمراہیون سے جدا ہوکر ایک میدان مین پڑگیا۔ بنی کلب مین سے کسی نے اسکو گرفتار کرکے نور الدین محمود کے پاس پہونچا دیا نور الدین محمود نے اسکو نہایت عزت و احترام سے رکھا اور بعوض قلعہ جعبر کے اسکو بہت سا مال و اسباب اور جاگیرین دینے کو کہا لیکن جب شہاب الدین نے اُس سے انکار کیا اوسوقت اس نے تہدید و تحکم سے یہہ کارروائی شروع کی جب اس سے بھی کچھہ کام نہ چلا تب نور الدین محمود نے اسکو رہا کرکے ایک لشکر بہ سرداری امیر فخر الدین مسعود بن ابی علی زعفرانی قلعہ جعبر کے فتح کرنے کو روانہ کیا ایک مدت تک امیر فخر الدین اسکا محاصرہ کیے رہا مگر صورت کامیابی کی نہ دکھائی دی مجبور ہوکر نور الدین محمود نے ایک دوسرا لشکر اُسکی مدد کو روانہ کیا اسپر اور اُس لشکر پر جو پہلے سے قلعہ کا محاصرہ کیے تھا امیر مجد الدین ابو بکر معروف بہ ابن الدایہ کو افسر مقرر کیا جسنے پہونچتے ہی دو ایک لڑائیون کے بعد اس کے حاکم شہاب الدین سے سروج اور اوس کے اعمال اور کچھہ مضافات حلب اور بیس ہزار دینار دیکر پندرہوین محرم کو قلعہ جعبر اُس سے لیلیا۔ بیسوین محرم کو حلب مین نور الدین کے پاس امیر مجد الدین کا خط پہونچا اس نے فرط خوشی سے اس قلعہ کو امیر مجد الدین کے سپرد کردیا اور یہہ اپنے طرف سے اپنے بھائی شمس الدین علی کو اسکا حاکم مقرر کرکے حلب کو واپس چلا آیا۔ ابن اثیر نے لکھا ہے کہ کسی نے اس تبادلہ کے بعد شہاب الدین سے دریافت کیا تھا کہ تمہارے نزدیک سروج و شام باعتبار قیام کے اچھا ہے یا کہ قلعہ؟ شہاب الدین نے جوابدیا کہ یہان مال زیادہ ہے اور قلعہ مین عزت تھی جسکو ہم چھوڑ آئے۔

مصر پر عیسائیون کی یورش

مصر کی واپسی کے بعد عیسائیون کی آنکھون مین اُسکی تمول اور سرسبزی کا کانٹا سا کھٹک رہی تھی مگر خود اُن کی

مفلسی اوسپر قبضہ کرنے سے انکی سد راہ ہو رہی تھی گو اسوقت مین ایک لاکھہ دینار کا مصر سے ساان کے لیئے اطمینان کی اور قوت کا باعث تھا لیکن باینہمہ ان مین ایسی قوت موجود نہ تھی کہ بلا مشارکت وامداد وہ مصر سے ضعیف و کمزور مالک پر قبضہ کر لیتے لیکن بعد مراجعت مصر جب اسنے یونانی بادشاہ مینوئل والی قسطنطنیہ کی بھتیجی سے شادی کی تو اس نے مصر کی ردی حالت کے طرف اُسکو توجہ دلا کر اوسپر حملہ کرنے اور بزور قبضہ کر لینے پر آمادہ کیا اور یہہ خیال دلایا کہ نورالدین محمود بلاد شمالیہ فرات مین ہے اور اسکا لشکر شام مین متفرق ہے وہ مصر کے بچانے کو جلد نہین آسکتا اور اہل مصر مین ایسی قوت نہین ہے کہ وہ زیادہ دنون تک اپنے شہر کو غیر کے حملونسے بچا سکین اور پادری کے سامنے چرچ مین جا کر انجیل اوٹھا کر یہہ اقرار کیا کہ حسب حاجت وقتاً فوقتاً فوج اور جہازون سے مدد دیجائے گی چنانچہ اموری ۵۶۴ھ مذکو مطابق ۱۱۶۸ء مین فوج لیکر اپنے معاہدہ کو توڑ کر مصر پر چڑھ گیا اور سرزمین مصر مین قدم رکھتے ہی پہلی صفر کو بلبیس کا محاصرہ کر لیا پانچروز کے حصار و جنگ کے بعد اسکو فتح کر کے اہل شہر سے نہایت بیرحمی و ظلم کا برتاؤ کیا ان کے مال و اسباب کو لوٹ لیا عورتون بچون۔ بوڑھون کو بلا امتیاز جسقدر ہو سکا قتل کر کے قاہرہ کیطرف بڑھے۔ شاور اور اہل قاہرہ عیسائیون کے ظالمانہ برتاؤ اہل بلبیس کے ساتھہ دیکھہ کر لڑنے پر مستعد ہو گئے۔ دسوین صفر کو عیسائیون نے قاہرہ کا محاصرہ کیا انکے محاصرہ کرنے سے پہلے شاور نے نوین صفر کو اس خیال سے کہ عیسائی مصر قابض نہو جائین آگ لگا دی جو پانچوین ربیع الثانی تک جلتا رہا۔

شاور قاہرہ مین محصور ہونے کے بعد جب اسکو یہہ معلوم ہو گیا کہ ہمین قاہرہ کے بچانے کی قوت نہین ہے تب عیسائیون سے وہ مکرو فریب پیش آنے لگا

کبھی عیسائیون سے یہہ کہلا بھیجا تھا کہ میرے تمہارے مراسم قدیم ہین مین تمہارا
دلی خیر خواہ ہون چونکہ قاہرہ کا دیدینا مسلمانون کے خلاف مرضی ہوگا اسوجہ سے
بمصالحت مال و اسباب لیکر لوٹ جانا مناسب ہے اور کبھی انکو یہہ دہمکی دیتا تھا
کہ اگر تم میرے کہے پر عمل نہ کروگے تو مین نورالدین محمود کو بلا بھیجتا ہون اور قاہرہ اُسکے
سپرد کئے دیتا ہون وہ تمکو دم بھر مین نکال باہر کردیگا غرض اسی دم پٹی
سے اِدہر عیسائیون کو شاور نے ایک لاکھہ دینار مصری لیکر واپس جانے پر راضی
کرلیا اور انکو فراہمی دینار کے بہانہ سے قاہرہ سے علیحدہ کردیا اور اُودہر خلیفہ
عاضدلدین اللہ نے مصر کے جلنے کے بعد ایک دردناک عرضداشت نورالدین محمود
کے پاس سیاہ ماتمی کپڑے مین لپیٹ کر بھیجی اور اس مین اپنے حرمون کے بال
اور خون آلودہ کپڑے رکھہ دیئے جس سے اسکا یہہ مقصود تہا کہ ہم اور ہمارے
حرم عیسائیون سے تنگ آگئے ہین برائے خدا ہمکو ان کے پنجۂ ظلم سے بچائیے یہہ میرے
حرمون کے بال ہین جو عیسائیون کے ظلم سے تنگ ہوکر آپ سے فریاد کررہی ہین
آپ انکو جس طرح ہوسکے بچائیں - یہہ قول علامہ ابن اثیر کا ہے - اور عماد کاتب
لکھتا ہے کہ عیسائیون کو جہوٹے وعدون پر ٹالدینے کے بعد خود شاور نے نورالدین محمود
سے مدد منگوا بھیجی ہتی اور یہہ لکھہ بھیجا تہا کہ اگر آپ نے روانگی مین کچھہ بھی تاخیر کی تو
یہہ ملک عیسائیون کے قبضہ مین چلا جائیگا اور اپنے اس بیان کی تائید مین
خلیفہ عاضد سے بھی عرضداشت پر دستخط کرالئے تھے اگرچہ اس سے بیشتر کے
معاہدون اور معاملات ملکی مین خلیفہ عاضد کا نام تک کہین نہین آتا تہا
جو کچھہ کرتا تہا خود شاور کرتا تہا -

شیرکوہ مصر مین	ان مراسلات کے سوا براہ راست اسی مضمون کی تحریرین شیرکوہ کے پاس بھی خلیفہ عاضد یا شاور نے بھیجین تھین اور وہ حمص سے

نور الدین محمود کے طرف آرہا تھا اثنا راہ مین نور الدین محمود کا قاصد ملا جو اسکو
بلانے جاتا تھا شیر کوہ ایک شب مین حمص سے حلب آپہونچا اور نور الدین محمود
سے صلاح و مشورے کر کے روانگی مصر پر آمادہ ہوگیا نور الدین محمود نے اس مرتبہ
پہلے سے زیادہ لشکر۔ روپیہ۔ سامان حرب کا انتظام کیا۔ علاوہ آلات حرب۔ اسلحہ
خیمہ جات۔ گھوڑون کے دو لاکھ دینار شیر کوہ کو اور بیس بیس دینار بطور انعام
کے ان لوگون کو جو اس مہم مین اس کے ہمراہ جارہے تھے مرحمت فرمائے اور
خود راس الماء تک پہونچانے کو آیا شیر کوہ نے اس مہم کے لئے دو ہزار سوار لشکر
نوریہ سے منتخب کئے تھے اور چھہ ہزار مجاہدین ترکمانون سے۔ روانگی کیوقت
نور الدین محمود نے اپنے نامی امراء و ممالیک سے عز الدین جرذیک غرس الدین قلیج
و شرف الدین برغش و ناصر الدین خمارتکین و عین الدولہ ابن الیاروقی
و قطب الدین ینال بن حسان منبجی وغیرہم کو بھی ہمراہ کردیا۔ قاضی ابو المحاسن کا
بیان ہے کہ مجھہ سے صلاح الدین نے خود کہا ہے کہ مین اس مرتبہ اپنے چچا کے
ہمراہ مصر جانے پر راضی نہ تھا مجھکو اسکندریہ مین محصور ہونے کے مصائب بھولے
نہ تھے لیکن جب سلطان نور الدین محمود نے میرے چچا شیر کوہ کو روانگی کا حکم دیا
اور مین اتفاق سے اوسوقت وہان موجود تھا اس نے میرے طرف دیکھہ کر کہا
اے یوسف تو تیار رہے ہ؟ (صلاح الدین کا بیان ہے) کہ اس فقرہ نے تیر کیطرح
میرے دل مین سوراخ کردیا مین نے ذرا پیچھے ہٹ کر کہا چچا جان اگر مجھکو یہہ بھی
معلوم ہو جائے کہ ملک مصر مجھے ملجائیگا تب بھی مصر کیطرف مین رُخ نکرونگا
آپ تشریف لیجایئے مجھے یہین سلطان کی خدمت مین رہنے دیجیے اسپر شیر کوہ نے
نور الدین محمود سے کہا کہ صلاح الدین کا جانا ضروری ہے اور یہہ عذر کرتا ہے یہہ
سُنکر نور الدین محمود نے مجھے بھی تیاری و روانگی کا حکم دیا مین نے سواری ہنوز نے

اور کل اسباب و زاد راہ کا حیلہ کیا نورالدین نے فوراً کل اسباب میرے لئے مہیا
کردیا ناچار مجھے جانا پڑا اگرچہ نورالدین نہایت حلیم اور نرم دل آدمی تہا مگر اسکی
ہیبت اس درجہ تہی کہ مین اس کے سامنے مصر جانے سے انکار نکرسکا۔ روانگی مصر
کیوقت مجھے یہہ معلوم ہوتا تہا کہ گویا مجھے موت اپنے طرف کہینچے لئے جاتی ہے" صلاح الدین
یوسف ملک مصر پر مستولی ہونے کے بعد جب کبہی یہہ باتین خیال کرتا اور اس سفر
کے نتایج پر غور کرتا تہا تو بیساختہ اس کے مُنہہ سے آیۂ کریمہ عسے ان تکرھوا
شیأ وھو خیر لکم (ممکن ہے کہ تم بہت سے چیزونکو مکروہ جانو حالانکہ
وہ تمہارے لئے بہتر ہون) نکل جاتی تہی۔

الغرض پندرہوین ربیع الاول ۵۶۴ھ کو شیرکوہ معہ اپنے بہتیجے صلاح الدین
وعساکر نوزیہ کے حلب سے روانہ ہوکر جنگل و ریگستان کے رستہ طے کرتا ہوا ساتوین
ربیع الثانی سنہ مذکور مین قاہرہ پہونچا۔ اس کے پہونچنے سے پہلے عیسائی بادشاہ
شاور کے فقرہ مین آکر کچہہ لیکر راضی ہوگیا تہا اور بقول عیسائی مورخ شیرکوہ کے
روک ٹوک کے لئے واپس آیا بہرکیف اس دفعہ عیسائی بادشاہ کو قاہرہ سے
کچہہ حاصل نہوا اور وہ ناکامی کے ساتہہ شام کو لوٹ آیا۔ شاور نے شیرکوہ کو
عیسائیون کے برخلاف اوبہار کر اوسکو ان سے لڑا دینے کی فکر کی تہی جس سے
اسکا یہہ مطلب حاصل ہوجاتا کہ دونون فریق لڑنے جہگڑنے کو وہان موجود رہتے
ان مین سے جسکو چاہتا اوسکو اپنا معاون بناکر کام نکال لیتا لیکن شیرکوہ شاور
کے اس دم پٹے مین نہ آیا خلیفہ عاضد نے شیرکوہ کی بیحد تعظیم و تکریم کی کمال عزت
سے پیش آیا اسکو اور اس کے لشکریون کو قیمتی قیمتی خلعتین دین اور شب کو خود
جاکر شیرکوہ سے ملاقات کی دیر تک آپس مین باتین ہوتی رہین اور شاور ظاہرداری
کے غرض سے اکثر شیرکوہ کے ساتہہ سوار ہوکر سیر و تماشا کے لئے جاتا تہا مگر خلیفہ عاضد

شیرکوہ کا یہہ ربط وضبط دیکھہ کر دل ہی دل مین جلا جاتا تہا ایک روز اس نے یہہ ارادہ کیا کہ دعوت کے بہانہ سے بُلا کر شیرکوہ کو معہ اوس کے افسران لشکر کے گرفتار کر لینا چاہیئے۔ کامل و شاور مین اس بابت مباحثہ ہونے لگا۔

کامل ابن شاور۔ میرے بزرگ باپ آپ اس خیال کو دور کیجئے مسلمانون کے ساتہہ یہہ برتاؤ نہ کرنا چاہیئے۔

شاور۔ نہین! میری رائے بہت مناسب ہے مین کب تک خون جگر پیتا رہون جب تک شیرکوہ قاہرہ مین رہے گا میری نہ چلے گی مین ضرور اس کام کو کرون گا۔

کامل۔ خبردار اگر تو نے اس قصد کا خیال بہی کیا تو مین فوراً شیرکوہ کو اس سے مطلع کرونگا۔

شاور۔ تو میرے سامنے کا لڑکا میری گود کا کہلایا ہوا ہے ملکی معاملات کی پیچیدگیان تو نہین سمجہتا اگر مین یہہ کام نہ کرون گا تو یہہ یاد رکہنا کہ میرے خاندان کا کوئی بچہ بہی زندہ نہ بچے گا۔

کامل۔ یہہ سچ ہے بفرض محال اگر ہم لوگ قتل کئے گئے اور یہہ ملک مسلمانون کے قبضہ مین چلا گیا تو بہتر ہے اس سے کہ ہم قتل بہی ہون اور اس کے مالک عیسائی ہون۔

شاور۔ یہہ کیسے ہو سکتا ہے ؟ عیسائی بادشاہ میرا دم بہرتا ہے

کامل۔ پدر بزرگوار۔ اُن کی دوستی پر آپ بہروسہ نہ کیجئے یہہ اپنے مطلب کے وقت قدیمی دوستی کو بہولا دیتے ہین اور طوطے کیطرح آنکہین بدل لیتے ہین۔

شاور یہہ سب کچہہ سہی بالفعل تو شیرکوہ سے تمکو نجات ملجائیگی۔ علاوہ برین عیسائی بادشاہ اب کیا لوٹے گا وہ کب کا واپس ہو گیا جب تک مین

وہ اس طرف کا رُخ کرے گا اُس کے مقابلہ کا انتظام کر لیا جائیگا۔

کامل۔ آپ کچھہ بہی نہ کر سکیگا عیسائیون نے جہان یہہ سنا کہ شیر کوہ قید کر لیا گیا ہے باز کی طرح کبوتر کے شکار پر لوٹ پڑین گے اور ایک لحظہ مین ملک پر قبضہ کر لینگے۔ جان بہی جائیگی ملک بہی غیر کے ہاتہہ مین چلا جائیگا۔

قتل شاور و وزارت شیر کوہ

شاور و کامل اس قدر باتین کرنے کے بعد ایک دوسرے سے علیحدہ ہو گئے۔ کامل کو شاور کی نگرانی کی فکر ہو گئی اور شاور کامل کی مخالفت وافشائے راز سے ڈر کر اس بزدلانہ حملہ سے باز آیا تا آنکہ ایک روز شیر کوہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی قبر کی زیارت کو گیا ہوا تہا اور شاور اس سے ملنے کو آیا اور یہہ معلوم کر کے کہ شیر کوہ امام شافعی کی قبر کی زیارت کو گیا ہے اُدہر خود بہی روانہ ہوا صلاح الدین یوسف و عز الدین جردیک اُس کے ساتہہ ہوئے اثنا راہ مین موقع پاکر صلاح الدین نے گہوڑے پر سے گرا دیا اور دونون نے مشکین باندہ کر ایک خیمہ مین لاکر قید کر دیا اس کے ہمراہی یہہ واقعہ دیکہہ کر بہاگ گئے۔ اور شیر کوہ یہہ سُنکر اپنے لشکرگاہ مین فوراً واپس آیا بات چیت کرنے کی نوبت نہ آئی ہتی کہ خلیفہ عاضد نے شاور کے گرفتار ہونے کی اطلاع پاکر اسکا سر مانگ بہیجا شیر کوہ ہان یا نہین کا جواب نہ دینے پایا تہا کہ پے در پے دو تین قاصد آپہونچے شیر کوہ ہنوز اپنے خیمہ مین تہا کہ عز الدین جردیک نے شاور کا سر اوتار کر خلیفہ عاضد کے پاس بہیجدیا۔ یہہ واقعہ سترہوین ربیع الثانی کا ہے۔ بعض روایتون سے یہہ معلوم ہوتا ہے کہ شیر کوہ بہی اس کے قتل مین شریک تہا لیکن اسکا ثبوت نہایت دشوار ہے۔

شاور کے قتل کے بعد شعرا نے اسکی ہجوئین لکہین اور خلیفہ عاضد نے شیر کوہ کو خلعت وزارت سے سرفراز کر کے الملک المنصور امیر الجیوش کا لقب دیا

اور ایک طولانی فرمان لکھہ کر عنایت کیا جس کے شروع مین یہہ عبارت تہی "من عبد اللہ و ولیہ ابی محمد العاضد لدین اللہ امیر المؤمنین الی السید الاجل الملک المنصور سلطان الجیوش ولی الائمۃ مجیر الامۃ اسد الدین کافل قضاۃ المسلمین وہادی دعاۃ المؤمنین ابی الحارث شیرکوہ العاضدی عضد اللہ بہ الدین وامتع بطول بقائہ امیر المومنین وادام قدرتہ واعلی کلمتہ سلام علیک فانہ یحمد الیک اللہ الذی لا الہ الا ہو ویسالہ ان یصلی علی محمد خاتم النبیین وسید المرسلین وعلی الہ الطاہرین والائمۃ المہدیین وسلم وتسلیما" اس کے بعد عاضد کا فرمان ایک طول لاطایل عبارت مین تہا۔

وزارت صلاح الدین بیسوین ربیع الثانی کو شیرکوہ ایوان وزارت مین داخل ہوا اور قاضی فاضل عبد الرحیم بن البیسانی کو قصر خلافت سے طلب کرکے سر دفتر انشا مقرر کرلیا۔ اپنے امرا لشکر اور لشکریون کو معقول جاگیرین اور انعام واکرام دیا اور صلاح الدین یوسف اپنے بہتیجے کے ہاتہہ مین زمام انتظام رکہا اور اسی کے حسن رائے سے کل کام کرتا رہا تا آنکہ شیرکوہ دو ماہ اور چند یوم وزارت کرکے دفعتہً یوم شنبہ بائیسوین جمادی الثانی سنہ ۵۶۴ھ (مطابق ۲۳۔ مارچ سنہ ۱۱۶۹ء) کو بعارضہ خناق اپنا ایک ہونہار بہتیجا چہوڑ کر انتقال کرگیا۔ بعضون کا یہہ خیال ہے کہ شیرکوہ نے وقت انتقال صلاح الدین کے حق مین وزارت کی وصیت کیا لیکن محققین مورخین اسکی مخالفت کرتے ہین ہان یہہ واقعہ صحیح ضرور ہے کہ شیرکوہ کے انتقال کے بعد شامی لشکر کے مقتدر امرا مدعی وزارت ہوگئے تہے از انجملہ ایک امیر عین الدولہ باروقی

دوسرا قطب الدین خسرو برادرزادہ والی اربل تیسرا سیف الدین علی بن احمد ہکاری جو تہا شہاب الدین محمود حارمی (خود صلاح الدین کا ماموں) تہا اور خلیفہ عاضد صلاح الدین کو وزارت دیا چاہتا تہا صاحب کتاب الروضتین لکہتا ہے کہ جسوقت امراء لشکر شاہی مین وزارت کے بارے مین اختلاف واقع ہوا اور ان مین سے ہر شخص مدعی وزارت ہوا اوسوقت خلیفہ عاضد کے دماغ مین یہہ خیال گزرا کہ "صلاح الدین کے پاس نہ ذاتی لشکر ہے اور نہ سردار ہین وزارت اسکو دینا چاہیے کیونکہ جب مین چاہون گا اسکو نکال دونگا علاوہ اس کے امراء لشکر شاہی سے جو سردار اس کے مخالف ہین اُسکو خود وہ نکال دیگا باقی جو دو چار کمزور رہجائین گے وہ میرے قابو مین رہین گے ضعف کیوجہ سے خود صلاح الدین میری مخالفت نہ کرسکے گا مین جس طرح چاہونگا ملک کا خود انتظام کرون گا اور اُسکو اپنے قبضہ مین رکہونگا" رفتہ رفتہ عاضد کے اس خیال نے اسقدر ترقی کیا کہ اُس نے صلاح الدین کو قصر خلافت مین طلب کرکے خلعت[۱] وزارت سے سرفراز کرکے الملک الناصر کا

---

[۱] صلاح الدین کو خلعت وزارت یوم دوشنبہ پچیسوین جمادی الثانی ۵۶۴ھ مین مرحمت ہوئی اُسمین ایک عمامہ سفید مذہب ومطلا جس کے کنارون پر موتیون کا جہالر تہا اور دیباء رومی مذہب ومطلا اور جبۃ مذہب اور جواہرات کا ایک ہار جسکی قیمت دس ہزار دینار تہی اور ایک تلوار جوہر قیمتی پانچہزارا اور خاصہ کے گہوڑون مین سے ایک زرد رنگ کا گہوڑا معہ زین وساز وسامان آرایش کے تہا جسکی قیمت آٹہہ ہزار دینار تہی اور اُس سے ملک مصر مین کوئی تیز رو گہوڑا نہ تہا اور اُس کے ایال مین موتیان پروئی ہتین سر پر ایک بڑا پر رونق جوہر لگا ہوا تہا معہ چند بقچہ خلعت اور متعدد گہوڑون کے تہا (باقی صفحہ ۱۳۳ مین)

خطاب دیا اور قیمتی تحائف وبیش بہا خلعتین مرحمت کیا صلاح الدین قصر خلافت
سے کوٹ کر ایوان وزارت مین آیا اور اُن لوگون سے جو اپنے لئے وزارت کی کوشش
کر رہے تہے مطلقاً تعرض والتفات نہ کیا فقیہہ ضیاء الدین عیسیٰ ہکاری نے اس
موقع پر یہہ بہت بڑا کام کیا کہ اُس نے باستثناء عین الدولہ باروقی کے سب کو
سمجہا بوجہا کر صلاح الدین سے ملا دیا۔ صلاح الدین نے وزارت کے بعد لشکراور
اکابران دولت کو داد دہش۔ انعام واکرام سے اپنا بہی خواہ بنا لیا اور اسقدر
صلاحیت وسنجیدگی اور علماء وفضلاء کی روش اختیار کر لیا کہ گویا وہ ابتدا ہی
سے اِسی لئے مخلوق ہوا تہا۔ خود مختار وزیر ہونے پر اُس کی جس عادت کی
تبدیلی کا ذکر خصوصیت کے ساتہہ کیا جاتا ہے وہ شراب کا چہوڑ دینا ہے لیکن
میرے سمجہہ مین نہین آتا کہ صلاح الدین سا ہونہار شخص جس نے اسد الدین شیر کوہ
کے گود مین پرورش پایا ہو اور نور الدین محمود جیسے مذہبی سلطان کے سایۂ
عاطفت مین نشو ونما پا کر بہلا بہولا ہو شراب پینے کا عادی کیسے ہوا اُسکی صحبت
بازاری۔ عوام الناس۔ آبرو باختہ لوگون کی نہ تہی وہ نور الدین محمود اور
اوس کے وزیر جنگ اسد الدین شیر کوہ کے ساتہہ ساتہہ طفلی سے رہتا تہا
جسکی صحبت مین علماء وفضلاء کے سوا کسی اور کی صورت نہ دکہائی دیتی تہی۔
سلطان نور الدین محمود ہمیشہ اسکو وزارت کے بعد امیر سپہ سالار کے خوشنما
لقب سے یاد کرتا تہا کبہی کسی خط مین اسکا خالی نام نہین لکہتا تہا در حقیقت یہہ
اُسکی طرف سے مصر کا ایک گورنر تہا اور اس کے مقبوضہ ومفتوحہ ممالک کو

(بقیہ نوٹ صفحہ ۱۴۲) اور منشور وزارت سفید اطلس مین لپٹا ہوا تہا یہہ فرمان دارالوزارت
مین سلطان کے سامنے پڑہا گیا جسوقت کہ اراکین دولت مصریہ وشامیہ سب موجود تہے
سلطان نے بہی دونون دولتون کے بہی خواہونکو خلعتین اور انعام واکرام دیکر اپنا بنا لیا۔

اس کے محروسہ ممالک کا ایک جزو سمجھنا چاہیئے اسی کے تاکید واصرار سے ۵۶۶ھ
مین خلیفہ المستنجد باللہ عباسی کے نام کا خطبہ جامع مسجد مین پڑہا گیا اور اس کے
نام کے بعد سلطان نورالدین کا نام داخل کیا گیا اور مصر سے شیعہ قاضیون کو معزول
کر کے صدرالدین عبدالملک شافعی کو مصر و قاہرہ اور اس کے گرد و نواح کا قاضی
مقرر کیا اور اذان مین حی علی خیر العمل وغیرہ کا کہنا موقوف کرا دیا غرضکہ
جب تک نورالدین محمود زندہ رہا صلاح الدین اسی کی رائے سے کل کام کرتا تہا۔
ابن ابی طے حلبی نے لکھا ہے کہ نورالدین محمود نے اسدالدین شیرکوہ کے
انتقال اور صلاح الدین کی وزارت اور اسکی تالیف قلوب اور داد دہش کا
حال سُنکر نہایت افسوس کیا اور صلاح الدین سے اس امر پر ناراض ہو گیا
کہ اوس نے بغیر اجازت اس کے کیون وزارت قبول کر لیا چنانچہ اس بارہ مین
نورالدین نے مکرر سہ کرر صلاح الدین کو عتاب آمود خط لکھا لیکن اُس نے کچہہ
التفات نہ کیا باینہمہ صلاح الدین اسکا مطیع رہا آخرالامر نورالدین نے صلاح الدین
کے اعزہ و اقارب کو جو شام مین تہے مصر کیطرف بہیجدیا اور اُس سے مصر اور
اس کے محلوکہ بلاد کا حساب طلب کیا تہا جب اُس نے اسپر بہی کچہہ خیال نہ کیا
تو نورالدین نے صلاح الدین سے مصر چہین لینے کا قصد کر لیا مگر اتفاق وقت سے
اسکی نوبت نہ آئی اور نورالدین کا انتقال ہو گیا۔ علامہ شہاب الدین ابو محمد عبدالرحمن
مقدسی شافعی لکہتا ہے کہ نورالدین محمود کی یہہ باتین اس جنس سے ہین
جس کی طبایع البشریہ فطرۃً مقتضی ہوتی ہین جو شخص نظر انصاف سے ان
واقعات کو ملاحظہ کرے گا وہ نورالدین محمود کو اس بارہ مین معذور سمجہے گا
اور درحقیقت نورالدین کو جو کشیدگی صلاح الدین کے طرف سے پیدا
ہوئی تہی وہ وزارت کیوجہ سے نہ تہی بلکہ اس وجہ سے تہی کہ صلاح الدین

بغیر استصواب مال واسباب کے تقسیم اور انعام واکرام کے دینے مین افراط سے کام لیا تھا علاوہ اس کے ابن ابی طے اس امر مین متہم ہے کہ وہ نورالدین کے طرف اکثر ایسی باتین منسوب کردیتا ہے جو اُس کے خلاف شان ہین اور اُسکی طرف منسوب کرنا لایق نہین ہے میرے نزدیک اسکی وجہ بظاہر یہہ ہے کہ نورالدین محمود نے حلب سے شیعون کو نکلوا دیا تھا اور اُن کے مشاعر کو باطل کردیا تھا اور ابن ابی طے کا باپ رؤساء شیعہ سے تھا جسکو اُس نے حلب سے شہر بدر کردیا تھا جہان تک قیاس کیا جاتا ہے یہہ وہی بخار ہے جسکو ابن ابی طے اپنے کتاب مین مختلف مقامات مین نکال رہا ہے پھر اُس نے دوسرے مقام پر لکھا ہے کہ جسوقت نورالدین محمود کے روبرو صلاح الدین یا اُس کے متعلقین دولت کا ذکر آجاتا تھا تو نورالدین محمود چین بجبین ہوجاتا اور اُسکو یہہ تذکرہ تکلیف دیتا تھا اور اس کے ذکر خیر کرنے والے سے پھر کبھی حسن خلق سے نہ ملتا تھا - علامہ شہاب الدین مذکور کہتا ہے کہ مین نے خود نورالدین محمود کا ایک خط لکھا ہوا دیکھا ہے جس مین اس نے صلاح الدین کا برخلاف قول ابن ابی طے کے بہت شکریہ ادا کیا ہے یہہ خط شیخ امام شرف الدین بن ابی عصرون کو حلب سے قضاء مصر کے لئے لکھا تھا جس کی عبارت یہہ ہے -

حسبی اللہ وکفی وفق اللہ الشیخ الامام شرف الدین لطاعته وختم له بخیر غیر خاف علی الشیخ ما انا علیه وفیه وکل غرضی ومقصودی فی مصالح المسلمین وما یقربنی الی اللہ واللہ ولی التوفیق والمطلع علی نیتی وانت تعلم نیتی کما قال عز من قال (ومن عندہ علم الکتاب) انت تعلم ان مصر الیوم قد لزمنا النظر فیها فهی من الفتوحات

الكبار التي جعلها الله تعالى دار الاسلام بعد ما كانت
دار كفر ونفاق فلله المنة والحمد الا ان المقدم على
كل شئ امور الدين التي هي الاصل وبها النجاة
وانت تعلم ان مصر واقليمها ماهي قليلة وهي خالية
من امور الشرع وما ندخر الدموع الا للشدائد وانا
ما كنت اسخى ولا اشتهي مفارقتك والان فقد تعين
عليك وعلى ايضاً ان ننظر الى مصالحها وما لنا احد
اليوم لها الا انت ولا اقدر اولي امورها ولا اقدر
الا لك حتى تبرأ ذمتي عند الله فيجب عليك وفقك
الله ان تشمر من ساق الاجتهاد وتتولى قضاءها و
تعمل ما تعلم انه يقربك الى الله وقد برئت ذمتي وانت
تجاوب الله فاذا كنت انت هناك وولدك ابو المعالي
وفقه الله فيطيب قلبي وتبرأ ذمتي وقد كتبت هذا
بخطي حتى لا تبقى على حجة نصل انت وولدك عندي
حتى اسيركم والسلام بموافقة صاحبي واتفاق منه
صلاح الدين وفقه الله فانا مستشار كثير كثير
جزاه الله خيراً وابقاه ففي بقاء الصالحين والاخيار
صلاح عظيم ومنفعة لاهل الاسلام الله تعالى
يكثر من الاخيار واعوان الخير وحسبنا الله ونعم
الوكيل وصلى الله على سيدنا محمد واله وصحبه وسلم تسليما
ترجمہ کفایت کرتا ہے اللہ میرے لئے اور کافی ہے۔ توفیق دے اللہ

شیخ امام شرف الدین کو اپنی طاعت کی اور اُسکا خاتمہ بخیر کرے غیر خایف ہون شیخ سے جسکا مین نے قصد کرلیا ہے اور جس خیال مین مین ہون اور میری کل غرض اور مقصود مسلمانونکی اصلاح سے متعلق ہے اور اُس چیز سے جو مجھے اللہ تعالیٰ سے قریب کردے اور اللہ صاحب توفیق ہے اور میری نیت کو جانتا ہے اور تو جانتا ہے میری نیت کو جیسا کہ کہا ہے عزیز تر کہنے والے نے اور اُس کے پاس ہے علم کتاب۔ تو جانتا ہے کہ مصر کی طرف ہم نے اپنی توجہ مصروف کیا ہے۔ پس وہ بڑے فتوحات سے ہے جسکو اللہ تعالیٰ نے دار الاسلام بنایا ہے بعد اس کے کہ وہ دار کفر و نفاق تہا۔ پس اللہ تعالیٰ کا شکر اور اوسکی تعریف ہے۔ آگاہ ہو جاؤ ہر چیز پر مقدم امور دین ہین جو اصل اور مدار نجات ہین اور تو جانتا ہے کہ مصر اور اُس کے بلاد کم نہین ہین اور وہ خالی ہین امور شرع سے اور نہین جمع کئے جاتے آنسو مگر شدائد کے لئے اور مین تیری جدائی کو نہین چاہتا اور نہ اُسکو عزیز رکہتا ہون اور اب تجہپر اور مجہپر یہہ فرض ہوگیا ہے کہ مصر کی اصلاح کیطرف متوجہ ہون اور فی الحال ہمارے پاس کوئی سوائے تیرے نہین ہے اور مین کسی کو اُس کے امور کا متولی کرنے پر سوائے تیرے قادر نہین ہون اور نہ مین اُسکو کسی دوسرے کو سوائے تیرے سپرد کرتا ہون تاکہ مین اللہ تعالیٰ کے نزدیک بری الذمہ ہو جاؤن پس تجہپر واجب ہے اللہ تعالیٰ تجھے توفیق دے یہہ کہ ساق اجتہاد سے امنون کو سمیٹ لے اور مصر کے عہدہ قضا کا متولی ہو جا۔ اور اپنے علم کے موافق عمل کر بیشک یہہ تجھکو اللہ تعالیٰ سے قریب کردیگا اب مین بری الذمہ ہوگیا اللہ تعالیٰ کا تو جوابدہ ہے پس جبکہ تو اور

تیرا لڑکا ابو المعالی اللہ اسکو توفیق دے وہان موجود رہے گا تو میرا دل
خوش ہوگا اور مین بری الذمہ رہونگا اور بے شک مین نے یہہ اپنے
قلم خاص سے لکہا ہے تا کہ کوئی حجت مجہپر باقی نہ رہجائے۔ تم معہ اپنے
لڑکے کے میرے پاس چلے آؤ تا کہ مین تمکو مصر کیطرف بہیجدون والسلام
یہہ مین نے بموافقت و اتفاق اپنے دوست صلاح الدین اللہ تعالی
اسکو توفیق خیر دے لکہا ہے مین بے شک اسکا بہت بہت بہت شکرگزار
ہون اللہ تعالی اسکو جزاے خیر دے اور اسکو باقی رکہے کیونکہ صالحین
اور اخیار کے بقاء مین اہل اسلام کے لئے بڑی بہتری اور بڑا فایدہ
ہے اللہ تعالی زیادہ کرے نیکون اور نیکی کے مددگارون کو اور
کافی ہے ہمکو اللہ اور وہ اچہا وکیل ہے اور درود خدا کا ہمارے
سردار محمدؐ اور اُن کے آل اور اون کے اصحاب پر ہو اور اُسکا
سلام ہو"

اس خط سے یہہ چند امور مفہوم ہوتے ہین ایک یہہ کہ مصر کے مفتوح ہونیکو
وہ اپنی فتح اور کامیابی سمجہتا تہا دوسرے یہہ کہ مصر کا انتظام و انصرام اسی کے
قبضہ مین تہا تیسرے یہہ کہ صلاح الدین کے کامون سے یہہ بہت خوش اور اُس سے
راضی تہا اور اُسکو یہہ نیکون مین شمار کرتا تہا علاوہ اس کے مصر مین صلاح الدین
نے جو کچہہ محصول و ٹکس کو معاف کیا تہا وہ سب نورالدین کے عہد حکومت
مین کیا تہا اور اسی کے اشارہ و حکم سے کل کام کرتا تہا۔ نورالدین محمود اسکو
دل سے عزیز رکہتا اور پیار کرتا تہا اکثر تبہ عیسائیون نے بقصد مصر ایک مجمع کثیر
کیا تہا جسکی مدافعت کو نورالدین محمود نے اپنا لشکر بہیجا تہا جس مین صلاح الدین کا
بہائی شمس الدولہ نورانشاہ تہا روانگی کے وقت نورالدین محمود نے شمس الدولہ سے

مخاطب ہو کر کہا مصر تو تم جاتے ہو اگر وہان جاکر تم اس کے خواہان ہو کہ تم بیٹھے رہو
اور صلاح الدین تمہارے خدمت کے لئے کہڑا رہے کیونکہ وہ چھوٹا ہے تو تم
نہ جاؤ تمہارے جانے سے فتنہ وفساد برپا ہوگا اور مین اُسوقت تم پر عتاب کرونگا
اور تمکو اسکی سزا دونگا اور اگر تم اُسکو اس حیثیت سے دیکہوگے کہ وہ والی مصر
ہے اور وہ میرا قایم مقام اور میرا نایب ہے اور تم بنفسہٖ اُسکی خدمت کروگے
جیساکہ تم میری خدمت کرتے ہو تو جاؤ اور کوشش کرو اُسمین جبکہ وہ در پے
ہے،، شمس الدولہ نے اس کے جواب مین عرض کیا وہ مین صلاح الدین کی
ویسا ہی خدمت کرونگا جیساکہ آپ کی خدمت کرتا ہون۔ نورالدین محمود
کی ان باتون سے کیا کوئی خیال کرسکتا ہے کہ وہ صلاح الدین سے کشیدہ
خاطر تہا یا وہ مصر کو اس سے چہین لینے کا قصد رکہتا تہا بالفرض تقدیراً اگر اس نے کسیوقت
مین مصر کا حساب صلاح الدین سے طلب کیا تہا تو یہہ شکر رنجی یا کشیدگی کے
معنی نہین ہین وہ اسکی طرف سے ایک صوبہ کا گورنر تہا اور عام دستور ہے
کہ سلاطین اپنے عمّال اور گورنرون سے حساب وکتاب طلب کرتے ہین اور
اونکو وقتاً فوقتاً ہدایتین مناسب کیا کرتے ہین کوئی بادشاہ اپنے محروسہ
ممالک کے صوبہ کے حکام کی خود رائی نہین پسند کرسکتا اگر کسی موقع پر بلا اجازت
صلاح الدین نے انعام واکرام اور احرار کے دینے مین افراط سے کام لیا ہو
یا یہہ کہ عیسائیون پر حملہ کرنے مین کسی خاص وجہ سے پس وپیش کیا ہو اور
اوسوقت پر نورالدین نے اسکو بطور تنبیہہ کچہہ لکہا ہو تو اسکو کشیدگی
اور شکر رنجی نہین کہتے یہہ تو معاملہ کی بات ہے معاملہ مین اجنبی اور اوقات
مین دوست بہائی بنے رہنا مسلمانون کا پہلا فرض ہے۔

الغرض صلاح الدین نے مصر پر مستقل حکومت حاصل کرنے کے بعد

اقطاع مصر کو مفسدین و فتنہ پردازون سے خالی کرنا شروع کر دیا۔ موتمن الخلافۃ عیسائیون سے سازش کرکے اُن کو مصر پر حملہ کرنے کو ابہارنے لگا صلاح الدین کے خاص آدمیون نے اُس کے قاصد کو گرفتار کرلیا پہر مابین قصر خلافت و قصر وزارت موتمن الخلافۃ مارا گیا سودانی اُسکی حمایت کو سیاہ بادل کی طرح اوٹہے اور خلیفہ عاضد[۱] نے قصر خلافت سے شامی لشکر پر تیر و پتہر کے مینہہ برسانے کا حکم دیا اور خود ایک کہڑکی سے بیٹھا ہوا دیکہتا رہا لیکن صلاح الدین کی ہوائے جنگ و تدبیر نے ان سبہون کو دم زدن مین اوڑا دیا۔ اس واقعہ کے بعد سے صلاح الدین اپنے دایرۂ حکومت کو وسیع کرنے لگا اور زمانۂ حیات نورالدین محمود زنگی مین اس نے بہت کچہہ اپنے فتوحات کو بڑہا کر وزارت مصری کو ایک خودمختار سلطنت کی صورت مین کر دیا تہا جو درحقیقت نورالدین محمود کی حکومت و دولت کی ایک جزو تہی اور ہمنے ان کل واقعات کو مفصل سلطان صلاح الدین یوسف فاتح بیت المقدس کی سوانح عمری مین لکہہ دیا ہے۔

واقعہ دمیاط اوایل صفر ۵۶۵ھ (مطابق ۱۱۶۹ء) مین عیسائیون نے دمیاط کا محاصرہ کرلیا ابن اثیر نے لکہا ہے کہ جسوقت اسدالدین شیرکوہ نے مصر پر قبضہ کیا تہا اوسوقت سے عیسائی امراء ساحل مین ایک شورش سی

[۱] صاحب کتاب الروضتین نے لکہا ہے کہ جسوقت سودانیون اور عساکر شام مین جنگ شروع ہوئی خلیفہ عاضد نے قصر خلافت کے ایک کہڑکی سے سر نکالکر دیکہا اور قصر خلافت کے محافظین کو عساکر شام پر تیرباری اور سنگباری کرنیکا حکم دیا شمس الدولہ نے خلیفہ کی مخالفت کا رنگ دیکہہ کر چند پچکاریان نفط کی اون لوگون پر خالی کردین جس سے محافظین قصر خلافت بہاگ کہڑے ہوئے۔ عاضد کی قصر خلافت کی اکثر کہڑکیان جلا دیگئین اور بعضون نے لکہا ہے کہ سودانیونکی بغاوت خلاف مرضی عاضد ہوئی ہے اور وہ اسمین شریک تہا واللہ اعلم۔

پھیلی ہوئی تھی اور وہ قبضہ مصر کو فتح بیت المقدس کا مقدمہ سمجھتے تھے اسوجہ سے
اُن لوگون نے عیسائیان اندلس وصقلیہ سے امداد کی درخواست کی پادریون
نے تمام یوروپ مین دورہ کرکے مسلمانون کے برخلاف ایک ذخیرہ کافی مال و
اسباب وفوج کا جمع کرلیا جب ان کو ایک گونہ اطمینان حاصل ہوگیا تو نہایت
مستعدی سے آگے بڑھ کر دمیاط کا محاصرہ کرلیا۔ صلاح الدین نے انکی مدافعت
کے غرض سے نیل کو فوج وآلات حرب سے بھردیا اور اپنے ولی نعمت قدیم
نورالدین محمود زنگی کے پاس عیسائیون کی پیشقدمی اور اُنکی چھیڑچھاڑ کی
شکایت لکھبھیجی اور یہہ لکھا کہ "مین سخت چپقلش مین مبتلا ہون اگر مین دمیاط کو
عیسائی محاصرہ سے چھڑانے مین کچھہ بھی تاخیر کرتا ہون تو عیسائی اوسپر قابض
ہوجایئنگے اور اگر مین مصر چھوڑکر دمیاط کے طرف بڑھتا ہون تو میرے
بعد مصری رعایا، باغی ہوجائے گی اور مصر میرے قبضہ سے نکل جائے گا
آگے بڑھتا ہون تو مصری پیچھے ہین اور دمیاط کے طرف جانے مین کچھہ کوتاہی
کرتا ہون تو عیسائی سامنے ہین" نورالدین محمود نے ان واقعات کے انجام پر
نظر کرکے پےدرپے دمیاط کے طرف عساکر اسلام روانہ کئے اور خود ایک
فوج لیکر عیسائی بلاد مین لوٹ مار کرتا ہوا داخل ہوگیا۔ محاصرین نے مجبور
ہوکر پچاس دن کے بعد دمیاط سے اپنا محاصرہ اوٹھالیا۔ عماد نے لکھا ہے کہ
نورالدین محمود نے جو عساکر اسلام دمیاط کو چھڑانے کے غرض سے روانہ کیا تھا
اُس کے سردار امیر قطب الدین خسرو ہذبانی تھے یہہ عیسائی محاصرین کے جانے
سے ایک ہفتہ پہلے پندرہوین ربیع الاول کو دمیاط کے قریب پہونچے اور انہون نے
عیسائی محاصرین کی منجنیقون کو نفط کی پچکاریون سے جلادیا اور ان کے لشکر
کے ایک حصہ کو بیکار کرکے انکو واپس جانے پر مجبور کردیا۔ ابو عبدالرحمن مقدسی

شافعی نے لکھا ہے کہ زمانہ محاصرہ دمیاط مین ایک روز حسب عادت نورالدین محمود
زنگی کے مجلس مین حدیث پڑہی جارہی تہی منجملہ احادیث کے ایک حدیث مسلسل تبسم آگئی
بعض طلاب حدیث نے بغرض اتمام سلسلہ حسب عادت اہل حدیث راوی کسے
تبسم کی درخواست کی نورالدین محمود یہہ سنتے ہی برہم ہوکر کہنے لگا "واللہ مین
اللہ تعالی سے شرم کرتا ہون کہ مین کسیکو تبسم کرتا ہوا دیکہون درانحالیکہ مسلمان
عیسائیون کے محاصرہ مین ہون" ثغر دمیاط سے عیسائیون کے چلے جانے کے بعد
نورالدین نے عاضد کو تہنیت کا خط لکہا اور صلاح الدین اور اوس کے امراء لشکر
کی تعریف لکہی اور یہہ لکہا کہ مین نے صلاح الدین کو ترکون کے ساتہہ اسی کام کے
لئے بہیجا ہے عیسائیون کے حملون کا جواب بہی اچہا دیتے ہین اور وہ انہین کے
تیرون سے مرتے ہین اگر یہہ لوگ مصر مین نہوتے تو عیسائی مصر پر کب کا قبضہ
کرلیتے عجب نہین کہ اللہ تعالی مسجد اقصی کی بہی فتح نصیب کرے اور اس نعمت
کے ساتہہ وہ بڑی نعمت بہی عطا فرمائے"

محاصرہ کرک اسی سنہ مین نورالدین نے صلاح الدین کے اہل وعیال اور
اوس کے نایب نجم الدین ایوب کو ایک چہوٹے سے لشکر کے ساتہہ دمشق سے مصر کو
روانہ کیا اور اوسکی مشایعت مین راس الماء تک خود چلا آیا عماد کاتب لکہتا ہے
کہ راس الماء مین پہونچکر نورالدین محمود نے اپنے لشکر کو تیاری کا حکم دیا اور پہلی
شعبان کو بلاد کرک کے طرف روانہ ہوا چند روز عمان پر بلقاء مین ٹہیرا رہا
پہر وہان سے کوچ کرکے کرک پر پہونچا اور چار روز تک اوسکا محاصرہ کئے رہا
اس اثناء مین یہہ خبر آئی کہ عیسائی فوجین ان کے جلوگری کو ماعین تک آگئی ہین
اور اونکی سرداری پر ابن ہنفری اور فلیب ابن رفیق مامور ہے نورالدین
محمود کرک کا محاصرہ چہوڑکر ان کی طرف جہک پڑا اس خیال سے کہ ان دونون

عیسائی اہیرون کو قید کرلینے اور اونپر فتح حاصل ہو جانے سے اُن کے بلاد پر باَسانی قبضہ کرلیا جائیگا پس جسوقت نورالدین محمود ان دونون کے قریب پہونچا ان دونون نے نورالدین محمود کے مقابلہ سے اعراض کر کے دوسرا راستہ اختیار کرلیا جس سے نورالدین محمود عساکر اسلام لئے ہوئے ان کے وسط بلاد مین قتل و غارت کرتا ہوا عشترا مین جا پہونچا اور عیسائیون کے انتظار مین ٹہیرا رہا اور یہین ماہ صیام کو منقضی کیا ابن اثیر نے لکھا ہے کہ نورالدین محمود نے کرک کا محاصرہ اسوجہ سے کیا تہا کہ اُس نے نجم الدین پدر صلاح الدین کو ایک چہوٹے سے دستہ فوج اور قافلہ تجار کے ساتھہ دمشق سے مصر کو روانہ کیا تہا اور اس خطرہ کو خیال کر کے کہ عیسائی فوجین اس سے اثناء راہ مین متعرض ہون کرک کا محاصرہ کرلیا تہا۔ ابن شدّاد نے لکھا ہے کہ نورالدین محمود کا بہت بڑا مقصود نجم الدین کے بہیجنے سے یہہ تہا کہ اس نے صلاح الدین کو جہاد کرنے کی ہدایت اور مصر مین خلیفہ بغداد کے نام کا خطبہ پڑہے جانیکی سخت تاکید کی تہی۔ ابن ابی طے حلبی لکہتا ہے کہ اس سے پیشتر خلیفہ مستنجد باللہ نے نورالدین محمود کو اس بابت ایک فرمان لکہا تہا اور مصر مین تاخیر اقامت دعوت عباسیہ سے اپنی ناراضی ظاہر کی تہی۔ چنانچہ نورالدین محمود نے نجم الدین کو جو سب سے بڑی خدمت سپرد کی تہی اور اس بارے مین اپنا دستخطی خط دیا تہا وہ یہی خطبہ کا پڑہا جانا تہا لیکن اقتضائے وقت سے صلاح الدین نے اُسوقت سکوت اختیار کیا اور اس کام کو آیندہ کسی موقع خاص کے انتظار مین ملتوی کردیا جیسا کہ آیندہ ہم بیان کرینگے

ابن اثیر نے لکہا ہے کہ اسی سنہ مین بارہوین شوال کو بہت بڑا زلزلہ آیا جس سے اکثر بلاد شام و مصر و جزیرہ و موصل و عراق کو نقصان پہونچا شام مین بعلبک۔ حمص۔ حماۃ۔ شیرز۔ بحرین وغیرہا کی شہر پناہ منہدم ہوگئے

عیسائی ممالک کو بہی ایک نقصان عظیم اوٹہانا پڑا ایک مدت تک عیسائی اور نورالدین محمود انکے بنوانے اور درست کرانے مین مصروف رہے نہ عیسائیو نکو ایسی فراغت حاصل ہوئی کہ وہ مسلمانون سے چہیڑ چہاڑ کرتے اور نہ نورالدین محمود کو ایسا موقع ملا کہ بقصد جہاد اونپر خروج کرتا اس اثنا رمین اس کے بہائی قطب الدین مودود زنگی والی موصل کا انتقال ہوگیا۔ فخرالدین عبدالمسیح نے قطب الدین مودود کی بیوی خاتون بنت حسام الدین تمرتاش سے سازش کرکے برائے نام سیف الدین غازی کو اُسکا جانشین کرکے خود اس کے بلاد مقبوضہ پر متصرف ہوگیا قطب الدین کا بڑا لڑکا عماد الدین زنگی ان دنون دورہ پر گیا ہوا تہا جب اُسکو ان واقعات کی اطلاع ہوئی تو وہ سیدہا نورالدین محمود کے پاس چلا گیا اور کل واقعات بیان کرکے فخرالدین عبدالمسیح کی سخت شکایت کی اسکی طرف سے نورالدین محمود کا خیال پہلے ہی سے خراب اور اسکی بدطینتی وظلم سے سخت ناراض تہا یہی سبب تہا کہ اس نے اپنے معزولی کے خطرات کو پیش نظر کرکے بلا انتظار عماد الدین اور خلاف وصیت قطب الدین سیف الدین کو اُسکا جانشین کردیا۔ کیونکہ عماد الدین اپنے چچا نورالدین کے آغوش شفقت مین تعلیم یافتہ ہوکر بڑا ہوا تہا وہ اوس کے خلاف نکرتا اور اس مین اسکا نقصان تہا نورالدین محمود کو اپنے بہائی کے انتقال اور فخرالدین عبدالمسیح کے استیلار سے بیحد صدمہ ہوا لیکن اس صدمہ کا علاج ہی کیا تہا خواہ مخواہ صبر کرکے اول محرم سنہ ۵۶۶ھ مین دریائے فرات کو قلعہ جعبر کیطرف سے عبور کیا اور انتظام کرتا ہوا رقہ کیطرف بڑہا۔ پہلے تو رقہ کے گورنر نے (جسکو فخرالدین عبدالمسیح نے سیف الدین کیطرف سے مقرر کیا تہا) نورالدین محمود کو داخل ہونے سے منع کیا پہر انجام پر نظر کرکے راضی ہوگیا نورالدین محمود دلنے اُس کے مالی وفوجی محکمون کی جانچ

پر تال کی اور اُسکا انتظام کرکے خابور کا دورہ کرتا ہوا اور اُسکو جانچتا دیکھتا ہوا نصیبین
مین تن تنہا جا پہونچا اور چند روز تک ٹھیرا رہا تا آنکہ اُسکا لشکر اور نورالدین محمد
بن قرا ارسلان والی حصن ودیار بکر آگیا پس اس نے نصیبین سے کوچ کرکے
دوود منزلون کو ایک ایک کرتے ہوئے سنجار پر پہونچکر اُسکا محاصرہ کرلیا اور
موقع موقع سے منجنیقین نصب کردین سنجار مین موصل کا بہت بڑا لشکر رہتا تھا
گویا یہہ اوسکا فوجی کیمپ تھا موصل کے امرا نے نورالدین محمود کے پاس عرضداشتین
بہیجین اور اُسکو سنجار سے اعراض کرکے موصل پر حملہ نے کو لکہا اور اپنی مستعدی اطاعت
ظاہر کی لیکن نورالدین محمود اُنکی طرف مطلق متوجہ نہوا یہان تک کہ سنجار پر قبضہ
حاصل کرکے اپنے بڑے برادرزادہ عماد الدین زنگی کو سپرد کردیا اسی زمانہ مین
فخرالدین عبدالمسیح نے گہبراکر عزالدین مسعود بن قطب الدین والی بلاد آذربیجان
کے پاس اس واقعہ کو لکہہ بہیجا اُس نے نورالدین محمود کی خدمتمین ایک قاصد
روانہ کیا اور یہہ کہلا بہیجا ”موصل اور اُس کے کل بلاد سلطان ہی کے
ہین ہمت کی مشقت سلطان کیون گوارا کرتے ہین اور اگر یہہ باتین سلطان کے
خاطر مین نہ آئینگی تو عبدالمسیح اکیلا نہین ہے“ نورالدین محمود اس سفارت سے
برہم ہوگیا اور اسیوقت اوس نے یہہ سوکہا سا جواب دیدیا تہا کہ ”مین
رعایا کے اصلاح حال اور اپنے برادرزادہ کی تربیت کررہا ہون تو میدان
مین کیون پڑا جاتا ہے مین اس سے فارغ ہولون تو مجہسے اور تجہہ سے ہمدان
کے دروازہ پر باتین ہونگی تو نے بلاد اسلام پر قبضہ کرلیا لیکن حدود اسلامی کو
چہوڑ دیا جسکا نتیجہ یہہ ہوا کہ اوسپر غیر قومین قابض ہوگئین اور مین نے
تن تنہا عیسائی دنیا کا مقابلہ کیا تیرے کان پر جون تک نہ رینگی تہوڑے
زمانہ تک صبر کر مجہپر یہہ فرض ہے کہ بلاد اسلام کی حفاظت کرون اور مسلمانون سے

ظلم و تعدی کو دُور کرون" قاصد تو یہہ جواب لیکر عز الدین مسعود کیطرف روانہ ہوا
اور نور الدین محمود نے سنجار سے کوچ کر دیا اور دجلہ کو جانب شرقی سے عبور کرکے
موصل کے پورب حصن نینوی پر جا اوترا۔ چونکہ موصل کی رعایا کیا خواص و کیا
عوام سب کی سب عبد المسیح کے ظلم و تعدی سے تنگ ہو رہی تہین اور نور الدین
کے طرف اُسکی حسن سیرت و عدل کیوجہ سے اُن کا دلی رُجحان تہا اسوجہ سے روزانہ
عرضیان آنے لگین" آپ موصل پر باہر سے حملہ کیجئے ہم اندر سے فخر الدین عبد المسیح پر
لُوٹ پڑین گے" "ہم سب رعایا موصل آپ کے ظلِ حمایت مین آنا چاہتے ہین آپنے
موصل کا قصد کیا اور ہم نے اُسکو خدامِ دولت نوریہ کے سپرد کر دیا" فخر الدین
عبد المسیح نے اہلِ شہر کی بد دلی اور نور الدین محمود کی مستعدی پر نظر کرکے نور الدین
محمود کے خدمت مین اپنے ایک خاص معتمد کے ذریعہ ایک عرضداشت بہیجی
جس مین یہہ لکہا ہوا تہا "مین آپ سے کسی طرح بر سرِ مخالفت نہین آ سکتا مین بلکہ
ایک ادنی غلام ہون مین موصل کو آپ کے سپرد کئے دیتا ہون بشرطیکہ آپ
مجہے امن دین اور کچہہ جاگیر مرحمت فرمائین جس سے میری زندگی کا بقیہ حصہ
آسانی و آرام سے گزر جائے" نور الدین محمود نے اسکی یہہ درخواست قبول
کر لی لیکن اُس کے ساتہہ ہی یہہ شرط اور بڑہا دی کہ "تجہکو میرے پاس شام
مین رہنا ہوگا مین تجہے موصل مین نہ رہنے دونگا" فخر الدین عبد المسیح نے اپنے
دل پر جبر کرکے اُسکو قبول کیا اور موصل کے دروازہ کہول دیئے چنانچہ تیرہوین
جمادی الاول سنہ مذکور کو سلطان نور الدین محمود قلعہ موصل مین داخل ہوا
اور سیف الدین غازی کو حکومت موصل پر برقرار رکہا اور اُس کے قلعہ داری پر
اپنے خادم سعد الدین کمشتکین کو متعین کیا اور جو کچہہ مال و اسباب اُس کے بہائی
قطب الدین نے چہوڑا تہا اوسکو حسب قانون شریعت اوسکی اولاد مین.

تقسیم کر دیا۔ محصول[۵] وٹکس موصل اور اوس کے بلاد متعلقہ سے معاف کر کے خاص موصل مین ایک جامع مسجد بننے کا حکم دیا جو ۵۶۸ھ مین تیار ہو کر جامع نوری کے نام سے موسوم ہوئی۔ اور سیف الدین غازی کی جاگیر مین موصل کے ساتھہ جزیرہ ابن عمر کو اضافہ کر دیا اور خابور و نصیبین کو عساکر موصل کے مصارف کے لئے عنایت کیا۔ بیس روز قیام کرنے کے بعد موصل سے نکلکر شام کے طرف روانہ ہوا عماد کاتب لکھتا ہے کہ نور الدین نے نصیبین۔ خابور۔ مجدل سنجار کی حکومت والی موصل کے سپرد کر دی تھی اور شیخ شرف الدین بن ابی عصرون کو اس بلاد کا قاضی القضاۃ مقرر کیا تھا قاضی ابن شداد لکھتا ہے کہ نور الدین محمود کی موصل کیطرف حرکت کرنیکی بہت بڑی یہہ وجہ تھی کہ فخر الدین عبد المسیح نصرانی المذہب تھا جو بعد انتقال قطب الدین مودود بن زنگی والی موصل اوس کے چھوٹے لڑکے کو تخت حکومت پر بٹھلا کر خود اوسکی ولایت پر متولی ہو گیا تھا اور

---

[۵] سلطان نور الدین محمود نے جو منشور محصول وٹکس کے معافی کا لکھا تھا اور وہ علی روس الاشہاد پڑھا گیا تھا اس کے آخری فقرے یہہ تھے "قد قنعنا عن کنز الاموال بالیسیر من الحلال فسحقا للسحت و محقا للحرام الحقیق با لمقت و بعدا لما یبعد من مرضی الرب و یقصی من محل القرب و قد استخرنا اللہ و تقربنا الیہ و توکلنا فی جمیع الاحوال علیہ و تقدمنا باسقاط کل مکس و ضریبۃ فی کل ولایۃ لنا بعیدۃ او قریبۃ و ازالۃ کل جہۃ مشتبہۃ مشوبۃ و محو کل سیۃ شنیعۃ و نفی کل مظلمۃ فظیعۃ و احیاء کل سنۃ حسنۃ و انتہاز کل فرصۃ فی الخیر ممکنۃ و اطلاق کل ما جرت العادۃ باخذہ من الاموال المحظورۃ (باقی صفحہ ۱۴۸)

عام رعایا اور مسلمانون کو تکلیف دیتا اور انپر ظلم کرتا تھا پھر جب نور الدین نے موصل کو
شرقی جانب سے عبور کرکے اپنے محاصرہ مین لیلیا اور سیف الدین غازی نے بعد چند
نامہ و پیام کے اپنے چچا سے صلح کرلیا تو اُس نے پہلے شیخ عمر ملاسی کے ذریعہ سے
اپنے جان و مال و اسباب و اولاد کی امن حاصل کیا بعد ازان دربار نوریہ مین
حاضر ہو کر مشرف باسلام ہو گیا۔

(بقیہ نوٹ صفحہ ۱۴۷) خوفا من عود قبحها الردئة المحذورة فلا یبقے
فی ولایتنا جور جابرجاریا ولا عمل لایکون بہ اللہ راضیا ایثارا
الثواب الاجل علی الحطام العاجل وھذا حق اللہ قضیناہ وواجب علینا ادیناہ بل
ھی سنۃ حسنۃ سنناھا وحجۃ واضحۃ بیناھا وقاعدۃ محکمۃ مھدناھا و
فائدۃ مغتنمۃ افدناھا (ترجمہ) بے شک ہم اموال کے جمع کرنے سے تھوڑے
حلال پر قانع ہوئے پس ہلاکت ہو حرام کو اور برائی ہو حرام کو جو سزاوار فساد ہے اور دوری ہو
اس سے جو دور کرے اللہ کی مرضی سے اور محل قرب سے علحدہ کرے اور بیشک ہم نے
اللہ سے نیکی طلب کی اور اسکی طرف ہم نے تقرب کیا اور ہر حالات مین ہمنے اسپر بھروسا کیا
اور چیستی کی ہم نے ہر محصول و ٹکس کے چھوڑ دینے پر اپنے ممالک محروسہ سے خواہ وہ قریب
ہون یا بعید اور زایل کرنے پر ہر مشتبہ و مشکوک کے اور محو کر دینے پر ہر طریقہ ناپسندیدہ
و شنیع کے اور دور کر دینے پر ہر مظلمہ کے جو ظلم و تعدی مین متجاوز ہے اور راسبقت کی
ہمنے) ہر راہ نیک کے زندہ کرنے پر اور حتی الامکان نیک کامون مین کوشش کرنے پر
اور چھوڑ دینے پر ان اموال محظورہ کے جنکے لینے کا رواج ہو گیا ہے اُسکی انجام ردی و معذور
کے خوف سے پس باقی نہ رہے ہمارے ممالک محروسہ مین کوئی ظلم جاری اور نہ کوئی ایسا عمل جس سے
اللہ نہ راضی ہو بامید ثواب آیندہ بالمقابل اُس متاع قلیل ملنے پر یہہ اللہ کا حق تہا جسکو ہمنے پورا کیا اور
ہمپر واجب تہا جسکو ہمنے ادا کیا بلکہ یہہ سنت حسنہ ہے جسکو ہم نے ایجاد کیا (باقی صفحہ ۱۴۹)

حوادث اسی زمانہ مین خلیفہ المستنجد باللہ ابو المظفر یوسف بن المقتفی باللہ کے
انتقال کی خبر پہونچی جسوقت کہ نور الدین موصل کے شرقی جانب تل توبہ پر خیمہ زن تھا
خلیفہ المستنجد کا انتقال یوم شنبہ نوین ۹ ربیع الثانی ۵۶۶ھ کو ہوا اسکی ولادت غرہ
ربیع الثانی ۵۱۶ھ مین ہوئی گیارہ برس چھہ دن اس نے خلافت کی خلفاء عباسیہ کا
بتیسوان ۳۲ خلیفہ تھا اس کے بعد اس کے لڑکے المستضی بامر اللہ ابو محمد حسن کی خلافت کی
بیعت ہوئی اور اوسوقت سے المستضی بامر اللہ خلیفہ مانا گیا اور اسی سنہ مین صلاح الدین
نے دار المعونہ (قید خانہ مصر) کو توڑوا کر مدرسہ شافعیہ اور دار الغزل کو مدرسہ مالکیہ
بنوایا اور صدر الدین عبد الملک بن درباس کو مصر و قاہرہ اور اوس کے بلاد
متعلقہ کا حاکم و قاضی مقرر کیا یہہ واقعہ بائیسوین جمادی الثانی کا ہے پہر بقصد جہاد
مصر سے نکلکر رملہ و عسقلان کیطرف گیا اور اسکندریہ کی شہر پناہ بنے کا حکم دیا
ابن ابی طے لکہتا ہے کہ اسی مہینہ مین صلاح الدین نے خلیفہ عاضد کے قصر خلافت پر
قبضہ کرکے اپنے خادم قراقوش کو اسپر مقرر کیا اور شعار اسماعیلیہ کے متغیر کرنے
اور اذان مین حی علی خیر العمل کے نہ کہنے کا حکم دیا اور اسی وقت سے خطبہ عباسیہ
کی تمہید شروع کردی۔

مصر مین بنی عباسیہ کا خطبہ ۵۶۷ھ (مطابق ۱۱۷۱ء) کے پہلے جمعہ مین صلاح الدین نے
بنی عباس کا خطبہ مصر مین پڑہوایا اور دوسرے جمعہ مین ان کے
نام کا خطبہ قاہرہ مین پڑہا گیا اور اسیوقت سے خلفاء مصر کا ذکر منقطع ہوگیا ان کی
دولت و حکومت کا زمانہ منقضی ہوگیا اور خلیفہ عاضد نے یوم عاشوراء کو انتقال کیا
عماد کاتب نے اس واقعہ کو ۵۶۷ھ کے اخبار مین لکہا ہے اور یہہ لکہا ہے کہ جس نے

(بقیہ نوٹ صفحہ ۱۴۸) اور دلیل واضح ہے جسکو ہم نے ظاہر کیا اور قاعدہ مضبوط ہے جسکو ہم نے
اجرا کیا اور فایدہ مغتنمہ ہے جسکا ہمنے افادہ کیا ہے۔

پہلے مصر مین بنی عباس کا خطبہ پڑہا ہے وہ ابو عبد اللہ محمد بن المحسن بن الحسین بن ابی المضا لعلبکی تہا۔ ابن الدبیثی نے بہی اپنی تاریخ مین ایساہی ذکر کیاہے اور قاضی فاضل نے جو خط وزیر بغداد کو لکہا ہے اس مین بہی یہہ تذکرہ ہے۔ ابن اثیر لکہتا ہے کہ جسوقت صلاح الدین کے قدم حکومت مصر پر جم گئے اور مخالفین رفع و دفع ہوگئے اور خلیفہ عاضد کی حکومت ضعیف ہوگئی اور عساکر مصریہ کا نام ونشان تک نرہگیا تب نور الدین محمود نے صلاح الدین کو خطبہ علویہ کے موقوف کرنے اور خطبہ عباسیہ کے پڑہے جانیکا حکم دیا صلاح الدین نے بالفعل بخیال فساد و بلوائے اہل مصر تعمیل حکم سے معافی چاہی لیکن نور الدین نے اس کے عذر و معذرت پر مطلق خیال نہ کیا۔ اوراسکو خطبہ علویہ کے منقطع کرنے اور اقامت دعوت عباسیہ پر مجبور کیا اسی اثنا مین خلیفہ عاضد بیمار ہوگیا صلاح الدین اپنے امرا دولت سے اس بابت مشورہ کیا بعضون نے اقامت خطبہ عباسیہ سے اتفاق کیا اور بعضون نے فتنہ و فساد کے خوف سے اختلاف کیا اور ساتہہ ہی اس کے نور الدین محمود کے عدم امتثال امر کو بہی اپنے امکان سے باہر بیان کیا۔ اسی صلاح و مشورے مین جمعہ کا دن آگیا کسی کی یہہ ہمت نہ پڑتی ہتی کہ ممبر پر چڑہ کر بجائے خلیفہ مصر کے خلیفہ بغداد کا خطبہ پڑہ دے اتفاق سے ایک عجمی شخص آگیا جو امیر عالم کے لقب سے مشہور تہا اور اسکو ہم نے موصل مین دیکہا تہا جب اس نے اون لوگونکے اس پس وپیش کو دیکہا تب اس نے کہڑے ہو کر کہا "یہہ میرا کام ہے مین خطبہ مین خلیفہ بغداد کا نام پڑہون گا" لوگ یہہ سُنکر خاموش ہو رہے پس جسوقت جمعہ کا وقت آیا تو کمال دلیری سے خطیب کے پہلے ممبر پر چڑہ گیا اور بعد حمد و نعت کے خلیفہ بغداد المستضی بامر اللہ کے لئے دعا کی مصریون مین سے کسی نے سانس تک نہ لیا اور نہ کسی نے دم مارا پہر کیا تہا دوسرے جمعہ مین صلاح الدین نے کل خطبا

مصر و قاہرہ کو خطبہ علویہ کے منقطع کرنے اور خطبہ عباسیہ کے پڑہے جانے کا حکم دیدیا۔
اس کے دو ایک روز کے بعد خلیفہ عاضد مر گیا صلاح الدین اکثر کہا کرتا تہا کہ
اگر مین یہہ جانتا ہوتا کہ خلیفہ عاضد کا زمانۂ حیات اب نہایت کم باقی رہ گیا ہے تو
مین اس کے خطبہ منقطع کرنے مین عجلت نہ کرتا ابن ابی طے لکھتا ہے کہ پہلے جمعہ کو
خطبہ مین کسیکا نام نہین لیا گیا صرف آیمۂ مہدئین اور سلطان الملک الناصر
کے لئے دعا کی گئی اور دوسرے جمعہ مین قبل انقطاع خطبہ علویہ و اقامت خطبہ
عباسیہ خلیفہ عاضد مر گیا لیکن اس کے خلاف قاضی فاضل جو سلطان کا ندیم تہا
وہ لکھتا ہے کہ خلیفہ عاضد کا انتقال یوم عاشورا کو ہوا ہے اور اُسکا خطبہ اس سے
دو دن پیشتر منقطع کر دیا گیا تہا علاوہ اس کے خود سلطان صلاح الدین کا
قول اس بیان کی شہادت دیتا ہے جسکو ہم نے اوپر بیان کیا بعضون نے لکھا ہے
کہ جب اسکی اطلاع خلیفہ عاضد کو ہوئی تو اس نے اسقدر رنج و فکر کیا کہ اس صدمہ
سے اس کے دوسرے روز مر گیا اور بعضون نے لکھا ہے کہ اس نے یہہ سُنکر زہر کہا لیا
واللہ اعلم بہر کیف خلیفہ عاضد کے حالت حیات مین اسکا خطبہ منقطع ہو کر خلیفہ
بغداد کا خطبہ پڑہا گیا جیسا کہ ہمنے بیان کیا۔

اس واقعہ کو نورالدین محمود نے سُنکر بہت بڑی خوشی منائی تمام اپنے
ممالک محروسہ کے نوابین اور گورنرون کو اس بشارت سے مطلع کیا اور شہاب الدین
ابوالمعالی مطہر بن شیخ شرف الدین ابی عصرون کو دربار خلافت بغداد کے طرف
اس خوشخبری کے سُنانیکو روانہ کیا اور ایک طول طویل فرمان مشعر بشارت
اقامت خطبہ عباسیہ انقطاع خطبہ خلفاء عبیدیہ لکھہ کر مرحمت کیا جسکو شہاب الدین
موصوف ہر شہر و مقام پر لوگون کو جمع کر کے سناتا جاتا تہا تا آنکہ بغداد کے قریب
پہونچا دربار خلافت سے بڑے بڑے معزز عہدہ دار اس کے استقبال کو شہر سے

باہر آئے دربار خلافت مین خود خلیفہ نے کہڑے ہوکر اس خوشخبری کو سُنا اور قیمتی قیمتی
خلعتین - تلوارین - گہوڑے - نورالدین وصلاح الدین کو اور نیز خطبا، وقضاۃ و
علما، کو بہیجے شعرا نے تہنیت کے قصائد لکہے عماد کاتب لکہتا ہے کہ مجہکو سلطان نورالدین
نے حکم دیا تہا کہ مین ایک بشارت عامہ لکہہ کر قاصدون کو روانہ کرون جو تمام ممالک
اسلامیہ مین پڑہی جائے اور ایک نامہ تہنیت خاص دربار خلافت کو روانہ کرون
جو خلیفۃ المسلمین کے روبرو پڑہا جائے پہر اس کے بعد وہ فرامین کا ذکر کرتا ہے اور
لکہتا ہے کہ مین نے ایک قصیدہ بہی اس تہنیت مین لکہا تہا جسکا مطلع یہہ تہا،
قد خطبنا للمستضیٔ بمصر + نایب المصطفی امام العصر + اس کے صلہ مین
نورالدین نے مجہکو پانچہزار دینار اور سات خلعتین مرحمت فرمایا تہا اور دربار
خلافت سے اس بشارت کے جواب مین عماد الدین بن صندل معتمد ایوان خلافت
خلعت وانعام اور عباسی نشان اور دو تلوارین مرصع لیکر آیا تہا نورالدین
دمشق سے میدان الاخضر تک اس خلعت وانعامات کے لینے کو آیا اور دربار
مین ایک ممبر رکہوا کر موفق بن قیسرانی سے منشور خلافت پڑہوایا صلاح الدین کو
وہ خلعت جو دربار خلافت سے آئی تہی اور بہت سا اپنی طرف سے اضافہ کر کے مصر کو روانہ کیا
یہہ بنی عباسیہ کا پہلا نشان تہا جو بعد دو سو اسی ۲۸۰ برس کے مصر مین داخل ہوا۔

صلاح الدین نے اقامت خطبہ عباسیہ کے بعد عاضد کے قصر خلافت پر
قبضہ کرلیا جواہرات اور قیمتی قیمتی اسباب جو تہے اونکو اپنے امرا اور خاندان
والون پر تقسیم کردیا اور اس مین سے جو بہت زیادہ قیمتی جواہر تہے اُن کو
نورالدین کے پاس تحفۃً روانہ کئے ان سب چیزون کی تفصیل صاحب کتاب
الروضتین نے لکہی ہے۔

فتح عرفہ | ابن اثیر نے لکہا ہے کہ اسی سنہ مین عیسائیون نے نورالدین محمود کو

اندرونی معاملات ملکی مین مصروف دیکھہ کر مسلمانان تجار کی دو کشتیان لاذقیہ کے قریب گرفتار کرلین جو مصر سے شام کو جارہی تہین اور مسلمانون کو قید کر دیا حالانکہ اندلون ان سے اور سلطان نورالدین سے مصالحت تہی لیکن عیسائی امرائے اپنی عادت قدیم کے موافق موقع پاکر بدعہدی کی۔ سلطان نورالدین نے قطع حجت کیلئے کشتیون کے واپس کرنے کو لکہا عیسائیون نے حیلہ[1] و حوالہ سے ٹالدیا تب نورالدین محمود نے برہم ہوکر عساکر شام و موصل و جزیرہ کو جمع کیا اور اس کے چند حصے کئے ایک حصہ کو انطاکیہ کے طرف روانہ کیا اور ایک حصہ کو طرابلس کے جانب بہیجا اور ایک حصہ کو قلعہ صافیثا و عریمہ پر حملہ کرنے کا حکم دیا اور خود ایک دستہ فوج لئے ہوے رلبضہ کو ویران و خراب کرتے ہوئے قلعہ عرقہ پر جا پہونچا اور اُسکا چارون طرف سے محاصرہ کرکے موقع موقع سے منجنیقین نصب کردین اور نہایت سختی سے لڑائی شروع کر دی اس اثنا مین اس کے لشکر کا وہ حصہ جو قلعہ صافیثا و عریمہ کیطرف گیا تہا اسکو فتح کرکے مال غنیمت لئے ہوئے آپہونچا اور سلطان نورالدین کے ساتہہ ہوکر قلعہ عرقہ کے فتح کرنے مین مشغول ہوگیا چار روز کے بعد محصور عیسائی اپنی جان اور مال پر جسقدر وہ اوٹہا سکین امن لیکر نکل گئے اور قلعہ کو مسلمانون کے سپرد کر دیا۔ نورالدین محمود نے اس کامیابی کے بعد ایک ہفتہ تک عرقہ مین قیام کیا بعد ازان یہان سے کوچ کرکے قتل و غارت و ویران کرتا ہوا طرابلس کے قریب جا پہونچا عیسائیون نے دو دو طرف سے لڑائی چہڑی ہوئی دیکہہ کر پیام صلح بہیجنا شروع کیا تا آنکہ ان

[1] عماد کاتب نے لکہا ہے کہ چونکہ صلحنامہ مین یہہ شرط تہی کہ جو کشتی ڈوب جائے یا ایسی ٹوٹ جائے جو ڈوبنے کے قریب ہو تو اسکو عیسائی لیلینگے اسوجہ سے نورالدین کے جواب مین عیسائیون نے لکہا تہا کہ کشتیان نیچے سے ٹوٹی ہوئی تہین اور انمین پانی بہر آیا تہا لیکن نورالدین انکے مغالطہ کو تاڑ گیا اور لشکر کو جمع کرکے حملہ کر دیا۔

دونون کشتیون کو معہ ان کے مال و اسباب کے واپس کرنے پر پہر مصالحت ہوگئی اور ایک جدید عہد نامہ لکہا گیا جسپر فریقین کے وکلا نے دستخط کیئے اور بغرض اعلان مقامات مشہورہ پر چسپان کردیا گیا۔

نورالدین اور صلاح الدین

اسی سنہ مین نورالدین محمود کا صلاح الدین یوسف سے ناراض ہونے کا واقعہ ضرور گزرا ہے عماد کاتب اسکی وجہ یہہ ظاہر کرتا ہے کہ نورالدین نے صلاح الدین کو کرک و شوبک پر مصر کے طرف سے فوج جمع کرکے حملہ کرنے کو لکہا تہا اور خود دوسرے طرف سے حملہ کرنے کو تیار ہو رہا تہا۔ چنانچہ صلاح الدین نے پہلے تو اپنی آمادگی ظاہر کی لیکن اتفاق کچہہ ایسا پیش آیا کہ صلاح الدین مصر سے بقصد کرک نکلکر نصف ربیع الاول کو پہر واپس آیا اور ایک معذرت نامہ لکہہ بہیجا ابن اثیر نے لکہا ہے کہ صلاح الدین کا یہہ معذرت نامہ نورالدین کے پاس اُس وقت پہونچا ہے جبکہ وہ کرک تک پہونچگیا تہا نورالدین کو اس سے سخت صدمہ ہوا اور اسی وجہ سے اس نے بعض مورخین کے قول کے مطابق مصر کے لیلینے اور صلاح الدین کے معزول کردینے کا ارادہ کرلیا تہا اور شاید اسی وجہ سے وہ فوجین بہی مجتمع کر رہا تہا لیکن میرے نزدیک نورالدین محمود کا عساکر کو مرتب اور جمع کرنا مصر کے خیال سے نہ تہا بلکہ اس کے دماغ مین بیت المقدس کی فتح کی ہوا سمائی ہوئی تہی اور اس نے اسی غرض سے مصر پر قبضہ حاصل کرکے اسکو اپنے ممالک محروسہ مین داخل کرلیا تہا اور رفتہ رفتہ کل بلاد پر جو فتح بیت المقدس مین رُوک ٹوک کرسکتے تہے قبضہ کرتا جاتا تہا۔ اس نے بیت المقدس کیلیئے ایک ممبر حلب و دمشق کے نامی نامی صناعون سے کئی ہزار دینار خرچ کرکے بنوایا تہا جسکو اس کے ہونہار نائب صلاح الدین نے بعد فتح بیت المقدس حلب سے منگوا کر بیت المقدس مین رکہوایا اور اس کے تمام عمر کی آرزو اسطرح پوری کی اور اسکی محنتون اور

کوششون کی یون داد دی اور بفرض تقدیر اگر واقعہ بالا سے نورالدین کو صلاح الدین
سے ناراضی یا کشید گی کا موقع ملگیا تہا یا اس نے اپنے دل مین صلاح الدین کو معزول
کرکے مصر پر قبضہ کرلینے کا قصد کرلیا تہا تو بہی حق بجانب تہا اور یہہ خیال قایم کرلینا اسکا
ایک منصبی فرض تہا وہ ممالک اسلامیہ کی توسیع اور بیت المقدس کی فتح او عیسائیونکو
ساحل وشام سے نکال دینے پر جان دے رہا تہا صلاح الدین اسکا ساختہ پرداختہ
اوراس کے آغوش مرحمت کا پروردہ تہا کرک وشوبک پر حملہ کرنے کا اقرار کرکے
اوراس قصد سے مصر سے نکل کے پہر واپس چلے جانے کی کوئی وجہ نہ تہی گو اسکی واپسی
کسی خیال سے ہو لیکن نورالدین کو اس موقع پر بدگمان یا ناراض ہونے کی اجازت
ہو سکتی ہے اور اسکی ناراضی ایک حد تک بجا تہی پہر جب یہہ خبر مصر مین پہونچی تو صلاح الدین
نے اپنے اراکین دولت کو جمع کرکے بیان کیا کہ "نورالدین محمود مصر پر قبضہ کرنیوالا ہے
ہمکو ایسی حالت مین کیا کرنا چاہیئے" کسی نے اسکا کچہہ جواب نہ دیا اتنے مین صلاح الدین کا
بہتیجا تقی الدین عمر بول اوٹہا کہ اگر نورالدین نے مصر کے طرف رُخ کیا تو ہم اس سے
مقابلہ کرین گے اور اوسکو بزور شمشیر مصر مین نہ گہسنے دین گے" اس رائے سے صلاح الدین
کے اعزہ واقارب نے بہی اتفاق ظاہر کیا لیکن نجم الدین ایوب (صلاح الدین کا
باپ) اوٹہہ کہڑا ہوا اور تقی الدین عمر کو سخت ملامت کی اور اسکی رائے کی تائید
کرنے والون کو بہلا برا کہا اور صلاح الدین سے مخاطب ہوکر کہنے لگا "مین تیرا باپ
ہون اور یہہ شہاب الدین تیرا ماموں ہے کیا تو یہہ جانتا ہے کہ یہہ سب تیرے
دوست ہین اور تیری ویسا ہی بہلائی چاہتے ہین جیسا کہ ہم چاہتے ہین بخدا لایزال
ہملوگ اگر نورالدین کو آتے ہوئے دیکہین گے تو پیادہ پا ہوکر اسکی زمین بوسی کرین گے
کسیکو اس کے مقابلہ کی مجال نہوگی وہ ہمارا بادشاہ ہے ہم اوس کے خدام ہین اگر
وہ ہم سے تیرا سر ملنگے گا تو ہم ایک لمحہ بہی تامل نکرین گے فوراً تیرا سر کاٹ کر اوس کے

پاس بھیجدینگے پس جب ہمارا یہہ خیال ہے تو اور و نیز تو کیا بھروسہ کرتا ہے یہہ جتنے تیرے
رؤساء و امراء لشکر اسوقت بلکے ترچھے دکھائی دیتے ہین نورالدین کو دیکھکر ایک
بھی زین پر نہ بیٹھے رہین گے سب کے سب اوسکو دیکھتے ہی اس کے پاؤن پر گر پڑین گے
یہہ کل بلاد اسی کے ہین اسی نے تجھکو یہان مقرر کیا ہے اگر وہ تجھے معزول کیا چاہتا ہے
تو فوج کشی کی تکلیف کی کیا ضرورت ہے وہ ایک حکم بھیجدے تو تو فوراً جسکو وہ کہے
مصر سپرد کرکے اسکی خدمت مین چلا جاوے ہم سب کا آقا ہے اور ہم غلام ہین" اس
تقریر کے بعد جلسہ برخاست ہو گیا جب سب لوگ چلے گئے تو نجم الدین ایوب نے
صلاح الدین سے کہا سر مجلس نورالدین کی مخالفت کرنا بہت حماقت کی بات
ہے تو اس کے مزاج سے واقف نہین ہے اور نہ اِن لوگون کو پہچانتا ہے اگر یہہ
لوگ تیری مخالفت کا حال لکھہ بھیجتے تو نورالدین بھڑک اوٹھتا اور وہ کل کامونکو
چھوڑ کر تیرے پیچھے پڑ جاتا اب یہہ لوگ ہماری تابعداری و اطاعت کی کیفیت
تحریر کرین گے تو وہ راضی ہو جائیگا بہتر ہو گا کہ تو خود اس مضمون کی عرضداشت
نورالدین محمود کے پاس لکھہ کر روانہ کردے" چنانچہ صلاح الدین نے ایسا ہی کیا
نورالدین محمود کا دل اس سے صاف ہو گیا وہ ناراضی جو کرک پر حملہ نہ کرنے سے
پیدا ہو گئی ہتی جاتی رہی اور صلاح الدین نے بہی جب تک نورالدین زندہ رہا
اسکی اطاعت و فرمانبرداری سے قدم باہر نہ نکالا اور اس حد تک اس کے حکم
کی تعمیل کی کہ اس کے مرنے کے بعد بیت المقدس کو فتح کرکے اس کے دل اور
آنکھون کو ٹھنڈا کیا اور اسکی حالت حیات مین بہی اپنے فتوحات کو برابر بڑہاتا
اور عیسائیون کے پرجوش آتش جنگ کو اپنے آب تیغ سے سرد کرتا رہا جنکے بیان کرنیکا
یہہ محل نہین ہے[۵۱]۔

---

۵۱ مین نے اس کے فتوحات و غزوات کو تفصیل کے ساتھہ خود اسکی سوانح عمری مین بیان کردیا ہے مولف

کبوتروں کی ڈاک

چونکہ نورالدین محمود کی حکومت ایران کے مشرق سے نوبہ کی سرحد تک پھیلی ہوئی تھی مصر اور شام کے بندرگاہ جو بحر روم کے شرقی و جنوبی ساحل پر واقعہ تھے اون سب پر اسی کے پھریرے کامیابی کے ہوا مین اوڑ رہے تھے اور ان ممالک مین اسی کے نام کا خطبہ پڑھا جاتا تھا اور ان پر آئے دن سلاطین یورپ کی فوجین اور مذہبی لڑائی لڑنے والے حملہ آور ہوتے تھے اور نورالدین محمود کے ممالک محروسہ مین قتل و غارت کا سیلاب بہا کر چلے جاتے تھے اس سے پہلے کہ ان کے حملہ کی خبر ہو اور انکی مدافعت کے لئے سرحد پر فوجکشی کیجائے اسی وجہ سے ۵۶۷ھ مذکور مین سلاطین اسلام مین شاید سب سے پہلے اس نے کبوترون کے ذریعہ سے خبر رسانی کا انتظام کیا جو موصل مین مناسیب کے نام سے مشہور ہین اور اس طریقہ سے اپنے وسیع قلمرو کو عیسائی مجاہدین کے حملون سے محفوظ رکھا۔ اس نے اپنے تمام ممالک محروسہ مین جابجا چوکیان مقرر کر دین تھین اور کبوترون کے اوترنے کے لئے اونچے اونچے منارہ بنا دیئے تھے اخبار نویس کو حکم تھا کہ جب کوئی غنیم حملہ آور ہو یا کوئی ضروری واہم واقعہ پیش آئے تو فوراً ایک کاغذ پر اوس کو لکھہ کے کبوتر کے بازو مین باندہ کے کبوتر چھوڑ دے کبوتر نہایت تیزی سے اوڑتا ہوا سیدہا اگلی چوکی پر پہونچ جاتا تھا اور اس چوکی کا نگہبان اوس کے بازو سے کاغذ کا پرزہ کہولکر دوسرے کبوتر کے بازو مین باندہ دیتا تھا اسی طرح رفتہ رفتہ نہایت سرعت سے نورالدین محمود تک جہان پر ہوتا خبر پہونچ جاتی تھی۔ اور اس سے پہلے کہ غنیم اس کے کسی قلعہ یا بندرگاہ پر حملہ آور ہو نورالدین محمود کی فوج جو مقام حملہ سے قریب ہوتی تھی اسکا حکم پا کر مقابلہ پر پہونچ جاتی تھی اور اکثر یہہ ہوتا تھا کہ حالت غفلت مین غنیم پر حملہ کرکے اس کو پسپا کر دیتی تھی۔ اس عجیب و غریب تار برقی کا یہہ نتیجہ پیدا ہوا کہ نورالدین کے

تمام ممالک محروسہ عیسائی مجاہدین کے دستبرد سے محفوظ ہوگئے اور عام وخاص کے دلون پر اسکی حکومت وسیاست کا سکہ بیٹھہ گیا اسکا دستور تہا کہ جب کبوتر فضاء آسمان سے محل شاہی یا اس کے کیمپ کے منارہ پر اوترتا تہا فوراً یہہ خود اپنے ہاتہہ سے خبر کے کاغذ کو کہولتا اور پڑہتا تہا اس قاعدہ کی پابندی اِس حد تک کیجاتی تہی کہ اگر اس کے سامنے خاصہ چنا ہوتا یا یہہ بستر خواب پر ہوتا تہا تو بہی اُسکو اطلاع دیجاتی تہی سُو کر اوٹھنے یا کہانا کہا لینے کا انتظار نہ کیا جاتا تہا حسن المحاضرہ مین لکھا ہے کہ خبر ایک خاص قسم کے کاغذ پر لکہی جاتی تہی جو ورق الطیر کے نام سے مشہور تہا اور یہہ پانی سے بہیگتا و خراب نہوتا تہا خبر لکہنے مین اختصار کا بہت لحاظ ہوتا تہا کاغذ مین حاشیہ نہ چہوڑا جاتا تہا عام طور سے خبر کے اول مین بسم اللہ بہی نہ لکہتے تہے صرف اوس کے ہندسہ لکہنے پر اکتفا کرتے تہے اور آخر مین تفاولاً حسبنا اللہ ونعم الوکیل ضرور لکہہ دیتے مخاطب کے لئے لمبے چوڑے القاب ورتعریفی الفاظ نہین لکہتے تہے کبہی ایسا ہی ہوتا کہ خبر طویل ہونے کی وجہ سے دو دو کبوتر ایک ساتہہ چہوڑے جاتے تہے اور ایک کا دوسرے مین حوالہ دیا جاتا تہا۔ قاضی محی الدین ابن عبد الظاہر نے ایک مستقل کتاب لکہی ہے جس مین کبوترون کے حال وخصایل ونسب اور پیام نویسی اور راون کے ذریعہ خبر بہیجنے کے طریقے اور اون کے متعلق بہت سے دلچسپ واقعات تحریر کئے ہین قاضی فاضل نے نامہ بر کبوترون کو ملایکۃ الملوک۔ انبیاء الطیر کے لقب سے ملقب کیا ہے اور عماد کاتب نے اپنی تصنیفات مین انکی بہت بڑی تعریف لکہی ہے۔

نور الدین محمود کی یہہ قابل قدر ایجاد اور ایک کار آمد یادگار مصر وشام مین تقریباً دوسو برس تک جاری وقایم رہی ابن فضل اللہ دمشقی نے جو خلیفہ حاکم بامر اللہ کے دربار خلافت مین تہا اور جس نے ۷۴۹ھ مین انتقال کیا ہے

التعریف بالمصطلح الشرف مین تحریر کیا ہے کہ اگرچہ میرے زمانہ مین جنوبی مصر اور ملک نوبہ کے سرحد پر قوص و اسوان و عیذاب تک کبوترون کی ڈاک بند ہو گئی ہے جو اس سے پہلے جاری تہی لیکن شام و مصر مین اسوقت تک ان بہولی صورت ولے مگر ہوشیار اور وفادار نامہ برون کی ڈاک جاری ہے اوران کے ڈاک کی بہت سی منزلین آباد ہین اس کے بعد اس نے اپنے زمانہ کے بلاد مصر و شام کی موجودہ منزلین گنوائی ہین جنکو ہم مانحن فیہ سے خارج سمجھکر نہین ذکر کرتے۔

عیسائیونکی پیشقدمی

عماد کاتب لکھتا ہے کہ ۵۶۸ھ (مطابق ۱۱۷۲ء) مین عیسائیون نے پہر چہیڑ چہاڑ شروع کی روم کا شاہزادہ ایک فوج کثیر لیئے ہوئے رواد (اطراف حوران) پر قتل و غارت کرتا ہوا قریہ سمسکین مین آ اوترا نورالدین محمود اندنون کسوہ مین تہا اوس نے یہہ سُنکر فورًا اپنی فوج کو مرتب کرکے اس کے مقابلہ پر بڑہنے کا حکم دیا عیسائی سردار اس کے کوچ کی خبر سُنکر سمسکین سے فوار کے طرف گیا پہر جب وہان بہی اسکی خایف طبیعت نے قدم جماکر لڑنے کی اجازت نہ دی تو سواد ہوتا ہوا اشلالہ مین جا پہونچا اور نورالدین محمود نے اس کے چلے جانے سے عشترا مین ڈیرہ ڈالدیا اور اس مقام سے چند دستہ فوج اطراف طبریہ کیطرف روانہ کئے جنہون نے بحالت غفلت اطراف طبریہ پر شبخون مارا اور وہان سے بہت سا مال غنیمت لیکر واپس ہوئے اثناء راہ مین مقام مخاصہ پر انہین عیسائی مجاہدین سے مڈبہیر ہو گئی جسکی جلوگری کو خود سلطان آیا ہوا تہا چہہ [illegible] تہ کامل لڑائی ہوتی رہی جب عیسائیون نے اپنے کو ان سے عہدہ برا ہوتا نہ دیکہا سب مجبور ہو کر عساکر اسلامیہ کے نکل جانے کا رستہ دیدیا۔ نورالدین محمود اس دستہ فوج کے واپس آنیکے بعد عشترا سے زرا مین چلا آیا عماد کاتب کہتا ہے کہ مین اس واقعہ مین سلطان نورالدین محمود کے ہمراہ رکاب تہا اس نے مجہہ سے اس واقعہ کے نظم کرنے کو کہا بس

مین نے فی البدیہ ایک قصیدہ پڑہ دیا جس مین اس واقعہ کا تفصیلی ماجرا اور راون امرا کا بہی ذکر ہے جو نورالدین کے ہمراہ تہے صاحب کتاب الروضتین نے اس قصیدہ کی چند بیتین لکہی ہین جسکا مطلع یہہ ہے"۔

عقدت بنصرک رایۃ الایمان } تیرے مدد سے لوائے ایمان کہڑا ہوا۔
وبدت بعصرک آیۃ الاحسان } اور تیرے زمانہ سے احسان کی نشانی ظاہر ہوئی

نورالدین اور قلیج ارسلان

نورالدین محمود کی یہہ عادت تہی کہ وہ ہمیشہ عیسائی سلاطین و امرا سے دست بدست لڑتا رہتا تہا اور راون کے پنجہ ظلم سے ممالک شام کو نکالتا جاتا اور فتح بیت المقدس کا رستہ صاف کرتا جاتا تہا۔ اسلامی حکومتون پر کبہی اس نے بلا ضرورت فوجکشی نہین کی اور نہ اس نے اسکو پسند کیا ہے کہ مسلمانون کے قبضہ سے ملک کو نکالکر اپنے فتوحات کا دایرہ وسیع کیا جائے مگر ایسی حالتمین جبکہ اسپر عیسائیون کے استیلا کا اندیشہ ہوتا جیسا کہ قبضۂ مصر و دمشق کے واقعات تحریر کئے گئے یا امراء اسلام عیسائیون سے جنگ کرنے مین تاخیر کرتے اور ان کے بلاد اس کے سلسلہ فتوحات کے سد راہ ہوتے۔ ابن اثیر نے لکہا ہے کہ ۵۶۸ھ (مطابق ۱۱۷۲ء) مین نورالدین نے مقبوضات ملک عزالدین قلیج ارسلان بن مسعود بن قلیج ارسلان سلجوقی کیطرف توجہ کیا اسوجہ سے کہ قلیج ارسلان نے ذوالنون بن دانشمند والی ملطیہ و سیواس وغیرہ سے جبراً اس کے مقبوضات کو چہین کر اسکو نکالدیا تہا ذوالنون نورالدین محمود کے پاس قلیج ارسلان کے ظلم و زیادتی کی شکایت و فریاد لیگیا نورالدین محمود نے اسکو اپنے ظل عنایت مین پناہ دیا۔ نہایت عزت و احترام سے ٹہیرایا اور قلیج ارسلان سے ذوالنون کے بلاد واپس کردینے کے بابت تحریک و سفارش کی لیکن قلیج ارسلان نے بجائے واپس کرنے کے نورالدین محمود کے خط کا جواب تک نہ دیا۔ اس کے قاصد کو بلا کسی جواب کے کمال بے توقیری سے

واپس کیا جس سے اسکا جوش انتقام بہڑک اوٹہا اور وہ ذوالنون کو ہمراہ لئے ہوئے
قلیج ارسلان کیطرف بڑہا۔کیسون۔بہنسی۔مرعش۔مرزبان فتح کرتا ہوا آیا اس
کے سرحد پر پہونچکر اپنا پڑاؤ ڈالدیا اور اپنے لشکر کے ایک حصہ کو سیواس پر
قبضہ کرنے کو روانہ کیا جس نے نہایت آسانی سے اسپر بہی قبضہ کرلیا اور جو قلعہ
ان بلاد کے مابین واقعہ تہے اون کو بہی اپنے قبضہ مین لیلیا قلیج ارسلان گہبرکر
اطراف سیواس سے وسط شام مین چلا گیا اور وہان سے ایک درخواست
متضمن بمعانی تقصیر ومصالحت نورالدین محمود کے خدمت مین بہیجی نورالدین
محمود نے بجواب اس کے چند شرائط پیش کئے ازانجملہ ایک شرط یہہ تہی کہ تو میرے
قاصد کے سامنے تجدید اسلام کرتا کہ مین تجہکو تیرے مقبوضات پر بدستور قایم
رکہون کیونکہ تو میرے نزدیک مومن نہین ہے تیرا اعتقاد و مذہب فلسفیانہ
ہے اور تو کئی مرتبہ متہم بالزندقہ ہو چکا ہے دوسرے یہہ تہی کہ جب مین جہاد
کے لئے تیری فوج طلب کرون تو تو بلا تامل بہیجدیا کرے تو نے اکثر بلاد اسلام
مسلمانون کو دبا کر قبضہ کرلیا ہے اور عیسائیون سے صلح کرکے ان پر
جہاد کرنا چہوڑ دیا ہے پس تو اپنی فوج میرے پاس بہیجدیا کرتا کہ مین عیسائیون
سے مجاہدہ کرون و یا تو خود اون عیسائیون پر جہاد کرتا رہ تو تیرے سرحد پر
ہین تیسرے یہہ بہی کہ ذوالنون دانشمند کے جو بلاد تیرے قبضہ مین ہین
معہ اوس کے محاصل کے واپس کر۔ قلیج ارسلان نے ان سب شرایط کو منظور کرلیا
باہم مصالحت ہوگئی نورالدین محمود نے اپنے لشکر کے ایک حصہ کو فخرالدین عبدالمسیح
کے ساتہہ ذوالنون کے پاس سیواس مین چہوڑا اور خود دمشق کے طرف
واپس آیا اور مذہب شافعیہ کے ایک بہت بڑے مدرسہ کی بناڈالی فقیہہ
قطب الدین نیشاپوری کو مدرسہ حلب کا مدرس اعلیٰ مقرر کیا۔عماد کاتب

لکھتا ہے کہ اسی زمانہ مین ملیح بن لاون سپہ سالار بلاد ارمن رومیون کے بیس نامی
نامی افسر ونکو معہ مال غنیمت لئے ہوئے نورالدین کے خدمت مین آیا اس نے
قاضی کمال الدین شہرزوری کو قیدیون اور تحایف کے ساتھہ دربار خلافت
مین روانہ کیا اور ایک عرضداشت اپنے قلم خاص سے لکھی جسکے آخری فقرہ تک کا
یہہ مضمون تہا " مین اللہ تعالیٰ سے اس امر کی توفیق چاہتا ہون کہ میرے منتہائے مقصد
پہونچادے اور مسجد اقصیٰ کے پرنور صحن کو صلیب پوجنے والون سے پاک کردے
اور فتح بیت المقدس کو میرے فتوحات کا دروازہ اور اُسکو میرے کل جد وجہد کا
آخری نتیجہ بنائے اور کل بلاد ساحل سے عیسائیون کو نکالکر مسلمانون کے قبضہ
مین دیدے " عماد نے اس عرضداشت کے ساتھہ ایک قصیدہ خلیفہ بغداد کے
پاس بہیجا تہا اور ایک نورالدین محمود کی مدح مین لکھا تہا ابن اثیر نے لکھا ہے
کہ نورالدین محمود نے اس عرضداشت مین صریفین و درب ہرون اپنے
قدیمی جاگیر واپس ملنے کی درخواست کی ہتی اور کچھہ زمین شط دجلہ پر مدرسہ
شافعیہ بنوانے کے لئے مانگا تہا۔

ان واقعات کے بعد شمس الدولہ تورانشاہ (صلاح الدین کے بڑے
بہائی) نے نوبہ ویمن کو فتح کیا مسجد ویمن ممبرو نپر خلیفہ کے نام کے ساتھہ نورالدین
محمود کا نام پڑہا گیا اسی کے نام کا سکہ تمام ممالک مقبوضہ صلاح الدین مین جاری ہوا
صلاح الدین کو وزارت مصر پر متمکن ہوئے اسوقت تک تقریباً پانچ برس
سے کچھہ زاید ہو چکے تہے اور اس نے دربار نوریہ مین سوائے ہدایا و تحایف کے
کوئی باضابطہ حساب کتاب مرتب کرکے نہین بہیجا لیکن نورالدین محمود کو یہہ کب
گوارا ہو سکتا تہا کہ وہ انتظامات اندرونی ملکی سے غافل ہو کر عیش و آرام مین
خود پسند امرا کیطرح منہمک ہوجاتا اور اپنے امرا اور گورنرون سے حساب و کتاب

طلب نہ کرتا یا اُسکے نگرانی مین کسی قسم کی کوتاہی کرتا وہ اپنی زندگی کے پورے
حصہ کو عام رعایا اور مسلمانون کی اصلاح مین صرف کر رہا تہا۔ اس نے سنہ ۵۶۹ھ
مین موفق بن قیسرانی کو اپنا ایک خط خاص دیکر صلاح الدین کے پاس مصر
کیطرف روانہ کیا اور اس سے پنج سالہ حساب طلب کیا۔ صلاح الدین نے
حساب تیار کیئے جانے کا حکم دیا اور بعد تیار ہونے کے ابن قیسرانی کو تفصیل وار
لشکر کی تعداد۔ انکی تنخواہین۔ امراء و عمال کی جاگیرین محاصل ملک و مصارف
مساجد و مدارس و اوقاف کی جدا جدا فہرستین مرتب کر کے سمجہایا اور بہت سے
قیمتی قیمتی تحائف و ہدایا دیکر رخصت کیا جسکی فہرست صاحب کتاب الروضتین
اور ابن ابی طے نے لکہی ہے مگر اتفاق سے یہہ چیزین نورالدین تک نہ
پہونچنے پائی تہین کہ اوسکا انتقال ہوگیا اسکا سب سے آخری انتظام
یہی تہا اسی پر اسکا خاتمہ ہوا۔

انتقال عماد کاتب نے لکہا ہے کہ عید الفطر سنہ ۵۶۹ھ کو نورالدین محمود نے
حسب عادت قدیمہ غسل کیا۔ کپڑے بدلے مستحقین کو صدقات وخیرات دیکر صحیح
وسالم اپنی محافظ فوج کو لئے ہوئے میدان قبلی اخضر مین نماز پڑہنے کو گئے
قاضی شمس الدین محمد بن المقدم قاضی عساکر نوریہ نے نماز پڑہائی خطبہ پڑہا عید کے
دوسرے دن (یوم دوشنبہ) اپنے امراء کے ساتہہ سوار ہو کر میدان اخضر مین گیا
تہوڑی دیر تک چوگان کہیلتا رہا باتون باتون امیر ہمام الدین مودود سالار نے
ملازملی کہا "یہہ معلوم نہین ہے کہ آج کیطرح سال آئندہ بہی ہملوگ اس میدان
مین جمع ہون گے یا نہین؟" نورالدین نے مسکرا کر جواب دیا "سال بہر کی میعاد
بہت بڑی ہوتی ہے یہہ نہ کہو کہ بعد ایک مہینہ کے یہان ہم سب لوگ مجتمع
ہوسکین گے یا نہین" اتفاق کچہہ ایسا پیش آیا کہ اس گفتگو کے ایک مہینہ کے اندر

نورالدین کا اور ایک سال کے اندر امیر ہمام الدین کا انتقال ہوگیا۔ قاضی
ابن شداد نے لکھا ہے کہ نورالدین محمود کا انتقال بعارضہ خناق ہوا ہے مجہہ سے
ایک دمشقی طبیب نے بیان کیا ہے کہ مجہکو نورالدین نے اپنے مرض الموت مین اور
اطبا کے ساتہہ بلوایا تہا وہ قلعہ دمشق مین ایک نہایت چہوٹے سے کمرے مین تہا
اور مرض اُسکا قریب بہلاکت پہونچ گیا تہا آواز اس درجہ پست ہوگئی تہی کہ
بدقت سُنی جاتی تہی ہم نے نورالدین سے بوجہ تنگی و تاریکی۔ مکان تبدیل کرنیکو کہا
لیکن ہمارے اس کہنے پر وہ متوجہ نہوا پہر ہمنے علاج شروع کیا اور باتفاق اطباء
فصد لینے کو کہا اسپر نورالدین نے کسیقدر ترش رو ہوکر کہا "ساٹہہ برس کی عمر
والے کو فصد نہ دینا چاہیئے" ہملوگ یہہ سُنکر خاموش ہوگئے علاج جون جون
ہوتا جاتا تہا مرض بڑہا جاتا تہا تا آنکہ گیارہوین شوال ۵۶۹ھ (مطابق ۱۱۷۴ء) کو
اسکی پاک روح قالب عنصری سے پرواز کرکے بہشت برین مین پہونچگئی اور یہہ
اپنے شروع کیے ہوئے کام کو ایک حد تک پہونچا کر دنیاء فانی سے عالم جاودانی کو
چلا گیا انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اس کے مرنیکا دن دنیاء اسلام مین
قیامت کے دن سے کم نہ تہا شام۔ مصر۔ بغداد اور کل اسلامی بلاد مین اسکے
بے توقع موت سے ایک ماتم بپا ہوگیا جو تہا وہ بدحواس تہا تمام خلقت دہاڑین
مار مار کر رو رہی تہی مسلمانون کی آنکہونمین دنیا تاریک ہو رہی تہی سلطان
صلاح الدین اور خلیفہ بغداد نے تعزیت کے خطوط لکہے تاسف ظاہر کیا شعراء
نے بڑے بڑے مراثی لکہے ازانجملہ عماد کاتب تہا جس نے چارسو بیتون کے دو مرثیے
لکہے تہے جنمین سے یہہ چند اشعار درج کیے جاتے ہین۔

لفقد الملک العادل بکی الملک والعدل	ملک العادل کے انتقال سے ملک اور عدل رو رہا ہے

وقد اظلمت الآفاق لا شمس ولا ظل — تمام عالم مین مصیبت پھیل گئی ہے نہ تو آفتاب ہے اور نہ سایہ ہے۔

ولما غاب نور الدین عنا اظلم المحفل — اور جب نورالدین ہم مین سے اُٹھ گیا تو محفل تاریک ہوگئی۔

وزال الخصب والخیر وزاد الشر والمحل — اور تازگی اور نیکی زایل ہوگئی اور شر و قحط بڑھ گیا۔

ومات الباس والجود وعاش الیاس والبخل۔ — آمادگی اور بخشش مرگئی اور ناامیدی وبخل زندہ ہوگئے۔

وعز النقص لما هان اهل الفضل والفضل۔ — نقص بڑھ گیا جب اہل فضل اور فضل کی موت آگئی۔

وهل ینفق ذو العلم اذا ما نفق الجهل — اور اہل علم کیا کرسکتا ہے جب کا شور بڑھ گیا ہے۔

وما کان لنور الدین لولا نجله مثل — اور نورالدین کا نام نہ رہتا اگر اسکے مثل اسکی اولاد نہوتی۔

نورالدین محمود کے انتقال کے بعد اسکا لڑکا الملک الصالح اسماعیل گیارہ برس کی عمر مین باتفاق آراء اراکین دولت نوریہ تخت نشین کیا گیا دمشق مین جسقدر امراء و سردار تھے سبھون نے اسکی سلطنت وحکومت پر بیعت کی کل بلاد شام نے اسکی اطاعت قبول کی صلاح الدین نے مصر مین اس کے نام کا خطبہ پڑھوایا اور بجاے نورالدین کے اسکا نام سکّہ پر مضروب ہوا امیر شمس الدین محمد بن المقدم اسکا وزیر اعظم مقرر کیا گیا لیکن اسکی حکومت کا زمانہ امراء دولت نوریہ کی خود غرضیون کے وجہ سے نہایت ابتری کی صورت مین رہا اور آخر کار ۵۷۷ھ مین

تقریباً آٹھ برس حکومت کرکے بعارضہ قولنج انتقال کر گیا اسکے انتقال سے خاندان نوریہ کا چراغ گل ہوگیا دولت وحکومت اس خاندان سے منقرض ہوگئی ملک کا بہت زیادہ حصہ اس کے حالت حیات مین اور جو کچھہ باقی تھا وہ اس کے انتقال کے بعد سلطان صلاح الدین یوسف کے قبضہ مین جا رہا یہہ موقع اسکی تفصیل کا نہین ہے ذلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم۔

سلطان نورالدین محمود کے خصایص خصایل ومحاسن وشمایل

سلطان نورالدین محمود انار اللہ برہانہ کے اوصاف حمیدہ وخصایل پسندیدہ جن سے اسکو دنیاے اسلام نے عزیز الوجود اور ایک عالم نے اس کے وجود باجود کو رحمت الہی کا کرشمہ سمجہا شام۔ جزیرہ۔ مصر۔ یمن۔ مکہ۔ مدینہ بڑے بڑے ممالک مین اسکی ناموری وعظمت تسلیم کی گئی اور اس کے نام کا خطبہ پڑہا گیا خلیفہ وقت نے اسکو عزت کی آنکھون سے دیکھا دنیا بہر نے اسکی بزرگی مان لی اس کے نام نامی کو الملک العادل کا مبارک لقب دلوایا اور اسکو دنیاے فانی مین لافانی بنایا وہ اسکی بےنظیر مردانگی۔ بےمثل شجاعت عدیم المثال سخاوت معدوم النظیر عدالت تہی جسکا خیال کسی وقت کسی حالت مین اس کے ذہن عالی سے زایل نہوتا تہا۔ یہہ جسقدر آثار نبویہ کی متابعت۔ نماز وجماعت اور تلاوت قرآن کی مواظبت مین حریص دکہائی دیتا ہے اس سے بدرجہا اسلام اور اسلامیون کی حمایت جہاد فی سبیل اللہ اور شوق شہادت مین سرگرم نظر آتا ہے علامہ ابوالحسن ابن اثیر تاریخ امام اتابکیہ مین تحریر کرتا ہے کہ مین نے ملوک متقدمین ومتاخرین کی تواریخ دیکہی ہے مجہکو کوئی شخص بعد خلفاء راشدینؓ وعمرؒ بن العزیز کے

ے سلطان صلاح الدین یوسف کی سوانح عمری مین ہمنے ان واقعات کو تفصیل کیساتھہ تحریر کیا ہے۔ (مولف)

الملک العادل نورالدین محمود سے بہتر و جامع مجمیع اوصاف نہین کہائی دیا اسکا
شب وروز عدل و انصاف مین گذرتا تہا جہاد و اعلار کلمۃ الله پر ہر وقت کمربستہ رہتا
مظلمات کے دفع کرنے خلایق کو آرام پہونچانے پر تُلا رہتا عوام و خواص کے ساتہہ
احسان و سلوک کرنے کو ہر لحظہ آمادہ رہتا تہا یہہ اگر کسی اور گروہ مین ہوتا تو باعث
فخر سمجہا جاتا اسکی عبادت - اسکا زہد - کہانے - پینے - پہننے مین رزق حلال کا لحاظ
اس کے باخدا ہونے کی نہایت عادل وقوی شاہد ہین - اپنے ذات و اہل و عیال
کے خرچ کو بیت المال سے ایک حبہ نہین لیتا تہا جو کچہہ مال غنیمت سے اسکو حصہ ملتا تہا
اس سے دوکانین - اراضی - مکانات خرید کرلیتا تہا اور اس کے محاصل سے اپنی اور
اپنے اہل و عیال کی بسر اوقات کرتا تہا اور اگر کبہی وہ محاصل اس کے مصارف کو کافی
نہوتے تو جب تک فقہاء فتوے نہ دیتے تہے ایک درم اور ایک دینار بیت المال سے
نہ لیتا تہا - مجہہ سے میرے ایک دوست نے دمشق مین بیان کیا ہے کہ رُضیع خاتون
بنت معین الدین زوجہ نورالدین محمود نے ایک مرتبہ اس کے وزیر کے ذریعہ سے کمی
نفقہ کی شکایت کی اور یہہ ظاہر کیا کہ جو نفقہ اسکو ملتا ہے وہ خرچ کے لئے کافی نہین ہوتا
کچہہ تنخواہ اور بڑہا دیجاوے" نورالدین محمود یہہ درخواست سُنکر برہم ہوگیا اسکی
آنکہین سُرخ ہوگئین چہرہ کا رنگ متغیر ہوگیا اور نہایت خشونت سے یہہ جواب دیدیا
کہ مین کہان سے لاکردون اُسکو اِسیقدر تنخواہ مین بسر کرنا ہوگا بخدائے لایزال
مین اسکی محبت یا اوس کے کہنے سے اپنے پیٹ کو آتش دوزخ سے نہ بہرونگا اگر
اسکو یہہ خیال پیدا ہوگیا ہو کہ نورالدین کے قبضہ مین بڑے بڑے ملک اور
اون کے خزاین ہین تو اسکا یہہ خیال خام ہے یہہ خزانہ و مال عام مسلمانون کا ہے
اور اُنہین کے کامون کے لئے جمع و مہیا کیا جاتا ہے دشمنان خدا کی لڑائی مین صرف
ہوتا ہے مین اوسکا ایک خزانچی ہون مجہے اوسپر کوئی اختیار حاصل نہین ہے مین

نہین ... ہرگز نہ رون گا“ پہر تہوڑی دیر کے سکوت کے بعد کہا ”شہر حمص مین میرے خاص ملک کی تین دوکانین ہین مین نے اون کو اوسے ہبہ کر دیا خواہ اُسکو وہ فروخت کر ڈالے یا اوسے کرایہ پر چلائے“۔

ایکمرتبہ نورالدین خزانہ عامرہ مین جایزہ کے لئے داخل ہوئے ایک مال کے داخل کرنے کے نسبت دریافت کیا مہتمم خزانہ نے جواب دیا کہ ”کمال الدین قاضی القضاۃ نے اس مال کے داخل کرنیکا حکم دیا ہے“ نورالدین نے تہوڑی دیر کے غور کے بعد کہا اس مال کے مستحق نہ ہم ہین اور نہ اس طریقہ سے بیت المال ہے مناسب یہہ ہے کہ یہہ مال صاحب مال کو دیدیا جائے“ مہتمم خزانہ نے اس مال کو قاضی کمال الدین کے پاس بہیجدیا قاضی کمال الدین نے اسکو پہر واپس کر دیا اور کہلا بہیجا کہ اگر الملک العادل اس کے نسبت پہر دریافت فرمائے تو کہہ دینا کہ قاضی کمال الدین اسکا ذمہ دار ہے اوس نے اس مال کو داخل خزانہ کرایا ہے اتفاق سے جب دوبارہ نورالدین محمود خزانہ مین گئے تو پہر وہی مال نظر کے سامنے آگیا مہتمم خزانہ سے ترش رو ہو کر کہا کیا مین نے تمکو اس کے واپس کر دینے کا نہین حکم دیا تہا؟ مہتمم خزانہ نے عرض کیا ”حضور مین نے اسکو قاضی کمال الدین کے پاس صاحب مال کو واپس کر دینے کے لئے بہیجدیا تہا اُنہون نے پہر لوٹا دیا ہے اور یہہ کہا کہ اسکا ذمہ دار مین ہون“ نورالدین محمود نے اوس مال کو پہر قاضی کمال الدین کے پاس واپس کر دیا اور یہہ کہلا بہیجا کہ نورالدین محمود کی گردن کمزور ہے قیامت مین اس بار کو نہ اوٹہا سکے گی تمہاری گردن اگر مضبوط ہو اور اس بار کی متحمل ہو سکتی ہو تو اس مال کو تم اپنے پاس رکہہ لو لیکن خزانہ عامرہ مین اسکو داخل نہ کرو اس خزانہ کا اصلی خزانچی مین ہون ایسے مال کی گرد اور رسی سے اپنی گردن پر قیامت کا بار نہ لون گا“ قاضی کمال الدین یہہ سُنکر خاموش ہو گیا اور مال صاحب مال کو واپس کر دیا گیا۔

اس نے اپنے تمام ممالک محروسہ بلاد شام و جزیرہ و موصل و دیار مصر مین کل محصول و ٹیکس و چنگی درآمد و برآمد معاف کر رکہا تہا جسکی تعداد لاکہون کیا کروڑون سے متجاوز ہو جاتی ہتی۔ یہہ پہلا شخص ہے جس نے بازارون کا ٹکس، نہرون کا محصول، مال کی درآمد و برآمد کی چنگی معاف کردی ہتی قاضی القضاۃ بہاء الدین نے لکہا ہے کہ نور الدین محمود نے محصول و ٹیکس کے معاف کرنے کے بعد ایک خط دربار خلافت مین روانہ کیا تہا اور اس مین کل معاف کردہ رقوم کو بالتفصیل لکہا تہا اور یہہ درخواست کی ہتی کہ واعظین اور خطباء مساجد اور مجالس وعظ مین اسکو بیان کرین رضی الدین ابوسالم عبدالمنعم بن المنذر نے بیان کیا ہے کہ جسوقت نور الدین محمود بقصد شیرز جا رہا تہا اوسوقت اوس نے اوس منشور کے لکہنے کا مجہے حکم دیا ہے جس مین اوس نے حلب و دمشق و حمص و حران و سنجار و رحبہ و عزاز و تل باشر وغیرہ بڑے بڑے صوبہ جات کے ٹکس معاف کئے تہے اور اس معاف شدہ ٹکس کی تعداد ان صوبہ جات مین اس تفصیل سے ہتی۔ حلب مین پچاس ہزار دینار، عزاز مین دس ہزار دینار، تل باشر مین اکیس ہزار دینار، معرہ مین تین ہزار دینار، دمشق خاص مین تیس ہزار دینار، حمص مین چہبیس ہزار دینار، حران مین پانچہزار دینار سنجار مین ایک ہزار دینار، رحبہ مین دس ہزار، عداد العرب مین دس ہزار دینار مصر مین پچہتر ہزار دینار۔ صدقات اور خیر و خیرات مین دو لاکہہ دینار صرف ہوتے تہے منجملہ اس کے تیس ہزار دینار سالانہ مدارس حنفیہ و شافعیہ و مالکیہ و حنبلیہ کی درستی و مرمت اور طلباء علوم کی خوراک مین صرف ہوتا تہا اور باقی سرائین۔ خانقاہین۔ شفاخانے۔ مسافرین۔ زایرین مقامات علیہ و فقراء و اولیاء اللہ مین خرچ ہوتا تہا۔ لڑائیون اور غزوات اور درستی شہر پناہ مین جو کچہہ صرف ہوتا تہا وہ اس کے علاوہ ہے۔

نورالدین ۲/ جون ۱۱۱۸/ ۲ فروری ۱۰۳

عدل وانصاف کو بیحد دوست رکہتا تہا اس کے نزدیک قوی وضعیف
امیر وغریب سب یکسان تہے شریعت مطہرہ کے احکام کی پابندی اس تعدی سے
کرتا تہا کہ دیکہنے والے دنگ ہو جاتے تہے ایکمرتبہ دمشق مین چوگان کہیل رہا تہا دور سے
دو شخص نظر آئے جو ایک دوسرے کو اشارہ سے کچہہ بتلا رہا تہا لیکن آگے بڑہنے کی
جُرأت نہ ہوتی تہی نورالدین نے انکو قریب بلوا کر دریافت کیا معلوم ہوا کہ ان مین
سے ایک قاضی کمال الدین کا غلام ہے اور دوسرا وہ شخص ہے جس نے اسپر دعویٰ
دایر کیا ہے نورالدین محمود یہہ سُنتے ہی چوگان چہوڑ کر قاضی کمال الدین کے
پاس مجلس عدل مین گیا اور مدعی کے ساتہہ کہڑے ہو کر اپنے دلایل پیش کئے مدعی کا
دعویٰ خارج ہو گیا نورالدین محمود نے قاضی کمال الدین اور اون لوگون سے مخاطب
ہو کر کہا جو اسوقت موجود تہے تم لوگون نے دیکہا کہ اسکا دعوی میرے مقابلہ
مین نہ چلا مین پہلے سے یہہ جانتا تہا کہ دعوی اسکا باطل ہے لیکن محض اسوجہ سے
چلا آیا کہ کسی کو یہہ خیال نہ پیدا ہو کہ نورالدین محمود نے اسپر ظلم کیا ہے اور جس امر پر
منازعت ہوئی ہے اسمین حق بجانب مدعی ہے مگر اب تملوگ گواہ رہو کہ مین نے اپنی
طرف سے شے متنازعہ اسکو دیدیا اب اسکا مالک یہہ شخص ہے وہ شے متنازعہ میری
نہین ہے ابن اثیر نے لکہا ہے کہ ایک اور واقعہ ایسا ہی حلب مین پیش آیا تہا لیکن فرق
اسقدر ہے کہ اس نے پہلے ایک وکیل کو قاضی کے پاس بہیجا تہا بعد ازان جب حلف
لینے کی نوبت آئی تو خود قاضی کے پاس آیا اور بعد مقدمہ فیصلہ ہو جانیکے شے متنازعہ
مدعی کو ہبہ کر دیا تاریخ کبیر مین یہہ واقعات تفصیل کے ساتہہ تحریر کئے گئے ہین۔

اِس کے ایوان معدلت کے دروازہ پر دربان وحاجب نہین رہتے تہے
مظلوم وبیکس کی فریاد اور شکایتین خود سُنتا تہا اور نہایت غور وفکر سے انصاف
کرتا تہا ابن اثیر نے لکہا ہے کہ سب سے پہلے سلاطین اسلام مین نورالدین محمود نے

انفصال مقدمات کے لئے دارالکشف بنوایا اور اسکو دارالعدل سے موسوم کیا ہفتہ مین دو بار اجلاس کرتا تہا بڑے بڑے فقیہہ - محدث - قضاۃ حاضر رہتے تہے مقدمات کے واقعات اور فریقین کے دلایل خود سُنتا اور خود اوسکو فیصلہ کرتا تہا سفر و حضر مین ان دلون کی ہمیشہ پابندی کرتا تہا اسدالدین شیرکوہ اس کے معزز امیرون مین سے تہا دارالعدل کے بننے کے بعد اس نے اپنے مصاحبین و امراء سے کہا کہ آج سے اگر تم مین سے کسی کا مقدمہ نورالدین محمود کے سامنے پیش ہوا تو یاد رکہنا کہ مین ایسی سخت سزا دونگا کہ تملوگ تحمل نہ کرسکوگے تملوگ جانتے ہو یہہ دارالعدل محض تم ہی لوگون کے سبب سے بنا ہے کیونکہ تملوگون کے سوا اور کسی شخص پر کمال الدین کا فیصلہ قطعی نہین سمجہا جاتا اگر مجہے تمہارے بدولت دارالعدل مین جانا پڑا تو مین نہایت سختی سے پیش آؤنگا جاؤ جس جس سے تمکو کسی بابت منازعت ہو آپس مین فیصلہ کرلو اور اسکو جسطرح ہوسکے کچہہ دیدلاکر راضی کرلو" نورالدین محمود نے یہہ سُنکر اللہ تعالی کا شکریہ ادا کیا اور حاضرین سے مخاطب ہوکر کہا اللہ کا شکر ہے کہ ہمارے امراء آپ ہی انصاف کرلیا کرتے ہین اس سے پیشتر کہ وہ ہمارے حضور مین آئین - یہہ واقعات اس کے عدل اسکی سیاست کی ایک ایسی نظیر ہے کہ جسکی نظیر ڈہونڈہنے سے بدقت ملیگی - ابن اثیر نے لکہا ہے کہ ایوان معدلت بنوانے کے باعث اسدالدین کے امراء ہوئے تہے قاضی کمال الدین ہی نے ان لوگون کی شکایت کی تہی واللہ اعلم -

اس کے جتنے کام تہے وہ سب نیک نیتی پر مبنی تہے جو کام وہ کرتا تہا دینی غرض اوسمین ضرور پنہان رہتی تہی ایکمرتبہ جزیرہ سے ایک بزرگ نے اسکو چوگان کہیلنے کی بابت لکہہ بہیجا کہ "تم گہوڑون کو بلا فایدہ دینی تکلیف دیتے ہو میرے نزدیک یہہ لہو و لعب ہے اور ممنوع ہے" نورالدین نے اس کے جواب مین اپنے

دست خاص سے ایک خط لکھا جسمین اس نے لکھا تہا" والد مجھکو چوگان کہیلنے پر کسی نے
نہین آمادہ کیا سولہے اس کے کہ ہملوگ دشمنان خدا کے قریب رہتے ہین اور یہہ
معلوم نہین ہے کہ کب تمکو دہاوا کی ضرورت ہوگی اگر ہم اپنے گہوڑون کوان کے
تہانون پر باندہ دینگے تو وہ سست ہوجائین گے ضرورت کے وقت طول و
طویل سفر نکرسکین گے مین لہو ولعب یا طبیعت کے بہلانے کی نیت سے چوگان
نہین کہیلتا ہون بلکہ گہوڑون کو محنت پر لگائے رکہتا ہون تاکہ ضرورت کیوقت
دہوکہہ نہ دین اور اپنے سوار کے قابو مین رہین۔
اسکی شجاعت ومردانگی کی شہادت اس سے زیادہ کیا ہوسکتی ہے کہ اکثر ہر لڑائی
مین خود شریک ہوتا تہا فوج کو مرتب کرنا اور اونپر جہاد کی آیات پڑہنا اور انکا خود
افسر اعلی ہوتا تہا اور قبل لڑائی چہڑنے کے وضو کرکے دو رکعت نماز پڑہتا او سجدہ
مین جاکر جناب باری عز اسمہ سے دعا کرتا تہا بعدازان صفوف لشکر مین ایک چکر
لگاکر لشکریونکو حملہ کرنے کا حکم دینا اور آلات حرب سے مسلح ہوکر میدان جنگ مین
جاتا تہا لڑائی مین نہایت درجہ کا ثابت قدم اور اوس کے اصول سے خوب واقف تہا
شوق شہادت مین دشمنان خدا کی صفوف مین بے خوف گہس جاتا تہا ایک روز
امام قطب الدین نیشاپوری فقیہہ شافعی نے کہا" واللہ تم بنفسہ لڑائی کے میدان
مین جاکر اسلام واسلامیون کو خطرہ مین نہ ڈالو کیونکہ تم ان کے مامن وعماد ہو
اگر عیاذاً باللہ معرکۂ جنگ مین تم کام آگئے تو اسلامیون کا کوئی محافظ وپشت پناہ
نرہجائیگا ان کے کل بلاد عیسائیون کے قبضہ مین چلے جائینگے" نورالدین محمود نے
جواب دیا اے قطب الدین تم پڑہے لکہے ہوکر ایسی باتین کہتے ہو؟ محمود ایسا
کہان کا جوانمرد ہے جسکی نسبت یہہ بات کہی جائے مجھسے پیشتر کس نے بلاد اسلام
کی محافظت کی ہے؟ جس نے مجھسے پہلے بلاد اسلام کی محافظت کی ہے وہی

میرے بعد کرے گا اللہ تعالیٰ کے قبضہ اقتدار مین سب کچھہ ہے وہی اسکا محافظ و حامی ہے محمود ایسے سیکڑون ہزارون معرکۂ جنگ مین کام آجائین تو اسکی حفاظت و حمایت اسلام مین ذرہ بہر بہی فرق نہین آسکتا قطب الدین! آیندہ سے تم ایسی باتین نہ کہا کرو میری یہہ قوت تہی کہ مین بلاد شام و جزیرہ و مصر کو فتح کرتا یہہ سب اللہ جلشانہ کی عنایت ہے اس نے اپنے ایک ناچیز بندہ کے ہاتہہ سے ان بلاد کو فتح کرایا ورنہ محمود کس لایق اور کس شمار مین تہا"۔

نور الدین محمود اپنے لشکریون کے ساتہہ نرمی و ملاطفت کا برتاؤ کرتا تہا اگر ان مین سے کوئی زخمی یا بیمار ہوتا تہا تو اوسکی تیمارداری اور عیادت کو اکثر خود جاتا تہا وہ اپنے لشکریون کو تنخواہین نہین دیتا تہا بلکہ سبہون کو جاگیرین دیے ہوئے تہا جب ان مین سے کوئی شخص معرکۂ جنگ مین شہید ہو جاتا یا انتقال کر جاتا تہا تو اوسکی جگہہ پر اوس کے لڑکے اور بحالت عدم موجودگی اُس کے قریب ترین عزیز کو مقرر کرتا تہا اس کے دفتر شاہی مین ہر سپاہی اور امیر کا نام باقاعدہ فہرست مین درج تہا جب کسی کے لڑکا پیدا ہوتا تہا تو اوسکا نام درج کیا جاتا اور اوسکی پرورش و تربیت کے لئے وظایف مقرر کئے جاتے تہے امیرون اور سپاہیون کے نام اور اُنکی جاگیرونکی تفصیل اور ان کے آلات حرب و املاک کی مفصل فہرست اسکے دفتر شاہی مین موجود رہتی تہی۔ یہی سبب تہا کہ اسکا لشکر ظفر پیکر جان دینے اور جان لینے پر تلا رہتا تہا اس نے اپنے عہد معدلت مہد مین تقریباً کل بلاد شام کو فتح کیا جزیرہ و مصر پر قابض ہوا حلب۔ حماۃ۔ حمص۔ دمشق۔ مارین۔ شیزر۔ منبج وغیرہ کی شہر پناہین بنوائین اور حسب حاجت و ضرورت موقع موقع سے مضبوط مضبوط قلعات بصرف کثیر تیار کرائے اور ان کے مصارف کو بڑی بڑی جاگیرین دین۔ یہہ اپنی ذات خاص پر وہی صرف کرتا تہا جو اسکو مال

غنیمت سے حصہ رسدی ملتا تھا اور ہدایا و تحایف جو اسکو اطراف وجوانب بلاد سے آتے تھے اُن کو وہ جمع کرتا جاتا برس چھ مہینہ کے بعد اونکو فروخت کرکے ترتیب لشکر اور خریداری آلات حرب وغیرہ مین صرف کرتا تھا۔

مساجد اور مدارس کے بنوانے کا بیحد حریص تھا اس نے تمام ممالک محروسہ کے ہر شہر و قصبہ مین مدارس۔ مساجد۔ شفاخانہ۔ سرائین بنوائین حلب۔ حماۃ۔ دمشق حمص وغیرہ مین حنفیہ۔ مالکیہ۔ شافعیہ۔ حنبلیہ کے دار العلوم قایم کیئے اور ان مین بڑے بڑے نامی علمار و فقہار کو درس و تدریس کے لئے مقرر کیا حسن المحاضرہ فی احوال المصر و القاہرہ مین لکھا ہے کہ اس نے سلاطین اسلام مین سب سے پہلے دمشق مین دار الحدیث بنوایا اور اس کے مدرسین و معلمین کی بڑی بڑی تنخواہین مقرر کین ان کے علاوہ دیہات و قصبات مین یتیمون اور غربا کے پڑھنے کے لئے بھی مدارس قائم کیئے اس کے عہد حکومت مین دمشق و شام مرکز علوم بنا ہوا تھا ابن اثیر کہتا ہے کہ مجھ سے ایک شخص نے شام مین بیان کیا ہے کہ ۵۶۶ھ ہجری مین مجھ سے متولی اوقاف نے بیان کیا ہے کہ صرف دمشق و حلب مین نو ہزار دینار صوریہ ماہوار مساجد پر اور اٹھارہ ہزار دینار صوریہ مدارس کے معلمین کی تنخواہ مین صرف ہوتی ہین حماۃ و حمص کے مساجد و مدارس کا خرچ بالاجمال بائیس ہزار دینار صوریہ ہے شیخ امین ابو القاسم عبد الرحمن بن الحسین ابن الخضر ابن الحسین بن عبدان ازدی دمشقی نے لکھا ہے کہ نور الدین محمود کل محاصل دمشق کو دمشق کے مساجد و مدارس پر صرف کرتا تھا نصف محاصل صرف جامع مسجد کو دیتا تھا اور باقی نصف کے گیارہ حصے کرتا تھا دو حصہ مدرسہ حنفیہ و شافعیہ کے مقرر تھے باقی نو حصہ جامع قلعہ دمشق۔ مسجد ابن عطیہ اندرون دروازہ جابیہ مسجد ابن لبید محلہ فسقار۔ مسجد سوق الرماحین۔ مسجد سوق صاغہ۔ مسجد دار البطیخ۔

مسجد عباسی محلہ سوق احد ـ مسجد نور الدین بجوار بیعۃ الیہود ـ جامع الصالحین جبل قاسیون
کے مصارف مین صرف ہوتے تہے ان کے علاوہ اور جو دمشق کے محلات مین چہوٹی
چہوٹی مسجدین ہین ان کے صرف کے لئے جداگانہ مواضعات وقف تہے لیکن جامع
مسجد کا صرف اس کے آنکہو نمین کہٹکتا تہا اور اسکو یہہ خیال پیدا ہو گیا تہا کہ
جسقدر اس مسجد پر وقف ہے اوس سے دو چند دوسرے اوقاف سے صرف کیا جاتا ہے
اور ایک شے کا وقف دوسرے موقع پر خرچ ہوتا ہے چنانچہ اس امر کے تحقیق کیلئے پنجشنبہ انیسوین
صفر ۵۵۴ھ کو قلعہ دمشق مین قاضی رکن الدین ابو الحسن علی بن محمد بن یحیی قرشی
فقیہہ شیخ شرف الدین بن ابی عصرون خطیب عز الدین ابو البرکات بن عبد
امام عز الدین ابو القاسم علی بن الماسح فقہاء شافعیہ اور شرف الدین ابو القاسم
عبد الوہاب بن عیسی مالکی و شرف الاسلام نجم الدین عبد الوہاب حنبلی اور روسار
دمشق سے رضی الدین ابو غالب عبد المنعم بن محمد بن اسد تمیمی و نظام الدین
ابو الکرم بن ابی المضا متولی وزارت و عبد الصمد بن تمیم و عبد الواحد
بن ہلال وضا بن ابو الحسن وغیرہم کو بلوایا اور ان لوگون سے یہہ سوال کیا کہ
"مسجد جامع دمشق کے لئے جسقدر وقف ہے اوس سے دو چند اسمین صرف
ہوتا ہے اور یہہ کمی اور مصالح کے اوقاف سے پوری کی جاتی ہے کیا یہہ
جائز ہے کہ ایک مد کا وقف دوسرے کام مین صرف کیا جائے؟ ہر شخص اپنے
علم و یقین سے جو کچہہ جانتا ہو بیان کرے جو شخص دوسرے شخص کا بیان
یا اسکی شہادت سُنکر ساکت ہو جائے گا وہ اسکا مصدق و موید سمجہا جائیگا
اور اب آیندہ سے وہی معمول ہو گا جسپر تملوگ اتفاق کروگے" اس کے بعد
نور الدین نے متولیان اوقاف کو طلب کر کے مصارف اوقاف کی فہرست کو تفصیل وار
پیش کرنیکا حکم دیا صائن و ابن تمیم و ابن ہلال نے کہا سوق مسجد جو مادنہ غربیہ کے

نیچے متصل بیمارستان ہے جامع مسجد کے اوقاف سے نہین ہے بلکہ وہ عام
مسلمانون کے مصالح کے لئے وقف کیا گیا ہے اور اب اوس کے محاصل جامع مسجد مین
صرف ہو رہے ہین حاضرین نے اس قول کی تائید کی۔ اسیطرح بعض بعض قوم پر
بعض حاضرین نے یہہ اعتراض کیا کہ یہہ رقوم سرائین اور مساجد کی موقوفات سے
ہین اور اب یہہ مسلمانون کے اور کامون مین صرف کئے جاتے ہین اور بعض نے
انکی تائید کی نورالدین نے اسکو تسلیم کرتے ہوئے یہہ بیان کیا کہ میرے نزدیک
بوقت ضرورت ان اوقاف کے رقوم سے مسلمانون کے اہم مصالح مین صرف کرنا
جایز ہے کیونکہ مسلمانون کے جان و مال کی حفاظت کے غرض سے شہر پناہ دمشق
بنوانے اور ثغور مسلمین کی محافظت ضروریات سے ہے قاضی شرف الدین عبدالوہاب
مفتی مالکی نے بلاقید اس کے جواز کا فتوی دیدیا لیکن شیخ شرف الدین بن ابی عصرون
شافعی نے اس سے اختلاف کیا اور یہہ کہا کہ "موقوفات مسجد یا کسی وقف معین کا
اس کے غیر محل پر صرف کرنا جایز نہین ہے مگر یہہ کہ بیت المال مین کچھہ نہو یا ہو
اور اوس کے خرچ کر دینے سے بیت المال کے ضعف کا خیال ہو اور ضرورت
شدید ہو تو بطور قرض کے موقوفات معین و مخصوص کا دوسرے محال پر صرف
کر دینا جایز ہے اور اسکا ادا کرنا بیت المال سے واجب ہے" آیمہ حاضرین جلسہ
نے اس رائے سے اتفاق کیا اور ایک محضر لکھا گیا جسپر حاضرین سے دستخط
کرائے گئے اور اسی مسئلہ مفتی بہا پر عملدرآمد شروع ہوا۔

اس کی مجالس مین سوائے علماء و فضلاء و عمایدین اسلام کے کسی دوسرے کی
صورت نہین دکہائی دیتی تہی سوائے ذکر خیر کے اور کوئی تذکرے نہین سُنے جاتے
تہے مسلمانون کی بہبودی کی فکرین۔ جہاد کے مشورے ہر وقت ہوتے رہتے تہے
اور جب اس سے فراغت ہوتی تہی تو ایک وقت خاص پر حدیث شریف کی

سماعت اور کبھی قرأت بھی کرتا تھا اور اسی کے مطابق عملدر آمد کرتا تھا شیخ ابوالبرکات حسن بن محمد بن ہبیۃ اللہ بیان کرتا ہے کہ "ایک روز مین اپنے چچا حافظ ابوالقاسم مورخ تاریخ دمشق رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ نورالدین کی مجلس مین حدیث سننے کو گیا اثناء حدیث مین یہہ ذکر آگیا کہ آنحضرت (صلعم) تلوار لٹکائے ہوئے نکلے اس سے نورالدین نے ایک ایسی بات پیدا کی جسکا لوگون کو خیال تک نہ گزرا اوس نے شیخ محدث سے متعجبانہ دریافت کیا "کیا آنحضرت (صلعم) تلوار کو لٹکاتے تھے باندھتے نہ تھے؟ شیخ نے کہا ہان! دوسرے دن مین قلعہ کیطرف اسی امر کے دیکھنے کو گیا نورالدین اور اوس کے کل لشکری تلوار حمایل کئے ہوئے نکلے اور اس سے پیشتر تلوار کو کمر سے باندھنے کا رواج و دستور تھا۔

اس کے ذاتی اوصاف سے جو خصوصیت کے ساتھ ذکر کرنے کے قابل ہے وہ یہہ ہے کہ برخلاف اور سلاطین اسلام کے اوسنے اپنے نام کے ساتھ طول و طویل القاب اور اونچے تعریفی الفاظ کے لکھنے کی ممانعت کردی تھی جو اس مین موجود نہ تھے مساجد مین ممبرون پر نام کے ساتھ لمبے چوڑے القاب اور چکنے چپڑے الفاظ کے ذکر کرنے کی عام ممانعت تھی شیخ کمال الدین ابوالقاسم عمر ابن احمد بن ہبیۃ اللہ بن ابی جراد نے تاریخ حلب مین نقل کیا ہے کہ بڑے بڑے شیوخ مثل ابوالفضل احمد و ابوالبرکات حسن و ابو منصور عبدالرحمن پسران عبداللہ محمد بن الحسن بن ہبیۃ اللہ شافعی نے اس واقعہ کی روایت کی ہے اور کہا ہے کہ ہم نے وہ خط اپنی آنکھون سے دیکھا ہے جو وزیر خالد بن محمد بن نصر ابن صغیر قیسرانی نے نورالدین کو اس بارہ مین جواباً لکھا تھا اور پھر نورالدین نے خط کی پیشانی پر جو دو چار سطرین لکھی تھین اون کو بھی ہم نے دیکھا ہے صاحب کتاب الروضتین نے لکھا ہے کہ نورالدین نے ابن قیسرانی کو ایک خط اس مضمون کا لکھا تھا کہ "ابن

نورالدین محمود (۱۲) کاغذ نمبر (۱)

قیسرانی وہ الفاظ دعائیہ لکھہ کر بھیجدے جنکو ممبرون پر خطیب پڑہین اور اُن مین نہ تو حشو و زوائد ہون اور نہ ایسے الفاظ و اوصاف ہون جو حالت موجودہ کے خلاف اور صریح کذب ہون" خالد نے اس کے جواب مین ذیل کا خط لکھہ کر نورالدین کے پاس بھیجدیا"

اعلی الله قدر المولی فی الدارین و بلغہ اماله فی نفسه و ذریته وختم له بالخیر فی العاجلة والاجلة بمنه وجوده وفضله وحمده۔ وقف المملوک علی الرقعة تضاعف دعاوہ وابتہاله الی الله تعالی بان یرضی عنه وعن والدیه وان سهل له

له ترجمہ اللہ تعالی دارین مین آقا کی قدر زیادہ کرے اور اسکے اور اس کے ذریات کے مقاصد پر پہونچاوے اور اپنے احسان وجود وفضل وحمد کے وسیلے سے اسکا بالفعل و آیندہ خاتمہ بخیر کرے خادم آپ کے خط سے مطلع ہو اللہ زیادہ کرے دعا وعزت اور ایسے کامون کے کرنے کی توفیق دے جس سے اللہ اس سے اور اس کے والدین سے راضی ہو اور اپنے طریق مرضاۃ پر چلنے اور راہ تقرب پر سلوک اور اوس تک فایز ہونے کی ہدایت کرے بیشک وہ ہر شے پر قادر ہے خادم کی رائے جسکی علم اشرف ہدایت کرتا ہے اللہ تعالی اسکا شرف زیادہ کرے یہہ ہے کہ خطیب ممبر پر آقا کے دعا کے وقت یہہ کہا کرے "اے خدا اپنے بندہ کی اصلاح کر جو تیری رحمت کا محتاج ہے اور تیری ہیبت سے خایف ہے اور تیری قوت سے وابستہ ہے اور تیری راہ مین لڑنے والا اور تیرے اعداء دین سے جھگڑنے والا ہے وہ کون ہے ؟ ابوالقاسم محمود بن زنگی بن آقسنقر ناصر امیر المومنین" کیونکہ یہہ کل الفاظ ایسے ہین جنمین نہ کذب ہے اور نہ کچھہ زیادتی ہے اور آیندہ رائے والا اعلی واشرف ہے انشاء اللہ تعالی"

السلوك الی رضاہ و القرب منه و الفوز عندہ انه علی کل شیء قدیر رای المملوك ما یعرضه علی العلم الاشرف زادہ الله شرفاً وھو ان یذکر الخطیب علی المنبر اذا اراد الدعا للمولی "اللھم اصلح عبدك الفقیر الی رحمتك الخاضع لھیبتك المعتصم بقوتك المجاھد فی سبیلك المرابط لاعداء دینك ابا القاسم محمود بن زنگی بن آقسنقر ناصر امیر المومنین" فان ھذا جمیعه لا یدخله کذب ولا زیادۃ والرای اعلی واسمی ان شاء الله تعالی"

نورالدین محمود نے اس خط کی پیشانی پر عبارت ذیل لکھہ کر واپس کر دیا اور یہہ حکم دیا کہ ایک گشتی حکم کے ساہتہ تمام ممالک محروسہ کے خطیبوں کے پاس بہیجدیا جائے تاکہ آیندہ سے وہ انہیں الفاظ کے ساہتہ ممبروں پر اسکا نام لیا کریں وہو ہذا۔

"مقصودی[1] ان لا یکذب علی المنبر انا بخلاف کل ما یقال لا افرح بما لا اعمل الذی کتبته جید اکتب به نسخ وتسیرہ الی جمیع البلاد وزد فی الدعا ھذہ الالفاظ اللھم ارہ الحق اللھم اسعدہ اللھم انصرہ اللھم وفقه"

---

[1] ترجمہ میرا مقصود یہہ ہے کہ ممبر پر جہوٹ نہ بولا جائے مین برعکس اس کے ہون جو اکثر بیان کیا جاتا ہے مین اس سے خوش نہین ہوتا جو مین نہین کرتا۔ جو تونے لکہا ہے مناسب ہے متعدد نسخے لکہہ کر جمیع بلاد کیطرف روانہ کردے اور دعا مین ان الفاظ کو اور زیادہ کردے" اے الله اسکو حق دیکہا اے الله اسکو نیک کر اے الله اسکی مدد کر اے الله اسے توفیق دے۔

اسنے اپنے لشکر مین طبل اور کرنا وغیرہ کا بجانا موقوف کر دیا تھا اپنے برگزیدہ اسلاف کیطرح تکبیر و نیز اپنی فوج کو لڑاتا تھا اسکے لشکر کا نشان سیاہ تھا جو خلفاء عباسیہ کے شعائر سے ہے اور اسپر کلمۂ توحید کلابتون سے کڑھا ہوا تھا۔ صلوٰۃ خمسۃ و تہجد کا پابند منکرات شرعیہ سے محترز اوامر کا صدق دل سے مطیع تھا نماز پڑہنے کو ہمیشہ مسجد مین جاتا اور ہر شخص سے بے تکلف ملتا جلتا تھا اس کے دستر خوان پر اکثر جو کی روٹیان یا کبھی گیہون کی خمیری روٹیان اور گوشت ہوتا تھا کبھی کبھی صرف ادبلے ہوئے گوشت اور سرکہ پر اکتفا کرجاتا تھا ابن اثیر نے لکھا ہے کہ نورالدین سرخ رنگ طویل القامت کشادہ پیشانی، حسین صورت وجیہہ تھا آنکھین اسکی بڑی اور سیاہ تھین ڈاڑھی نہایت کم تھی صرف زنخدان مین تھوڑے سے بال تھے بدن پر گوشت اور سر بڑا خندہ رو تھا عقل و فراست کے آثار اس کے چہرہ سے نمایان تھے، ذہین۔ فہیم اور جزئیات مسایل مذہبی سے بخوبی واقف تھا۔ اسنے اپنی تمام عمر مین صرف ایک شادی رضیع خاتون بنت معین الدین سے کی اور اسکے بطن سے ایک لڑکا الملک الصالح پیدا ہوا اور ایک لڑکی شمس النساء پیدا ہوئی۔ اسکی تمام آرزوئین اس کے مرنے کے وقت تک قریب قریب پوری ہوچکی تھین عیسائیونکو اسنے شام سے نکالدیا تھا مصر پر قبضہ کرچکا تھا صرف باقی کیا تھا ایک بیت المقدس جسکی فتح کی آرزو اپنے دلمین لیگیا اور اوسکو اوسکے بعد صلاح الدین نے پورا کیا۔

رام ام الفتح قوم ۲ ولون
حازہ بالنصر قوم آخرون

یعنی

فتح کے کام کو پہلے لوگون نے شروع کیا + اور حاصل کیا فتح کو پچھلے لوگون نے

تمت

تراجم جناب حکیم مولوی احمد حسین صاحب

ترجمہ تاریخ علامۂ ابن خلدون جلد اوّل

اسمین اولاً خود مورخ کتاب ابن خلدون مغربی کی سوانح عمری ہے بعد ازان انساب عالم وحضرت نوح وہود وصالح وشعیب و ابراہیم واسماعیل وہاجرہ واسحاق ویعقوب ویوسف وموسیٰ ویوشع وہارون داؤد وسلیمان ویونس وعیسیٰ ابن مریم علیہم السلام کے انساب اور ان کے بعد چھٹی صدی عیسوی تک کے سلاطین وملوک کے حالات وانساب اس تفصیل وخوبی سے لکھے گئے ہین کہ ایک صفحہ پڑھ کر کتاب رکھنے کا جی نہین چاہتا۔ ہر قوم وگروہ کے تذکرہ کے بعد انکا شجرۃ النسب بھی لکھ دیا گیا ہے۔ حضرت ہاجرہ کے لونڈی نہونے اور تعمیر کعبہ اور اسماعیل کے ذبیح ہونے اور واقعہ اصحاب فیل۔ کتابت انجیل وتدوین شریعت عیسویہ اور حواریان مسیح پر محققانہ بحث کیگئی ہے حجم اس کتاب کا چارسو صفحات کا رایل سایز کاغذ سفید چکنا باین خوبی قیمت بلا محصول ڈاک صرف .... عہ

ترجمہ تاریخ علامہ ابن خلدون جلد دوم

اس جلد مین ملوک فارس ویونان وروم ولاطینی وقیاصرہ کیتم وقیاصرہ قسطنطنیہ وسلاطین قسطنطنیہ کے حالات تا زمان فتح اسلامی وقوم گاتھ اور قبایل عرب جرہم وقحطانیہ حضرموت۔ بنو جرہم وقضاعہ۔ کہلان۔ ملوک حیرہ وآل منذر وسلاطین کندہ وغسان اور مدینہ کے دو نامی قبیلہ اوس وخزرج حکمران انکے ہیں۔ بنو عدنان وقبایل مضر وبطون قیس والیاس وحکومت قریش کے حالات وانساب اور انکے شجرۂ انساب نہایت تفصیل ورصحیح طور سے مندرج ہین۔ بنو عدنان کا شجرۂ نسب بخیال کاتب وحی ارمیاہ نبی کی تحریر سے لیا گیا ہے جسکو مسعودی نے مروج الذہب مین لکھا ہے اور اسکے ذیل مین محمد الکلبی وواقدی وابن الاعرابی کا لکھا ہوا شجرۂ نسب قریش کا لگا دیا ہے جس سے آنحضرت (صلعم) کا سچا صحیح نسب نامہ مکمل ہوگیا ہے این چنین نسب نامہ سے اُردو کی کیا عربی کی کتابین بھی خالی ہین۔ حجم ۷۰۰ صفحات کاغذ ایل سایز سفید چکنا کاغذ قیمت بلا محصول عہ المشتہر حامد حسین الہ آبادی [illegible]

ترجمہ تاریخ علامہ ابن خلدون جلد اوّل

اسمین اولاً خود مورخ کتاب ابن خلدون مغربی کی سوانح عمری ہے بعد ازان انساب عالم و حضرات نوح و ہود و صالح و شعیب و ابراہیم و اسماعیل و ہاجرہ و اسحاق و یعقوب و یوسف و موسیٰ و یوشع و ہارون داؤد و سلیمان و یونس و عیسیٰ ابن مریم علیہم السلام کے انساب اور ان کے بعد چھٹی صدی عیسوی تک کے سلاطین و ملوک کے حالات و انساب اس تفصیل و خوبی سے لکھے گئے ہین کہ ایک صفحہ پڑھ کر کتاب رکھنے کا جی نہین چاہتا۔ ہر قوم و گروہ کے تذکرہ کے بعد انکا شجرۃ النسب بھی لکھ دیا گیا ہے۔ حضرت ہاجرہ کے لونڈی نہونے اور تعمیر کعبہ اور اسماعیل کے ذبیح ہونے اور واقعہ اصحاب فیل۔ کتابت انجیل و تدوین شریعت عیسویہ اور حواریان مسیح پر محققانہ بحث کیگئی ہے حجم اس کتاب کا چارسو صفحات کارایل سایز کاغذ سفید چکنا باین خوبی قیمت بلا محصول ڈاک صرف .... عہ

ترجمہ تاریخ علامہ ابن خلدون جلد دوم

اس جلد مین ملوک فارس یونان و روم ولاطینی و قیاصرہ کیتم و قیاصرہ متنصرہ و سلاطین قسطنطنیہ کے حالات تا زمان فتح اسلامی قوم گاتھ اور قبایل عرب جمیعہ قحطانیہ حضرموت۔ بنو جرہم قضاعہ۔ کہلان۔ ملوک حیرہ آل منذر و سلاطین کندہ و غسان اور مدینہ کے دو نامی قبیلہ اوس خزرج حکمرانان مدینہ۔ بنو عدنان و قبایل مضر و بطون قیس و الیاس و حکومت قریش کے حالات و انساب اور انکے شجرۂ انساب نہایت تفصیل اور صحیح طور سے مندرج ہین۔ بنو عدنان کا شجرۂ نسب برخیا کاتب وحی ارمیاہ نبی کی تحریر سے لیا گیا ہے جسکو مسعودی نے مروج الذہب مین لکھا ہے اور اسکے ذیل مین الجوا و واقدی و ابن الاعرابی کا لکھا ہوا شجرۂ نسب قریش کا لگا دیا ہے جس سے آنحضرت (صلعم) کا سچا صحیح پشت نامہ مکمل ہوگیا ہے اس پشت نامہ سے اُردو کی کیا عربی کی کتابین بھی خالی ہین۔ حجم ۳۲۶ صفحات کار ایل سایز سفید چکنا کاغذ قیمت بلا محصول عہ۔ المشتہر حامد حسین الٰہ آباد سبزی منڈی